

تبیانی بالله

یعنی

و رسال و ملفوظات و مکاتبات

Ketabton.com

مرتب

سرمد فاروقی صاحب نقشبندی

بیت سماع ۱۲۷ حدیث فاذ ذکر فی فی نفسه الخ کا ترجمہ مطلب ص ۸۲

صلی اللہ علیہ وسلم

الرحمن الرحیم

در مجلس

اور در بیت سماع

۱۸۸- اولیائی تحت صبا لی لایو فم غیری - اللہ است

۱۵۰- سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرستادہ اکم جامع

۱۵۵- در کسوت بشریت در آمد امت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۰- کلام حقون یحی حق بنس از شکوہ نبوی

۱۶۲- نخلتے از اخلاق الہیہ و تحقق گشت

۱۷۲- محمد صمد بلا میسم ست اورا باخا کیاں در نسبت

۲۰۸- لغت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۲- زمین بوس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عبد الخفور قادری و مفتوی غفرلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کلیاتِ باقی باللہ

یعنی

مجموعہ کلام و رسائل و ملفوظات و مکتوبات

مرتبہ

مولانا ابوالحسن زبید فاروقی صاحب نقشبندی مجلسی

و

ڈاکٹر مہربان احمد فاروقی ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (علیگ)

بہ عانت مسکنہ اوقات مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل نل وڈ لاہور



طابع _____ ملک محمد عارف

ناشران _____ ملک دین محمد اینڈ سنز

بہ اعانت
محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

مقام اشاعت _____ اشاعت منزل، بیل روڈ، لاہور

مطبوعہ _____ دین محمدی پریس، لاہور

قیمت _____ دس روپے ستر پیسے بلا جلد

قیمت مجلد _____ دس روپے ۱۵۰۰



فہرس

۱	دیسپاچہ
۷	مقدمہ
۱۷	عبدالحمید یزدانی
۴۹	مختصر احوال
۱۲۵	ابوالحسن ظہاروی دہلوی
۱۲۷	۱۔ موقوفات
۱۲۹	۲۔ مکتوبات
۱۵۰	۳۔ رسائل
۱۵۱	۱۔ در بیان حقیقت نماز
۱۵۵	ب۔ صورت نماز
۱۵۹	ج۔ مختصر بیان توحید
۱۶۴	د۔ معنی اَعُوذُ
۱۶۵	هـ۔ معنی بِسْمِ اللّٰهِ وَ سُوْرَةِ فَاتِحَةِ
۱۶۹	و۔ بیان سُوْرَةِ وَالشَّمْسِ
۱۷۴	ز۔ بیان سُوْرَةِ اخْلَاصِ
۱۷۵	ح۔ بیان سُوْرَةِ الْفَلَقِ
۱۷۷	ط۔ بیان سُوْرَةِ الْاِنْسَانِ
۱۷۹	ی۔ ترجمہ دُعائے قنوت
۱۷۹	ک۔ بیان آیۃ وَهُوَ مَعَكُمْ آیۃ اِیْمَانُ تَوَلَّوْا فَمِنْ وَجْهِ اللّٰهِ

ل - رسالہ در شرح رباعیات موسومہ بسلسلۃ الاحرار

۴ - مجموعہ کلام

۱ - مثنوی قبل از زمان درویشی

ب - مثنوی گنج فقر

ج - ساقی نامہ

د - سلسلہ پیران طریقت

۴ - تاریخ تولد ہر دو پسران مبارک

و - تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ

ز - رباعیات، فردا

مقدمہ

(محمد عبد المجید بزوانی ریسرچ سکا لرشبہ تعلیم و مطبوعات محکمہ اوقات حکومت خیر پاکستان لاہور)

یوں تو کسی بھی مصنف کی نشری یا شعری تخلیقات کا جائزہ لینا کچھ آسان نہیں ہوتا لیکن مشکل اور بھی بڑھ جاتی ہے جب صاحب تخلیق ایک آگاہ راز سالک، ایک باعمل صوفی اور ایک صاحب مقام ولی و بزرگ دین بھی ہو۔ اور پھر یہ وادی سراپا خار زار بن جاتی ہے جب تبصرہ نگار پیچراں ہونے کے علاوہ تروا من رُوسیاہ بھی ہو اور تروا منی بھی وہ نہیں کہ عدا من پوڑ ویں تو فرشتے وضو کریں۔ بلکہ وہ کہ ذوق عصیاں ہی سرمایہ زیست اور متاع حیات ہو۔

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک

میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا بھتا

پس خواجہ باقی باللہ علیہ رحمت کی تخلیقات کے بارے میں ہماری خامہ فرسائی گویا جگہ ہنسائی کا اہتمام ہے۔ اہل جرح کی ناوک اندازیاں ہو مگی اور ہمارا دل داغدار کہ زخم کھانا اور لذت اٹھانا ہی جس کا منتہائے مقصود ہے۔ کیوں نہ ہوں ہدفِ ناوک بیداد کہ ہم آپ اٹھا لاتے ہیں گرتیر خطا ہوتا ہے

سچی تو یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی تمام شعری و نشری تحریروں کا پوڑ ایک جگہ میں بھی پیش کیا جاسکتا ہے کہ بیانِ توحید باری تعالیٰ ہی ان کے کلام میں جاری و ساری ہے۔ اسی ایک گل خوش رنگ کا مضمون ہے جسے انہوں نے سو نہیں ہزار ڈھنگ سے باندھا ہے۔ ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان

لیکن میں نے ذوقِ حضوری کی خاطر اس حکایتِ لذیذ کو ایک حد تک طول دے دیا ہے۔

حضرت خواجہؒ کے نگارشات کا جائزہ تنقید و تبصرہ کے عام اصولوں کے تحت لینے کی کوشش سواروں ہے۔ جہاں مصنف کا مقصد تحریر یہ نہ ہو کہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جائیں، انشا پر وازی کے جوئے

دکھائے جائیں، نازک خیالیوں اور رنگیں بیانیوں سے ذہنوں کو مخطوط و برونکھتہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے برعکس جہاں تشرکے ساتھ شکر کو بھی قصداً اور بے ابلانغ ٹھہرایا جائے۔ اور جہاں تحریر ایک خاص اور واضح مقصد کی حامل ہو اور مقصد بھی خالص دینی و مذہبی ہو وہاں نظم و نشر کو جانچنے کے فنی اصول اور تنقیدی پیمانے کہاں ساتھ دے سکتے ہیں۔ جہاں صریح خامہ نوائے سروش اور ندائے غیب کا درجہ رکھتی ہو وہاں تبصرہ و جرح کا کیا کام؟ جہاں ہر لفظ پر ایک بھرپور شخصیت کی جھلک آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہو وہاں حسن تحریر اور حسن بیان کی حیثیت تو نا لوی بھی نہیں رہ جاتی۔ وہاں تو نگاہیں اسی عکس روح پرور کے خدو خال متعین کرتی رہ جاتی ہیں اور نظارہ جمال کی فرصت بھی میسر نہیں آنے پاتی۔

نظارہ جمال کی فرصت کہاں ملی محفل کا اُن کی جاہ و چشم دیکھتے رہے

پس حضرت خواجہ کی نظم و نشر کا ذکر آپ کی حیاتِ بابرکات سے علیحدہ طور پر نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کثرت اسی وحدت میں جلوہ فگن ہے (اور شاید یہی جدید تنقید کا بنیادی تقاضا بھی ہے) بہر حال کیسے کہا کہ بجائے کیا کہا ہمارا اصل موضوع ہے۔

حضرت خواجہ کے حالات و سوانح پر مشتمل کوئی مکمل یا باقاعدہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری ہوگی بہت سی کتابوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے لیکن ایک آدھ صفحہ یا زیادہ سے زیادہ ایک باب کی صورت میں مثلاً خواجگانِ نقشبندیہ کوئی تذکرہ ہے تو اس میں خواجہ کا ذکر جزواً آجاتا ہے، اولیائے کرام پر کوئی تصنیف ہے تو وہاں آپ کا نام مل جائے گا۔ زیادہ تر آپ کا ذکر ان مقالوں، رسالوں یا کتابوں میں ہے جو حضرت امام ربانی نجد و الف ثانی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ مرتب کلیات نے زید ابوالخیر کی سوانح باقی باللہ کا حوالہ دیا ہے لیکن لاہور کی کسی لائبریری میں کم سے کم وہ مجھے دستیاب نہ ہو سکی۔ ممکن ہے اس میں سوانح نگاری کا خن ادا کر دیا گیا ہو لیکن اس میں سے جس قدر حوالے مرتب نے دیئے ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس قدر مواد تو شاید شیخ اکرام کی تصنیف ”رو و کوثر“ میں بھی موجود ہے حالانکہ وہاں بھی خواجہ کا ذکر صرف ایک باب میں ہی کیا گیا ہے۔ بہر حال دو ہفتے کے اندر اندر جس قدر معلومات حاصل ہو سکی ہیں انہی کی روشنی میں یہ مقدمہ ترتیب دیا گیا ہے اگرچہ میری جہالت و نادانی کی تاریکی میں یہ روشنی مدھم ضرور پڑ گئی ہوگی۔

نام و ولدیت آپ کا اسم گرامی محمد الباقی تھا۔ والد ماجد کا نام قاضی عبدالسلام سمرقندی بتایا

گیا ہے اور بعض جگہ قریشی کا لفظ بھی آخر میں لکھا ہوا ہے۔ اکثر وقت آہ و بکا میں گزرتا تھا جس سے خود ان کا صاحب حال ہونا بالکل عیاں ہے۔

یہ عنوان قائم کرتے ہوئے مجھے ندامت سی محسوس ہو رہی ہے نہیں معلوم کہ کسی صاحب نسب کمال کا تذکرہ اس کے نسب و نسل کے بغیر نامکمل کیوں تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی عظمت و فضیلت، کسب کمال کی مرتبہ منت ہوتی ہے نہ کہ نسب کی؟ یہ عنوان مجبوراً اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مرتب کلیات نے اس پر خاص طور پر بحث کی ہے اور لطف یہ ہے کہ آخر میں خود ہی جاتی کا یہ شعر بھی نقل کر دیا ہے۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جاتی

کہ دیں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

بہر حال ثابت یہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواجہ صاحب سید نہیں تھے بلکہ ترک تھے کیونکہ آپ کے والد قوم خلیج سے تھے جو ایک تحقیق کے مطابق ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور دوسرے دعوے کی رد سے افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور خلیجی اسی سے مشتق ہے۔ یوں لفظ خلیج خود ہی خلیجان میں بڑ گیا تو پھر ترک و افغان کا فیصلہ کیونکر کیا جائے؟ اس ضمن میں خواجہ کے وہ اشعار بطور سند پیش کئے گئے ہیں، جو آپ نے اپنے فرزند کی ولادت پر کہے ہیں۔

شکر ہندی و گل ترک زاد

گل شکرے بوالعجب دست داد

شد شکر آلودہ ہندوستان

بلکہ ز کشمیر گل زعفران

در اصل یہ جو استعارہ و تشبیہ کی زبان میں باتیں ہو رہی ہیں، ولادت فرزند پر اظہار مسرت کے طور پر ہیں، ورنہ خواجہ کا مقصد اپنے حسب نسب کی نشاندہی کرنا نہیں ہے۔ کہ یوں تو پھر مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی اور نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی رہنے کے تمام دعوے باطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہو گا کہ ایک طرف تو اس فرمان کو مشتعل راہ بنائے کی تلقین کی جائے کہ تم میں وہی برگزیدہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔ اور دوسری طرف خلیجی و ترک زاد ہونے پر اظہار فخر کیا جائے، اگر کہیں ان کا سبب سادات ہونا ثابت ہوتا بھی ہے تو وہاں یہ بحث چھیڑ دی گئی ہے کہ سبط نعرنی میں نواسے کو کہتے ہیں پوتے کو نہیں کہتے۔ یہ نہ تصور کیا جائے کہ راقم کو خواجہ کے سید ہونے پر اصرار ہے بلکہ مقصود یہ جتان ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بحث ہی سرے سے بیکار اور غیر مفید ہے اور خود ان صوفیاء کی تعلیمات کے منافی ہے۔

جن کی زندگیاں انہی بُنائی رنگ و خون کو توڑنے میں صرف ہو گئیں۔

لقب باقی باللہ حضرت خواجہ کا لقب ہی کہنا چاہیے۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ کو اتباعِ کامل کی بدلت بجز حق سبحانہ تعالیٰ اور کوئی مطلب ہی نہ تھا پس باقی باللہ کہلائے۔ اس کے علاوہ آپ کو پیرنگ بھی کہا جاتا ہے معلوم نہیں کیوں ممکن ہے اس کی وجہ وہ عاجزی اور انکساری ہو جو آپ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

ولادت و وفات حضرت خواجہ کا سال ولادت ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء ہے۔ اور یہی سال ولادت آپ کے عظیم المرتبت مرید و خلیفہ امام ربانی حضرت احمد رضا ندوی مجددِ ملت ثانی کا بھی ہے۔ اللہ اللہ کیا اتصالِ روحانی ہے۔ تیرے جلوں کو دیکھیں اور مرے دل کی طرف دیکھیں

کہاں ہیں اتصالِ موج و ساحل دیکھنے والے
سال وفات ۱۰۱۲ ہجری یعنی ۱۶۰۳ء ہے۔ گویا کل مدتِ حیات کم و بیش چالیس برس اور بس۔

ایک رباعی میں بڑے لطیف پیرائے میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔
صحرائیں زبیل حذر کن کہ آستیں ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
آں گلبنم بہ بارغ تو کنز یک نسیم لطفت نشگفتہ ام ہنوز کہ پڑ مردہ می روم

تعلیم و تربیت خواجہ کو ابتداء ہی سے حصولِ علم کا شوق بحد جنون تھا۔ چنانچہ حصولِ علم کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کرنے لگے۔ لیکن ایک مجذوب نے ایک دن بڑے معنی خیز انداز میں یہ کہہ کر کہہ دیا کہ

در کثر و ہدایہ نتوان دید خدا را
آئینہ دل میں کہ کتاب ہے بہ ازیں نیست

آپ کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ اب آئینہ دل کو دیکھنے کی دھن سوا نہ ہو گئی، اور نجانے کہاں کہاں لئے پھرتی رہی، ایک بقراری بھی کہ چین نہ لینے دیتی تھی۔

بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں حالت اب اضطراب کی سی ہے
کتنے ہی بزرگوں کے آستانوں پہ حاضری دی۔ اور کتنی ہی بشادتوں سے سرفراز ہوئے۔ اور آئینہ

دل کو اتنی جلاوی کہ حقیقت کا صحیح عکس اس میں نظر آنے لگا۔ خود لکھتے ہیں: ”ہر گاہ ملا متے می رسد در خود می نگریم و یک بد صفتے در خود می یابیم و این اشارت را موعظۂ غیبی میدانیم“ — اللہ اللہ کیا مقام ہے اور کیا آگاہی! اسی خیال کو ظفر نے یوں شعر کا جامہ پہنا دیا ہے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر ہے دیکھتے اوروں کے عجیب و غریب
 پڑی اپنی برائیوں پر جو نطر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا
 تربیت کے سلسلے میں متعدد بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ مکتوبات میں فرداً فرداً سب کے نام گنوائے
 ہیں لیکن اس ضمن میں ان کی یہ تحریر ملاحظہ ہو :

”..... پیر سہ است، پیر خرقہ، پیر تعلیم، پیر صحبت.....
 اگر کسی از پیر صحبت بہ راہ صحبت بکمال رسیدہ باشد اورا بہ پیر تعلیم کہ تلقین ذکر
 ازو بگیرد حاجت نبود، مثلاً شخصے کہ منزل رسید بعد ازاں اورا با سب
 خریدن حاجت نباشد۔“

اسی لکھن میں سفر و سیاحت کے دوران کہا جاتا ہے کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند عالم از خود
 رفتگی میں سامنے آئے اور خواجہ صاحب نے ان سے فیض روحانی حاصل کیا۔ یوں بظاہر اگرچہ تعلیم
 ادھوری رہی لیکن یہ ادھوری ہے تو پھر پوری کسے کہتے ہیں!

مادر النہر کے صوفی درویش خواجہ امکنگی نے عالم خواب میں کہا :

خلافت

”ہماری آنکھ تمھاری راہ پر لگی ہے۔“

اور اٹھوں نے خلیفہ بنا کر آپ کو ہندوستان بھیجا۔ اسی خرقہ خلافت کو حاصل کرنے کے لیے
 بعض مریدوں کی عمریں گزر جاتی ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں کہ خود پیر و مرشدان کا انتظار کیا کرتے
 ہیں۔ بعینہ یہ صورت خود خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد کی پیری و مریدی اور عطا ئے خرقہ
 خلافت کی تھی کہ خلافت عادت خواجہ نے حضرت مجدد کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی،
 اور پھر اور بھی زیادہ خلافت معمول استخارہ کیے بغیر ان کو مرید کیا۔ اور سلوک کی منزلیں دواڑھائی
 ماہ میں طے کرا دیں۔ اور اس کا اعتراف بکمال عقیدت حضرت مجدد نے خود بھی کیا ہے۔

ورودِ ہند

حضرت خواجہ کی چہل سالہ حیاتِ بابرکت کا مہتمم بالشان واقعات کا سرزمین ہند میں نشرِ لیل لانا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں

یہاں خاص طور پر بھیجا گیا تھا۔ ہماری مراد اس بشارت و اشارت سے ہے جو حضرت خواجہ کو ہندوستان آنے کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ ہمارے جدید نقاد و محقق اپنی تحریروں کو زیادہ سے زیادہ سائنٹیفک بنانے کی دھن میں اس پہلو سے ذرا گریز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ یوں تو ایمان بالغیب کی ساری عمارت ہی دھرم سے نیچے آ رہے گی۔ جب ہم ان دیکھے خدا، نادیدہ فرشتوں اور وحی و الہام پر عقیدہ رکھتے ہیں تو کشف و کرامت اور اشارت و بشارت کے ذکر سے کیوں شرمائیں؟ حقیقی نائبانِ رسول سے دنیا کب خالی رہی ہے؟ مصلحین کے زندہ نمونے ہی تو سنتِ الہی کو ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔ پس اس نظامِ ظاہری کے علاوہ کوئی تو نظام اور بھی ضرور ہے کہ انسانیتِ قعرِ مذلت میں گر کر پھر سے کھوٹے ہوئے راستوں کو پالیا کرتی ہے۔ اور سیاہ خانے پھر سے منور ہو جاتے ہیں۔ ثبوت و دلیل اور برہان و استدلال کے علاوہ ایک اور شے بھی ہے جسے وجدان کہتے ہیں اور یہی وہ طاقت ہے کہ عقل جس کے آگے سپردال دیتی ہے ہم اس موضوع پر خواجہ کی شاعری کے باب میں اظہار کریں گے تاہم یہاں خود خواجہ کی تحریروں میں سے دو ایک اقتباسات ایسے پیش کرتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی زندگی میں بشارت و اشارت کو کتنا دخل تھا۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”دیگر سیدِ نجاتی کہ اور ترقی دارد، چوں در خدمتِ شما است چه حاجت کہ ایں جا بیاید۔ اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آں چیزے و گراست
من کیم لیلی و لیلی کیست من“

ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں:

”پیش ازیں بیک روز یک نوع اشارت شد بانکہ اہمال در توجہ بجانب

شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ نیز بہت بر ترقی شما بر بندیم، بتوفیق اللہ تعالیٰ

تقصیر نخواہیم کرد۔“

آگے چل کر لکھتے ہیں:

— "اشارت خواجہ بزرگ برائیں است کہ شمارا دریں وقت تنہا نگزاریم، ہر چند کہ ازیں جانب غافل نیستیم، چہ توان کرد کہ ماراحت دم شما ساختہ اند۔" ان مثالوں سے جہاں ہمارے نقطہ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے وہاں حضرت خواجہ کی (مقامات) بلند پر فائز ہونے کے باوصف (سیکشنی طبع کفنی روح پرور مگر رقت انگیز ہے سبحان اللہ کہ ہے ہیں اس کی روحانی تربیت لیکن کہتے ہیں خود کو اس کا خادم — !

مزید وضاحت کے لیے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت کا ہر معاملے میں استخارہ کرنا تو ہر تذکرہ و تاریخ کی رُو سے ثابت ہے۔ وہ بھی تو اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ پھر غایت انکساری کے علاوہ ان کی ایک خاص بات "سنراحوال" ہے یعنی چھپاتے تھے ان باتوں کو — آخر کچھ تو تھا جسے چھپاتے تھے! اور راز کو راز رکھنے کے لیے مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین و ایمان کی بنیاد ہی معجزات و خوارق پر ہے بنا مگر یہ مقصود ہے کہ یہ باتیں معدوم یا کالعدم نہیں ہیں — اگرچہ صرف انہی پر دار و مدار کرنا بھی ضروری و مناسب نہیں لیکن یہ کہ ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا — ورنہ خود خواجہ نے مولانا روم کا یہ شعر اس ضمن میں نقل کیا ہے —

موجب ایمان نباشد معجزات

بوسے جنسیت کنند جذب صفات

بہر حال خواجہ کو حضرت امکنگی نے خلافت کا خلعت خاص اسی لیے بخشا تھا کہ وہ ہندوستان جا کر اصلاح حال پہ توجہ دیں۔ اور وہ خاص مشن حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا تھا جن کے فیض سے آگے چل کر کتنے فتنوں کا سد باب ہونا تھا۔! چنانچہ حضرت خواجہ وفات سے چند سال قبل ہندوستان میں آئے، کچھ عرصہ کشمیر اور ایک سال کے قریب لاہور میں رہے اور بالآخر دہلی پہنچ کر قلعہ فیروز شاہ میں تا دم آخر مقیم رہے۔ اس قلعہ کی فیروزنجی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ یہی وہ مرکز تجلیات تھا جو حضرت امام ربانی کے لیے تجلی گاہ ایمان و ہدایت بنا۔

مکمل و مفصل سوانح کی کمیابی | حضرت خواجہ کے مکمل سوانح حیات اور مفصل

حالات زندگی اس لیے پیش نہیں کہ ہندوستان میں ان کی آمد زندگی کے آخری حصے میں ہوئی۔ درود بھی اس وقت جب عہد اکبری کے مشہور مؤرخ وفات پا چکے تھے۔ خود انھوں نے اپنے حالات تحریر کرنے کے بجائے تبلیغ و اشاعت دین پر زیادہ زور دیا ہے۔ پھر یہ کہ ان کی مدت حیات بھی بہت مختصر رہی ورنہ شاید یہ پہلو اس قدر نشہ نہ رہتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے مرید و خلیفہ کی شہرت اس درجہ ہوئی کہ لکھنے والوں کی زیادہ توجہ ادھر ہی رہی اور خواجہ کا ذکر ان کے ساتھ ہی محض جزوایا ضمنا کیا جانے لگا۔ اور پھر ایک ایسے صوفی باعمل کے حالات زندگی کا سراغ لگانا آسان بھی تو نہیں کہ جس نے ظاہری سے زیادہ باطنی منزل پس طے کی ہوں جن کا علم سوائے اس کی ذات کے کسی کو مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ درویشانہ زندگی تھی۔ دربار سے منسلک ہونا درکنار اس سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور شان استغنا کا یہ عالم کہ خان خانان نے ایک لاکھ کی رقم حج کے لیے بھیجی تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہ فقیر کی شان کے خلاف ہے۔ نواب مرتضیٰ خاں جو عموماً شیخ فرید کے نام سے مشہور ہیں اُسے وقت میں خاص درجہ کے مالک تھے لیکن خواجہ کے غلام بے دام تھے اور تحفظ دین کے لیے جو کچھ انھوں نے کیا خواجہ ہی کے فیض و برکت کے طفیل تھا۔ جس طرح ان امرائے بے نیاز تھے ویسے ہی بادشاہ کی انجیس کوئی پروا نہ تھی۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

”ابنِ جماعت کہ مصاحبِ ائمہ ایشیاں را نیز در صحبت دیگران فرستیم و خود

بجز دہاشیم، مرضی بہست، یانہ اندیشہ بادشاہ را در حق طربا رہند۔“

یہ الفاظ در حقیقت بڑے معنی خیز ہیں اور ممکن ہے ایک تازہ ترین بحث کے سلسلے میں کچھ کام آسکیں۔ ہم اس کا مختصر ذکر یہاں کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اکبری فتنہ کفر و الحاد | حضرت خواجہ جب دہلی پہنچے تو اکبری کفر و الحاد کا فتنہ زوروں پر تھا اور دین الہی کا دربار اکبری میں طوطی بول رہا

۱۔ رد و کوثر ۲۔ تذکرہ اولیائے نقشبند ۳۔ توپجر مجدد العت ثانی کی گردن

۴۔ ہانگیر کے سامنے کیونکر جھک سکتی تھی؟ ۵۔ حیات مجدد

تھا۔ یہاں ذہن میں یہ سوال ابھر آتا ہے کہ حضرت خواجہ نے اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے کیا کیا؟
مجدد الف ثانی نے جو کچھ کیا تاریخی طور پر اس کا تعلق عہدِ ہاناگیری سے ہے۔ تو کیا خود اکبر کے عہد میں
یہ بزرگ خاموش تماشائی ہی تھے۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں ابوالکلام آزاد نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے
کہ اکبری کفر و الحاد کا قلع قمع انہی بزرگوں نے کیا۔ لیکن شیخ اکرام نے رود کوثر میں اس نظر پر کی
صحت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اکبری فتنہ کا خاتمہ خود اکبری عہد کے امرا ہی نے کر دیا تھا۔
کیونکہ عوام میں یہ دین مقبول تھا ہی نہیں صرف خواص تک محدود تھا اور ان سے حضرت خواجہ کے
اور ان کے بعد حضرت مجدد کے خاصے تعلقات تھے اور وہ لوگ ان کی تعلیم و ہدایت سے
بہت متاثر تھے اور جو کچھ کیا انہی کی ہدایت پر کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اکبر کے مرنے کے ساتھ
ہی دین الہی کی بھی موت واقع ہو گئی، حال ہی میں پروفیسر فرمان صاحب نے حیاتِ مجدد میں
اکرام صاحب کے بیان کی پُر زور تردید کی ہے اور ایک طویل بحث اس سلسلے میں کی ہے جس میں
تفنی دبر ہی استدلال سے کچھ زیادہ ہی ہے خصوصاً جہانگیری کا ذکر بہت جذباتی انداز میں کیا گیا
ہے۔ بہر حال فرمان صاحب کا یہ کہنا بجلیہ ہے کہ :

”اکبر کے مرنے کے ساتھ دین الہی کا خاتمہ ہو گیا تھا لیکن اکبر کی حکمت عملی سے
ملک کے اندر جو بے دینی اور بدعت کی ہوا چلی تھی وہ آندھی سے طوفان اور
طوفان سے سیل بے ہنگام بن چکی تھی اور اکبر کے مرتے ہی اس نے اپنی تندی کو
ترک کر کے سکون نہیں اختیار کر دیا تھا۔“

یہ بیان جہاں بالکل درست ہے وہاں غیر شعوری طور پر مصنف رود کوثر کے خیال کی تائید
تصدیق بھی کرتا نظر آ رہا ہے۔ کہ یہی بات رود ہاں کہی گئی ہے کہ حضرت مجددؒ نے ”آگے چل کر“
اکبر کی پھیلائی ہوئی بدعتوں کا قلع قمع کیا اور عہدِ ہاناگیری کے رافضی رجحانات کا سد باب کیا۔
اکبر کی زندگی میں اگر کوئی بات ہوئی ہوتی تو تاریخی بالکل خاموش نہ رہتیں شیخ عبدالحق محدث
اور شاہ ولی اللہ جیسے عظیم بزرگ سکوت اختیار نہ کرتے اور خود جہانگیر حضرت کی ذات سے
پوں بے خبر نہ ہوتا جیسا کہ توحید کے اندراجات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کچھ عقیدت مند

نے یہ واقعہ ضرور بیان کیا ہے کہ اکبر نے دربار سجایا، اس میں دین الہی کی بڑی ظاہر کرنے کے لیے مقابل میں دربار محمدی بنایا، جو بالکل ویران سا دکھایا گیا تھا لیکن حضرت مجدد وہاں گئے اور پھر ایسی آندھی چلی کہ دین الہی والا دربار تہ و بالا ہو گیا اور ہر چیز جڑ سے اکھڑ گئی، خود اکبر زخمی ہوا اور انہی زخموں سے اس کی موت واقع ہوئی۔ اور دربار محمدی بالکل صحیح سلامت رہا۔ اگر یوں ہوا ہوتا تو جہانگیر حضرت مجدد کی شان میں یوں گستاخی کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا۔ اکبر جیسے طاقتور مطلق العنان بادشاہ سے بزرگ و بزرگ شمشیر نیٹا بہر حال صوفیائے کرام کا کام نہ تھا جس کا اظہار بلا تکلف حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں کیا ہے۔ لیکن جو لوگ اس کے اہل ہو سکتے تھے وہ امرائے دربار ہی تو تھے اور ان لوگوں پر یقیناً حضرت مجدد کا ہی نہیں بلکہ خواجہ کا بھی اثر تھا۔ اور آپ ہی بزرگوں کی صحبت کا فیض تھا کہ وہ لوگ کفر و الحاد کے سیل بے پناہ کو روکنے میں کامیاب رہے۔ اور پھر خواص و امرا کے علاوہ حضرت مجدد نے عوام سے رابطہ قائم کر کے وسیع پیمانے پر رد بدعت کا اہتمام کیا اور اسی تجدید و احیاء ہر یکے باعث وہ مجدد الف ثانی کے جلیل القدر مرتبہ پر فائز ہیں۔

ہم اصل موضوع سے تھوڑا سا دور ہو چکے ہیں۔ (اس موضوع پر ہم کسی علیحدہ مستقل تفسیر میں بحث کریں گے) ہم یہ بتا رہے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا ورود ہند ہی ان کی جیسا مقدس کا منہم بالشان واقع ہے۔ اس کے تین پہلو ہیں۔ سب سے پہلا تو یہی جس پر ہم مختصراً تحریر کر چکے ہیں کہ قضا و قدر نے انھیں جس کام پر مامور کیا تھا وہ تھا حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا۔ دوسرا یہ کہ حضرت سرہندی کے مشن کی بنیادی خشیت خود رکھنا یعنی امرا و خواص سے تعلقات قائم کر کے اکبری الحاد و کفر کی بیخ کنی کرنا اور تیسرا یہ کہ سلسلہ نقشبندیہ کا سر زمین ہند میں رائج کرنا کہ آپ کی تشریف آوری سے قبل یہاں صرف اس کا نام ہی سنا جاتا تھا۔ باقاعدہ اس کی ترویج و ترقی حضرت ہی کا کارنامہ ہے۔

مندرجہ بالا تینوں کارناموں میں سے عظیم ترین کارنامہ حضرت مجدد الف
کارنامہ عظیم ثانی کی تربیت ہی ہے۔ حضرت خواجہ کو اس کا اخیر کی انجام دہی سے

قبل ہی معلوم تھا کہ احمد سرہندی آگے چل کر کیا ہونے والے ہیں ایک مکتوب کے وہ مشہور الفاظ جو مجدد سے متعلق ہر مقالہ و تصنیف میں درج ہیں ملاحظہ ہوں :

..... "بہ آں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم با از روشن گردند" —

اور یہ پیش گوئی کہ اب اسے پیشین گوئی کہنا چاہیے حرف آخر فائدہ رسد ثابت ہوئی کہ اس دور الحاد و ضلالت میں حضرت مجدد اور ان کے خلفاء و فقہا ہی کے باعث شمع ایمان و ہدایت پھر سے روشن ہوئی۔ اور پھر اس ایک شمع سے کتنی ہی شمعیں روشن ہوتی چلی گئیں۔

ایک چراغ است دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجای می نگری انجمنے ساختہ اند

اور خود اس شمع نے کسب نور خود حضرت خواجہ سی سے کیا۔ رسمی طریقہ سے یعنی محض کتابی و درسی سلسلہ تعلیم و تعلم کی صورت میں تو برسوں کی مدت درکار ہوتی ہے لیکن یہاں کل مدت دو ڈھائی ماہ سے زیادہ نہیں تھی کہ تمام منزلیں مرشد کامل نے طے کرادیں۔

یہ فیضانِ لطف نہ تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزند می

کیا کیا رموز تھے جو اشاروں اور کنایوں ہی میں سمجھا دیے کہ راہ سلوک و معرفت کا کوئی گوشہ مرید باصفا کی نظروں سے نہاں نہ رہا۔ اور رشتہ کی استواری کا کیا کہنا کہ خواجہ نے خود اپنے فرزند ان ارجمند کی تربیت کا کام حضرت مجدد کے سپرد کیا اور حضرت خواجہ نے مرشد کی طرح اس حقیقت کے اعتراف سے کبھی گریز نہ فرمایا کہ اُمّھوں نے جو کچھ حاصل کیا مرشد زادوں کے والد بزرگوار سے ہی کیا۔ ایک مکتوب میں کہ دونوں شاگردوں کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں : (ترجمہ)

"یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق رہے فقیر نے اس طریقے میں دلف بے کاسبقی انہی سے لیا ہے..... اور ان کی توجہ شریف نے اس ناقابلِ کور و اڑھائی ماہ میں نسبتِ نقشبندیہ تک پہنچایا ہے۔"

فروتنی اور انکساری کا یہ وہی انداز ہے جو اس سلسلہ طریقت کا طرہ امتیاز ہے، حضرت خواجہ کے

۱۔ حیات مجدد و پروفیسر فرمانی

انکسار کی چند مثالیں ہم اُدپر دے چکے ہیں، اسی طرح سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ عبدالقادر
احرار بھی مولانا جامی کا اتنا احترام کرتے تھے کہ ان کے نام اپنے خطوط کو "عوضداشت" سے موسوم
کرتے تھے بلکہ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ "خراسان میں تو آفتاب موجود ہے (یعنی جامی) لوگ اسے
چھوڑ کر ماوراءالنہر کے چراغ کے (یعنی میرے) پاس کیوں آتے ہیں۔"

لیکن سچے مرشد و رہبر کی طرح جہاں ضرورت ہوتی وہاں مرید کو سختی سے بھی منع فرمانے
کی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد نے جب منزلِ راہِ سلوک میں ایک مرتبہ ایک رباعی
حضرت خواجہ کو لکھ کر بھیجی تو خواجہ نے ان الفاظ میں اظہارِ ناخوشی کیا :

"..... دیگر آں رباعی ملحدانہ کہ نوشتہ بودند در غایت سفاہت است
حاشا کہ قائل آں مقبولے باشد ز نہار، ادب نگہدار بد کہ کار خانہ الہی محل ہستنا
و غیرت است۔"

وہ رباعی یہ تھی ۔

اے دروغا کہیں شریعت ملتِ انسانی است

کفر و ایمان ہر روز لٹ روئے آن بیانی است

ظاہر ہے کہ اس میں وحدت الوجود کا رنگ بے راہروی کی حد تک غالب ہے اور یہ خواجہ کے
غلافِ مسلک تھا۔ (جس پر ہم ابھی بحث کریں گے)

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آگے چل کر مجدد نے
وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کا جو نظریہ پیش

نظریہ وحدت الشہود

راج کیا وہ دراصل خواجہ سی کی رہنمائی و تعلیم کا نتیجہ تھا۔ تصوف کی تاریخ پر بحث ہمارے موضوع سے
خارج ہے لیکن موضوع چونکہ بہر حال متعلق اسی بیان سے ہے لہذا یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صوفی
بعض کے نزدیک "صفا" سے مشتق ہے کہ درآں صورت اس کے معنی صفائی قلب کے ہیں، بعض
کہتے ہیں کہ لفظ صوفی ہی کثرت استعمال سے صوفی بن گیا، کوئی کہتا ہے کہ اصحابِ صفہ سے محبت
کرنے والے یا صفِ اول میں رہنے والے صوفی کہلائے، کسی کا خیال ہے کہ صوف (پسماندہ)
پہننے والے صوفی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ وجہ تسمیہ کچھ ہی ہوا کرے یہ بہر حال مسلم ہے کہ تصوف

اسلامی کا وجود ابتدائے اسلام ہی سے تھا۔ اور اس پر عربی میں قدیم ترین کتاب التلخیص ہے جو ابوالنصر سراج کی تصنیف ہے، فارسی میں دستیاب ہونے والی سب سے پرانی کتاب حضرت علی ہجویری کی کشف المحجوب ہے۔ مولانا عبدالماجد دہلوی نے ایک باقاعدہ تصنیف کی صورت میں مختلف کتب تصوف کا حال قلمبند کیا ہے۔ اور جامی کی مشہور تصنیف لوائح کا ذکر اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر کیا ہے۔

پس تصوف کا وجود تو شرع سے ہے لیکن ہوا یہ کہ آہستہ آہستہ اس پر عجیب خیالات و نیت تصورات اور یونانی افکار پوں اثر انداز ہوتے گئے کہ بات کہیں سے کہیں جا پہنچی اور وحد الوجود کی وہ تفسیریں اور تاویلیں کی گئیں کہ ”شرعیات“ کی پابندی غیر ضروری قرار دی جانے لگی اور جب یہ چیز شاعروں کے ہتھکے چڑھی تو شرعیات کا مذاق اڑایا جانے لگا، حالانکہ :

”قدما صوفیہ طریقت اور شرعیات کو الگ الگ خیال نہ کرتے تھے بلکہ شرعیات کی تکمیل ہی کا دوسرا نام طریقت تھا۔“

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ ”ہمارا یہ علم (یعنی تصوف) احادیث نبویؐ کا پتھر ہے“ لیکن مدعیان وحدت الوجود نے معاملہ کچھ کا کچھ کر دیا۔ شرعیات سے بے نیازی یہاں تک بڑھی کہ کلمہ طیبہ بھی پورا پڑھنے کی توفیق یا ضرورت نہ رہی۔ کوئی جزو اول یہ اکتفا کر رہا ہے تو کوئی جزو اول کے بھی نصف اول یعنی کالہ ہی کو کافی سمجھتا ہے، اور کوئی کالہ ہی کہنے پر مصر ہے۔ اور دلیل ہر صورت میں یہی کہ وجود واحد ہے لہذا باقی سب کچھ ڈھونگ ہے۔ لیکن یہ بات یکسر پس پشت ڈال دی گئی کہ آخر وجود واحد نے یہ کائنات جو تخلیق کی تو اس کا بھی تو کوئی سبب ہوگا۔ کوئی مقصد ہوگا، اگر کچھ بھی نہیں تو پھر جزا و سزا، جنت و دوزخ، نیکی و بدی، فرق جن و انس و ملک، اور خود صوفیاء کے مراتب قطب و ابدال و ولی، سب باطل ہو کر رہ جاتے ہیں، یہ تو خالق حقیقی (وجود واحد) کی صناعتی و تخلیقی یہ چوٹی ہوئی نہ کہ یقین و ایمان! دراصل راہ سلوک و طلب میں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اسے مقام حیرت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں سالک پہ کچھ ایسی بے خودی و حیرانی طاری ہو جاتی ہے کہ دامن صبر و ضبط ہاتھ سے چھوٹ

چھوٹ جاتا ہے لیکن یہی وہ بھٹی ہے کہ اس میں خاشاکِ غیرِ اللہ کو مچھونک کر خود آگاہی کا گندن تیار ہوا کرتا ہے۔

لیکن اگر حیرت و تعجبِ دستورِ غالب ہے تو مجذوبیت ہی حدِ فاصل بن جاتی ہے۔ تاہم یہاں بھی وہ لوگ صاحبِ مقام ہوتے ہیں جنہوں نے اس کے لیے کم سے کم ریاضتِ نو کی اگرچہ منزل پہ نہ پہنچ سکے۔ مگر اصل نصیبی وہ ہے کہ جب یہ چیزِ تجربہ کی بجائے فلسفہ بن کر جاہل و بے عمل صوفیوں تک پہنچی تو انہوں نے دینِ برحق کو بالکل مضحکہ خیز بنا دیا اور نتیجہ سوائے گمراہی و ضلالت کے کیا ہو سکتا تھا؟ اور یہ بات بھی ابتدا ہی سے شرع ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابوالنصر سراج نے صوفیوں کی مختلف اقسام شمار کرائی ہیں:

۱۔ صوفی: جو مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور اپنے نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی ہو۔

۲۔ منتصف: جو مجاہدہ کر کے یہ منزلیں طے کر رہا ہو اور کوشش کر رہا ہو۔

۳۔ مستصف: جو محض جاہ و جلال اور مال و دولت حاصل کرنے کے لیے یہ ڈھونگ بچائے ہوئے ہو۔

اور پھر کہتے ہیں (ترجمہ) ”صوفی صاحبِ وصول بود و مستصف صاحبِ اصول و مستصف صاحبِ فضول۔“

اور پھر کیا خوب فرمایا کہ:

”صوفی وہ ہے جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک ہو۔“

یہ وہی مضمون ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے: ”غلام اور انہ اوکس را غلام۔“ بات پھر کچھ دور نکل گئی۔ مقصود بیان یہ ہے کہ بنیادی طور پر ہر چند کہ دونوں نظریات اثباتِ توحید سے متعلق ہیں لیکن خالق و مخلوق خصوص اللہ اور بندے کے رشتہ و تعلق کے بارے میں دونوں میں بعدِ المشرقین ہے۔ پہلی صورت (وحدت الوجود) میں عرِ عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہونا یا بہت ترقی کی تو قطرہ ”انا البحر“ پکارنے لگتا ہے اور خالق و مخلوق کا امتیاز ہی سرے سے مٹ

۱۔ تصوف عبدالمجید دریابادی۔

جانتا ہے اور عملی نتیجہ رہبانیت یا فرار کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ اور تخلیق کائنات کا نہ کوئی مقصد باقی رہ جاتا ہے نہ معانی! بس یہی کہ ”رام تیری سیلا ہے“۔ لیکن بصورت دیگر (وحدت الشہود میں) اللہ اور بندے کا خاص رشتہ ہے اور پابندی شریعت اس رشتہ کی استواری کا ذریعہ ہے۔ یہاں ”ہمہ دوست“ کہہ کر سکون بے عملی اور ”کسے را با کسے کارے نباشد“ کی فضا پیدا کرنے کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ ”ہمہ از دوست“ کا نعرہ لگا کر جوش، حرکت و عمل اور ”رونی“ ہنگامہ احرار بننے کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہاں توکل سے مراد سعی و کوشش سے گریز نہیں بلکہ عرکشت کن پس تکیہ بر جبار کن کی تلقین کا نام ہے۔ یہاں ”عالم حلقہ دام خیال“ نہیں ہے بلکہ سعی پیہم کے ذریعے حیات جاوداں کی تلاش کا نام ہے۔ یہ ہمہ گیری مسلک نقشبندیہ ہی میں دکھائی دیتی ہے اور ہندوستان میں اس کی وسیع پیمانے پر ترویج اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی کا کارنامہ ہے لیکن اس کی تخم ریزی کا فرض خواجہ باقی باللہ ہی نے انجام دیا۔ اور اگرچہ آپ خود تادیر ”وحدت الوجود“ کے حیرت خانے میں بھی رہے لیکن اس وقت بھی آپ ”وحدت الشہود“ کی طرف مائل ضرور تھے۔ اور ”انا الحق“ کا نعرہ آپ کے نزدیک تب بھی ”نابینائی“ کی دلیل تھا۔ چنانچہ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”اما از اختلاط بصوفیان جاہل اختر آزمائی ہر گاہ کلمہ لا الہ الا اللہ را بگوئی در دل بنیدیشی کہ نیست معبود غیر او، بدانکہ ہرچہ محبوب و مقصود تست ہماں معبود تست و ہرچہ ہوائے تست خدائے تست پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در توبے تو ظاہر سازد تا چوں راں مقام استقامت بیابی، ہم تفصیل او در ہمہ بے ہمہ اور ابا بی و حق را از باطل انبیا زوسی نہ آنکہ چوں نابینایاں ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی۔“

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

”وصیت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الہی نیست صحبت نداری و از علما دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و نفس خرو زبان آوری ساختہ اند چنان اختیار نہائی کہ آدمی از شبیر۔“

طریقہ نقشبندیہ | نقش بندی سلسلے کی تاریخ مرتب کرنا ہمارا موضوع نہیں۔ یہاں صرف اشارہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ صرفیائے اس سلسلے اور دوسرے سلسلوں میں فرق کیا ہے؟ چنانچہ اس کا انتہائی مختصر ذکر ہم یوں کریں گے:

۱۔ سلسلہ نقشبندیہ میں کون سی باتیں نہیں ہیں؟

ب۔ کون سی باتیں اس میں ہیں؟

ج۔ جو باتیں ہیں انھیں خواجہ باقی باللہ نے کس طرح بیان کیا ہے؟

(ا) ۱۰ چلہ کشی نہیں (۲) سماع نہیں (۳) قبور پر روشنی، خلاف باچا دراندازی کا سلسلہ نہیں (۴) سجدہ تعظیمی جس میں قدم بوسی وغیرہ شامل ہے، یہاں ممنوع ہے (۵) مرید خواتین کو بے پردگی کی اجازت نہیں (۶) "انما الحق" کی گنجائش نہیں (۷) رہبانیت اور جوگ یا سنیاس کی حاجت نہیں (۸) نمود و نمائش کی ضرورت نہیں۔

(ب) (۱) پابندی شریعت کو اولین درجہ حاصل ہے (۲) "انما عبودہ" کے مقام تک پہنچنے کی تلقین ہے (۳) آداب زیادہ اور ریاضت کم ہے (۴) کمالات نبوت کو مشعلِ راہ بنا کر زندگی گزارنے کی تعلیم ہے (۵) وحدت الشہود کے مقام تک براہ شریعت پہنچنے کی تلقین ہے (۶) جذب و مستی کی بجائے حرکت و عمل پر زور دیا گیا ہے۔

(ج) خواجہ باقی باللہ نے مندرجہ بالا تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کس طرح تلقین کی ہے۔ یہی ہمارا اصل موضوع ہے۔ اس ضمن میں کچھ عبارتیں آپ کے مکتوبات سے اقتباسات کی صورت میں اوپر دی جا چکی ہیں۔ یہاں کچھ اور اقتباسات مختصر عنوانات کے تحت درج کیے جاتے ہیں جن سے خواجہ صاحب کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ان کے انداز نگارش کا بھی اندازہ ہوتا جائے گا (اگرچہ اسے انشا پر دازی یا نثر نگاری کے نام نہاد اصولوں کے تحت جانچنا سودا و ادب اور صریح گستاخی ہے ہمارا اشارہ صرف ان کے لب و لہجہ کی گھلاوٹ و شیرینی گفتار کی طرف ہے)۔

اس ضمن میں مختصراً اوپر عرض کیا جا چکا ہے اور خود خواجہ کی تحریروں سے کچھ عبارتیں مثال میں نقل بھی کی جا چکی ہیں۔ مہر حال مزید وضاحت کے

تصوف

یہ حضرت خواجہؒ کے کچھ اور ارشادات درج ذیل ہیں:

اخفائے حال

راہ سلوک میں "سنتر احوال" یا "اخفائے راز" ایک ضروری شرط ہے لیکن خواجہ صاحب اس کے قائل ہونے کے باوجود یہ چاہتے ہیں جس قدر حالات دوسروں تک بغیر خطرہ پہنچائے جاسکیں ان سے گریز نہ کرنا چاہیے کہ اصل مقصد تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید کرنا ہے۔ شیخ تاج کو لکھتے ہیں:

"خبر بسیار است که نوشتن آں حوالی از خلایع نیست التماس آں است کہ بہ ہر تقدیر تقدیرے کہ تو اں نوشت بنویسند۔"

لا الہ الا اللہ

اس سلسلے میں تین مختلف تفسیرات و توضیحات کا پنچوڑیوں پیش کرتے ہیں:

۱۔ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ

۲۔ لا معبود الا اللہ

۳۔ لا موجود الا اللہ

"اما مذہب اصح یہاں است کہ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"معرفت را اقسام و مراتب بسیار است . . . اصل کار بر معرفت بودن است"

مخلیبت وجود

جب آپؐ کو چھا گیا کہ کائنات کو عکس صفات قرار دیا گیا ہے تو پھر عکس تو وجود ہی کا ہوتا ہے لہذا حق تعالیٰ کی ذات کا بھی گویا مخلیبت وجود لازمی ہوا۔ آپؐ کے جواب دیا:

"مخل آنصور ذات نیست کہ مخلیبت لازم آمد بلکه محل آں وہم است چنانچہ"

صورت منقش در آئینہ نہ درون اودہ برون اوست اما وہم حکم می کند

لے بقول مولانا کے روم ۷

سیر نہیں است اندر زیر و ہم فاش اگر گوئم جہاں برہم ز ہم

کہ برودے آئینہ است۔

محبت ذات

”محبت ذات از اہل شہو و کسبی راست کہ غرض خودش در میان نباشد چنانچہ بعضے ازین بہت دوست دارند کہ از مشاہدہ اولذتی و سرری ریشیاں پیداشود۔“

روزہ

”روزہ دہنتی در صفت حق سبحانہ آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزرہ است۔“

قیام لیل

”قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ در آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس منزرہ از نوم است۔“

مقام فنا

ایک جگہ ”فنا“ کے معنی نہایت عمدگی و وضاحت سے بیان فرمائے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ اپنے جسم کو مٹا دیا جائے یا آزار پسندی و اذیت طلبی کو شعار بنا لیا جائے اور اپنے آپ کو دونوں جہان سے فارغ تصور کر لیا جائے وغیرہ — بلکہ یہ کہ :

”..... از فنا فنائے صفات بشریت می خواہند..... از ایشان نہ نما

ماند نہ نشان ہرچہ بہ ایشان منسوب بود تمام بہ اصل خود رسیدہ این مقام مقام

باللہ است۔ گویا اصل مقام ”فنا فی اللہ“ نہیں بلکہ ”بقا باللہ“ ہے۔

حاصل سلوک

فرماتے ہیں : ”حاصل سلوک تفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل

شود چوں این معنی حاصل شد سلوک تفصیل کردن تحصیل حاصل است۔“

گویا اگرچہ راہر و راہ محبت کا حشر حافظ ہے

اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

۱۔ خواجہ میر درد سے مطب جایش ایک آن میں کثرت نمایاں + ہم آئینے کے سامنے جب آکے ٹھوکیں

۲۔ یہی وہ تعلیم و فلسفہ ہے جسے اقبال نے تفصیل کے ساتھ اپنے کلام میں پیش کیا ہے۔

تاہم راہ سلوک سے مراد اسے طے کرنا ہے نہ کہ اس میں "کھوجانا" وہاں سے کچھ حاصل کرنا ہے نہ کہ ہر چیز کی نفی کر دینا۔ اور نفی کا تصور ہے بھی تو کچھ اس طرح ہے :

نفی

"سخن خواجہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لا
از ان نفی می باید کرد۔ بدانکہ باین منزہ و تقدس ہر کجا موجود است۔"

وحدت شہودی

چنانچہ آگے چل کر حضرت مجدد الف ثانی نے جو "وحدت الشہود" کا باقاعدہ نظریہ پیش کیا ہے اس کی تعلیم بھی درحقیقت مرشد ہی نے دی تھی کیونکہ خود ان کے ہاں یہ بحث کئی جگہ نظر آتی ہے خصوصاً آپ کے مکتوب ۶۱ میں کافی وضاحت سے اس پر اظہار خیال فرمایا ہے :

"مشرپ شیخ علاء الدولہ سمنانی وحدت وجود نیست آری شہود ایشان شہود اکمل است، فرق آنست کہ جماعتی از علما اشیارا معدوم خالیجے می دانند و ظہور ایشان را در خارج چوں ظہور صور در مرآت می گویند و موجود جزیکے را نمی دانند و حضرت شیخ باوجود قوت شہود و ارتفاع آل اشیا را موجود خارجی می گویند..."

اور آگے چل کر مکتوب ۶۲ میں کہ ۶۱ سے بھی طویل تر ہے پوری طرح کھول کر مسئلے کو بیان کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ وہ جو منازل سلوک میں سالک کے مُنہ سے "وحدت الوجود" وغیرہ کے الفاظ نکل جاتے ہیں وہ دراصل عالم حیرت میں ایسا ہوتا ہے جو مختلف منازل میں سے صرف ایک درمیانی منزل ہے "آخری منزل نہیں ہے۔ اس کی توجیہ یوں فرماتے ہیں :

"غالب بریں سالک حیرت است نہ آنکہ صمد عالم را وہم و خیال گوید۔"

انہی الفاظ کو آگے چل کر مجددؒ نے یوں بیان کیا ہے کہ :

"مقام وحدت الوجود سالک کو ابتدائے سلوک میں پیش آتا ہے..... اس کے بعد مقام وحدت الشہود منکشف ہوتا ہے جو شرع کے عین مطابق ہے۔"

پابندی شریعت

تو گویا اہل چیز پابندی شریعت سے جس کا مطلب سیدھے
ساتھ الفاظ میں یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی تعمیل و

پیروی کو مقصدِ نسبت قرار دیا جائے کہ یہی راہِ راست راہِ نجات اور صراطِ مستقیم ہے۔ اور
سلسلہ نقشبندیہ کا یہی کارنامہ ہے کہ اسی ضابطہ حیات پر کاربند رہنے کی تعلیم مسلمانوں کو دی
— بلکہ یہ کہ اس کی یاد دہانی کرائی کیونکہ بات نئی نہ تھی۔ صرف یہ کہ عام لوگوں کو بھول گئی تھی وہ
کسی اور راستے پر جانکے تھے انھیں اس راستے پر لانا مقصود تھا جو درحقیقت پیغمبر پاک صلی اللہ
علیہ وسلم نے دکھایا اور بتایا تھا۔ اسی تجدیدِ بیان و فاکے باعث حضرت احمد سرہندی کو
مجدد کہا گیا اور خود مجدد کو نورِ حقیقت حضرت خواجہ باقی باللہ کی معرفت حاصل ہوا چنانچہ

ملاحظہ ہو ایک مکتوب میں خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اہل طبقہ در غایت غیرت و نازک اند۔ شما کتب تحقیقین مطالعہ کردہ اید طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایں تفادے طریقہ ایشان است، اخفا و عدم

ابتیاز از خلق، شکستگی و متواضع بودن و خود را در دائرہ عوام انداختن، اکتفا

بستن معادہ نمودن و با سبب ظاہر تو سلی نمودن طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است۔

پس حضرت خواجہ کے نزدیک اہل تصوف و سلوک یہی ہے کہ اپنے ہر فعل کو اسی سایے میں ڈھالا

جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر ہی مومن کا ہاتھ

اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ اور پھر دنیا کی کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہتی اور کوئی فتنہ خوفِ خطر

کا موجب نہیں رہتا۔ فرماتے ہیں:

اربابِ رضا

”اربابِ رضا را بلائیت و بلائمی ماند و کراہت و در نظر ایشان نیست از اں

جہت کہ فعل حق سبحانہ است۔“

لیکن دیوانگی و جنون کی گنجائش یہاں بھی نہیں ہے کہ خود بقولِ خواجہ:

”کالیبت شرعیہ مربوط بعقل است“

ناہم عقل کا غلام ہو جانا بھی درست نہیں کہ اہل مقام بقولِ خواجہ یہی ہے کہ ع

”از علم گذشتیم و معلوم رسیدیم۔“

اہل سنت والجماعت

یہ الفاظ خواجہ کی تحریروں میں کئی جگہ نظر آتے ہیں۔ یہی ان کا مسلک ہے اور اسی پر کار بند رہنے کی تعلیم انھوں نے ہر جگہ دی ہے۔ اسی کو باعثِ فخرِ جان ہے اور اسی کو سب سے بڑی نعمت گردانا ہے۔ ایک جگہ خواجہ عبید اللہ احرار کا قول نقل کیا ہے کہ :

”اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوٰت اطہار و اعتقاد اہل سنت والجماعت

و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است۔“

اسی طرح سورۃ فاتحہ کے معانی بیان کرتے ہوئے صراطِ مستقیم کی تشریح میں فرماتے ہیں :

”اجماع صادقان و متحققان است کہ صراطِ مستقیم صراطِ اہل سنت و جماعت

است۔۔۔۔۔“

اور اہل سنت سے ان کی مراد وہ لوگ ہیں جو سنتِ رسول پر کار بند ہیں نہ کہ قبروں اور پیروں کی پرستش کرنے والے ! خلافِ شرع تو کسی فعل کی یہاں سرے سے گنجائش ہی نہیں شریعت کے بارے میں خواجہ نے حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے —

”پیش من شراب خوردن بہ از حالے کہ مانع رکنے از ارکان شریعت باشد۔“

مسلمانی

بعض جگہ خواجہ نے چند لفظوں میں مطلب بیان کیا ہے کہ بس کوزے میں دریا بند کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ الفاظ بوں معلوم ہونے لگتے ہیں گویا جگہ نہیں کوئی ضربِ المثل ہے۔ مسلمان کیا ہے ؟ اس پہ کتا ہیں لکھی جاسکتی ہیں، لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی لیکن اس سے زیادہ ان میں کیا ہوگا جو خواجہ نے چند لفظوں میں کہہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں :

”مسلمانی گردن نہادن است احکامِ الہی را۔“

توبہ

اسی طرح توبہ کے بارے میں قولِ جنید نقل کیا ہے کہ بیسیوں متفالوں پہ بھاری ہے :

”توبہ آں است کہ گناہ را فراموش کنی۔“

رزقِ حلال

اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ نغمہ حرام حلق سے نیچے نہ اترنے پائے۔ اب اگر غور کیا جائے تو یہی کوشش انسان کو انسانِ کامل بنا سکتی ہے۔ جب حرام نہیں کھانا تو حرام کرنا کہاں باقی رہے گا۔ سارا وجود ہی حرام کے تصور سے پاک ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں:

..... "اَلَمْ نَعْلَمْ اَنَّكَ كَذِبٌ اَوْ اَنَّكَ نَجِسٌ"۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"سعی و کوشش نہ اٹھ کہ نغمہ حرام و منشیہ خوردہ نشود۔"

رشتہ اُمید

چونکہ خواجہ کا توکل توکلِ کامل ہے لہذا مایوسی و نا اُمیدی کا ان کے ہاں گزند تک نہیں ہے اور ہمیشہ پر اُمید رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ نواب مرتضیٰ خاں کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

..... "الغرض رشتہ اُمید را بیچ وقتے از دست نمی باید داد۔"

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی شاید کہ نگاہ سے کس آگاہ نباشی

کہ خدائی

اسلام میں رہبانیت یا تجرد کی نو گنجائش ہی نہیں۔ لیکن ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں کہ خدائی جہاں ضروری ہے وہاں اس کے کچھ تاریک پہلو بھی ہیں۔ اس سے بہر حال یہ مراد نہیں کہ اگر کچھ ایسے پہلو بھی ہیں تو اسے ترک ہی کر دیا جائے۔ خواجہ نے اس ضمن میں عام اذہان کی آگاہی کے لیے اس کے ضرر بھی گنوائے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کا تذکرہ بھی بیان فرما دیا ہے یعنی یہ تعلیم نہیں دی کہ شادی کی ہی نہ جائے۔ (آپ کی خود دو بیویاں تھیں) بلکہ مریدوں کی اس زندگی کو دور کر دیا ہے کہ متاثر زندگی کی ممکنہ خرابیوں سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔ فرماتے ہیں:

"کہ خدائی سے ضرر دارد۔۔۔ ضرر اول بنفس عامد شود چہ نفس را باعث شہوات

پیدا اند۔۔۔ علاجش آنکہ در شہوات کامرانی نگرود و عنان اختیار کشیدہ

تر دارد۔"

ضرر ثانی بدل راجح گرد و آں بر طرف شدن یقین است
 علا جش آنکہ غم روزی نباید خورد کہ رزاق علی الاطلاق ضامن عباد شدہ است۔
 لیکن اس علاج کے ساتھ ہی یہ تشریح بھی فرمادی کہ توکل کہتے کسے ہیں، یعنی ایسا نہ ہو کہ
 ”غم روزی نباید خورد“ سے لوگ یوں مطمئن ہو جائیں کہ ہاں پاؤں توڑ کر ہی بیٹھ جائے کہ توکل خیا
 کرنے لگیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

”توکل نہ آنست کہ ترک اسباب کنند، بنشینند، چہ این سو را دبی است بلکہ اتقا
 بسبب مشروع مثل کتابت وغیرہ می باید کرد و نظر بر سبب می باید انداخت
 کیا عمدہ شرح ہے مولانا روم کے اس شعر کی ۔
 گر توکل می کنی در کار کن کشت کن پس تکبیر بر حسب ار کن
 اس کے بعد لکھتے ہیں :

”ضرر ثالث بر روح راہ یابد۔ علا جش آنکہ میل مفراط یصلو
 جمیلہ پیدا نکند چہ کسیکہ دریں نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب
 عظیم است۔“

اور پھر جامی کا یہ شعر کہ حسب حال ہے نقل کیا ہے ۔
 آہنگ جمال حب و دانی دارم حسنے کہ نہ جاوداں از دبیز ارم

خوارق

اگرچہ عقیدہ تمندوں نے بہت سی کرامات خواجہ سے منسوب کی ہیں لیکن آپ خود اس کو
 کوئی اہمیت نہ دیتے تھے مقصود تو آدمی کو انسان بنانا ہے نہ کہ کچھ اور؟ خواجہ کی یہی شان
 ہے کہ وہ آدمی ہونے لگے سنت رسول و احکام الہی کے اتنے پابند تھے کہ عمر بھر اسی راہ پر
 گامزن رہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کر سکتی ہے؟ ایسے ہی ایک جگہ مذکور ہے کہ
 ایک نابائی نے روٹی کے دام لینے کی بجائے یہ خواہش ظاہر کی کہ ”مجھے باقی باشد بنا دیں“ چنانچہ
 آپ اسے بھرے ہیں لے گئے اور باہر لائے تو وہ نابائی ہو ہو کر خواجہ ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن ”بے
 پناہ روحانی تصرف سے زندہ نہ رہ سکا۔“

۱۔ ”مذکرہ اولیائے نقشبند“

واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن ”ستر احوال“ میں اس کا شمار کیونکر ہوگا؟

یہیں تو اس سلسلے میں سر سید احمد خاں کا وہ جملہ البتہ یعنی برصداقت معلوم ہوتا ہے جو آثار الصنادید میں مضمون نے خواجہ کے مزار کا ذکر کرنے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ :

”ایسی فیض و برکت آپ کے مزار سے ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ باوصف تابش آفتاب کے آپ کا مزار ہمیشہ سرور رہتا ہے۔“

خواجہ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض خاص مقامات کے سفر سے منع بھی فرمایا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں مضمون نے جو وجوہ پیش کی ہیں اس سے ان کی قوت مشاہدہ اور تجزیاتی شعور کے علاوہ اس وقت کے معاشرے کے ناقص رسوم خام کاپتہ بھی چلتے ہیں اور انسانی فطرت و نفسیات سے آگاہی کی دلچسپ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر ایک روایت کے مطابق یوں ہے —

”واز دو سفر منع می کردند، از سفر خراسان چه اوقات آنجا اکثر بے احتیاط بودہ لاجرم بمریدان ضرر می کرد و از مقصود باز میداشت، و از سفر مین چه آنجا حسن بسیار است، تا ناگاہ گرفتار حسن نشوند و از راه باز نمانند۔“

ایک مرتبہ دیدن حسن و سماع نغمہ کے بارے میں جب سعدی کے اس مصرعے پہ خواجہ کی رائے معلوم کی گئی تھی کہ اس خطِ نفس است و آلِ قوت روح۔ تو فرمایا ”ہر دو از یک عالم است“ اس کی تشریح (لکھنے والے نے) کیا خوب کی ہے :

”یعنی گرفتار نفس را از ہر دو خطِ نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قیدِ نفس را از ہر دو قوت روح۔“

ان اشاروں کے علاوہ آپ نے تفصیل سے بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور مسلک نقشبندیہ کے مطابق اسے ”نامناسب طریق“ قرار دیا ہے۔ مکتوب ۱۱ میں طویل بحث اسی ضمن میں کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں :

”سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معانی باشد، اما سماع طبعی کہ سماع

۱۔ آثار الصنادید مطبوعہ نول کشور جون ۱۸۶۶ء باب اول صفحہ ۹۳

نغمہ است محل اختلاف است۔ عامۃ علما حراش می دانند، و جمع مشارح و
مقام علاج تجویزش کرده اند نہ آنکہ اودا از قربات دانستند و الہی گویند۔۔۔۔۔
”لیکن مبتدی را اہل آل نمی دانستند چہ ہنوز ارباب قلوب و اہل محبت نشدہ
طبیعتش بر ہمہ نغمہ می اندازد و از معانی کلمات و ذوق آں بے بہرہ می ماند۔“
..... ”و جمع دیگر ہر چند کہ مباحث می دانند اولی ترکش را می گویند۔“

پھر اس سلسلے میں کچھ اقوال پیش کیے ہیں :

قول خواجہ بہا الحق — ”نہ این کار می کنم و نہ انکار می کنم۔“

ابو یزید بسطامی کہے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”مکر وہ می داشت استماع نغمہ را“
اسی طرح بیشتر اولیاد اقطاب کہے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”ایشان قائل سماع نغمہ نیستند و سماع متقی نغمہ
را دین خالص نمی گویند و ترک او نموده اند۔“

اور آخر میں فرماتے ہیں :

”حاصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق مانیست۔“

یہاں خواجہ نے صاف صاف اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور کسی تاویل کی کوئی گنجائش باقی
نہیں رکھی۔ سماع روحانی، سماع معانی اور معانی کلمات سے خواجہ کی جو مراد ہے وہ بالکل واضح
ہے یعنی بعض اشعار یا اقوال کے الفاظ ہی نغمے کا کام کر جاتے ہیں اور منزل میں رسائی تک
مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ایک جگہ یہ شعر نقل کیا ہے :

ہماں شکستہ دل و درویش و مسکینم ہماں جفاکش و سردار کند و پرہیزم
اور لکھا ہے :

”ابن بیت مجملہ مارا از اظہار مخزوفات خاطر فارغ ساخت۔“

کس طرح سے اس شعر کا ہر ہر لفظ رنگ و پیے میں سراپت کر گیا
ہوگا جو آپ نے مندرجہ بالا الفاظ میں اس کا رد عمل تحریر فرمایا

ہے ! شاید یہی ہے سماع روحانی و سماع معانی، کہ اسی قسم کی ”فراغت خاطر“ خواجہ کو بعض اور

اشعار سے بھی حاصل ہوئی ہے کیونکہ ان کی نثر میں ان کے پسندیدہ اشعار جابجا نظر آتے ہیں اور موقع و محل یہ یوں صادق آتے ہیں کہ خود پڑھنے والا بھی جھوم اٹھتا ہے۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں "سلام مشتاقانہ" کے بعد لکھتے ہیں :-

صد ملک دل بہ نیم نگاہ می تو اں حندید
خوہاں دریں مسالہ تقصیر می کنند

ایک جگہ اپنی پسندیدہ رباعی تخریر کی ہے :-

عشق آمد و شد چون غم اندر گدازد
تاکر در امتی و پُر کرد ز دوست
اجزا وجود من ہمہ دوست گرفت
نامی است ز من برین باقی ہمہ دوست
عمدہ و شستہ مذاق شعری کی ایک مثال یہ شعر بھی ہے جو خواجہ کے ہاں درج ہے :-
در عشق تو معروفم از وصل تو محروم
گرگ دہن آلودہ یوسف ندریدہ

نثر میں جہاں بھی خواجہ اس قسم کے عمدہ شعر استعمال کرتے ہیں وہاں ان کا عام طرزِ تحریر بھی بدل سا جاتا ہے۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ

ابوالکلام آزاد نے اپنا مخصوص انداز بیان یہیں سے لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مکتوب کے یہ جملے ملاحظہ ہوں:

"من بے سعادت بے دولت و خیر ضائع کردہ را نثر می آمد کہ نام عزیزان خود
برم....."

"حاصل آنکہ دل بایار و تن درکاری باید بود، تصوف یکسو نگریستن و یکساں زیستن
است....."

اسی مکتوب میں ایک جگہ یہ شعر بھی کام میں لائے ہیں :-
من از تو ایچ مرادے و گر نمی خواہم
ہمیں و تندر بکھی کر خودم جب دانکھی
آپ کا ایک اور پسندیدہ شعر ملاحظہ ہو :-

ما گرفتاریم و بر مانا و کب سید اوریز
سنبیل و گل بر کسارِ مردم آزاد ریز

کلام منظوم

اب ہم حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ان ارشادات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ نے زبان شعر سے ہم تک پہنچائے ہیں، وہی مسرے معرفت ہے جو انگور کے محل سے نکل کر شیشہ خانہ میں آگئی ہے۔ واردات قلبی کا بیان جب شعر کے قالب میں ڈھل جاتا ہے تو اور بھی زیادہ پُر تاثیر ہو جاتا ہے۔ رہروانِ راہ سلوک کو خارزارِ نثر میں آبلہ ہائے پاکے ٹوٹنے سے جولذت حاصل ہوتی ہے وہ مسلم، لیکن چمن زارِ شعر کی بوئے عطر نیز سے مشامِ جاں کو جو فرحت ملتی ہے، وہ بہر جا "چیزے دگر" ہے۔ حضرت خواجہ نے جن باتوں کا اظہار نثری تحریروں میں کیا ہے، کم و بیش وہی مضامین کلام منظوم میں بھی ادا ہوئے ہیں۔ ہر دو کا ذکر یکجا بھی عین ممکن تھا، مثلاً نثر میں جہاں ہم نے تصوف کا عنوان قائم کیا ہے وہیں پر خواجہ کے وہ اشعار بھی درج کیے جاسکتے تھے جو اس ضمن میں اُصفیوں نے ارشاد فرمائے ہیں۔ لیکن ہم نے دستہ یہ باب اس سے علیحدہ رکھا ہے کیونکہ کہنے والے نے انھیں یکجا نہیں کیا تو ہم یہ جسارت کیوں کریں کہ ہمارے نزدیک یہ بھی سوادِ ب ہے۔

ثنوی خواجہ کا بیشتر کلام ثنوی کی صورت میں ہے۔ اور یہی وہ صنفِ سخن ہے جو صوباً میں خاص طور پر مقبول ہے۔ ردیف و قافیہ کی مسلسل پابندی، رموزِ سلوک کے بیان میں برداشت ہو بھی کہاں سکتی ہے؟ مختلف ثنویاں مختلف موضوعات پر ہیں لیکن سچ کو چھپے تو صرف عنوانات ہی مختلف ہیں ورنہ مرکزی موضوع تو وہی ایک ہے۔ عموماً بحر بھی ایک ہی ہے صرف ایک دو ثنویاں دوسری بحر میں ہیں۔

اللہ کیا آغانہ سے شعرِ اول ہی سخن گو کے اندازِ فکر کا غماض ہے۔
خامہ کلیدِ یست در انکشت من گنجِ دو عالم ہمہ در مشت من

وہ مضمون جسے ایک غزل گو شاعر نے یوں بانڈھا ہے۔

دیوانِ عشق

از سر بالین من زخیزاے نادان طبیب
دروست عشق را در و بجز دیدار نیست

خواجہ کے ہاں یوں بیان ہوا ہے ۔

بے خبری از من و کردار من رو کہ نہ فی عہد اسرار من
شعلہ دیگر بہ چہرا غم رسید بادِ مسیحا بہ دماغم رسید

صوفیانہ لب و لہجہ اور رمز و کنایہ نے مضمون کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے ۔

رہنوی گنج فقر میں عشق حقیقی کی مختلف کیفیات و واردات کا ذکر
تسلسل سے کیا ہے اور ہر جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیتی ہے

رموز عشق حقیقی

کہیں بھی جگ بیتی یا روایت محض کا احساس نہیں ہونے پاتا اور ہر جگہ کیسے
یہی تو سالک بانہر کا طرہ امتیاز ہے، محض مسائل تصوف کا بیان تو کسی کو ولی نہیں بنا دیتا، بہاد
شاہ ظفر نے غالب کے اس شعر پر یہ

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب تجھے ہم دلی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
کیا خوب کہنا تھا کہ ”ہم تو جب بھی یوں نہ سمجھتے“ بڑی سے بڑی تعلی بھی کارگر نہیں ہو سکتی جب تک
کہ منازل سلوک واقعی طے نہ کی گئی ہوں۔ چنانچہ خواجہ کا بیان ملاحظہ ہو کہ واردات واقعی کی نشاندہی
کر رہا ہے ۔

شوم در عہد دریائے الہی امانت دار دریائے الہی
ز آشوب دماغم پر خستہ گئے خود را صدف بنیم گئے در
گئے زیر ہر دو بالا تر گزینم صفاتِ حشر را در خود بینم

اسی رنوی میں آگے چل کر کس خوبی سے فقر و عشق کے ختلاط و اتصال کا
ذکر کیا ہے اور کس طرح ناکامی و نامرادی کو ایک پسندیدہ چیز بنا دیا ہے کہ

فقر و عشق

ہزاروں کامرانیوں کو اس پر قربان کرنے کو جی چاہتا ہے ۔

کہ طغیاں را دریں کشور گزر نیست درختِ عشق را بجز فقر بر نیست
چو عشق از نامرادی آب گسید بروستندی رہ نایاب گسید

دوسرے شعر میں دعویٰ کا متضمن دلیل ہونا بھی ملاحظہ ہو۔ اور پھر یہ نہیں کہ برومندی کو کالعدم ہی قرار دیا ہو۔ وہ ہے اور ضرور ہے لیکن وہ نہیں جس کے لیے عاشقانِ خام کا نرپا کرتے ہیں بلکہ ۔

دریں بستان بود نخل برومند دل آگاہ و حبان آرزو مند
لیکن بر بجز خون جگر نیست گلے جز حنا و حسرت و نظر نیست
یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ عشق حقیقی سے صوفیا کی مراد کیا ہے۔ عشق
رسول اور عشقِ حنا ہی ان کی معراج ہے۔ اسی لیے وہ بیانِ عشق
میں بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور ایک مختصر سی تمہید لطیف کے
بعد ذکرِ حبیب شروع کر دیتے ہیں۔ مثنوی "استفادہ و تربیت معنوی" میں لکھتے ہیں ۔
زبانم زین تلفظ گرچہ بند است سرم بخواست صید این کمند است
دل اندر شرم و جان سرگرم این است کہ جاناں رحمت العالمین است
اور اپنی خام کاری کو کس انداز سے "تمام" کے برابر قرار دینے کی درخواست حضورِ سرورِ کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں ۔

مرا گرچہ سراسر کارِ حناست
تمام دال کہ این سودا تمام است
"ساتی نامہ" میں ساتی سے خطاب کرتے ہوئے عشق کی فضیلت
عقل پر ظاہر کی ہے، یہ وہی فلسفہ ہے جسے اقبال نے بڑی
تفصیل کے ساتھ آگے چل کر پیش کیا ہے۔ لیکن خواجہ نے اشارہ و کنایہ ہی میں سینکڑوں باب
بیان کر دیے ہیں ۔

عقل این سخنم نہ می پذیرد کز روز شبے سپہ بہرہ گیرد
سن بسے تو در دماغ دارم از عقل کنوں سداغ دارم
اور پھر بھول بھلیاں میں کھوجانے سے گریز کرتے ہوئے جلد ہی بعد شرابِ مطلوبہ کی قسم بھی بیان کر دی۔
مے ہزار بار بشوئم و ہن ز مشکِ گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال ہے ادبی است

ساتی مے نقشبند پیش آر من صید توام کند پیش آر
 شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مے نقشبند وہی مے عشق رسول ہی ہے۔
 اسی بیان میں آپ کا وہ شعر بھی آتا ہے کہ جہاں استعارہ نے عجیب کیفیت پیدا
 کر دی ہے۔

ساتی برساں شراب نابے من حبلہ شیم تو آفتابے
 مصرعہ ثانی میں جو لطف ہے وہ شاید اقبال کے اس شعر میں بھی نہیں ہے۔
 تو میری رات کو نہ سب سے محروم نہ رکھ تیرے پیانے میں ہے ماہ تمام اے ساتی
 خواجہ باقی باللہ نے مولانا روم کے تشبیح میں رموز عشق کی وضاحت کے
 لیے حکایات سے بھی کام لیا ہے۔ لیکن پیر روم کے ہاں جو لطافت
 و شگفتگی بیان ہے وہ خواجہ صاحب کے ہاں نہیں اور بیان بالعموم خشک و بے رنگ سا ہے
 تاہم کہیں کہیں یہ خوبی بھی نظر آتی ہے۔ مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کے لیے جن راہوں سے
 گزنا پڑتا ہے اور جن باتوں کو ترک کرنا پڑتا ہے ان کا بیان وہ خوبی سے کرتے ہیں۔ زلیخا کا ذکر بار بار
 مثال کے لیے نظر آتا ہے اور بعض جگہ روانی اور بے ساختگی نے معافی میں بلندی کے علاوہ بیان
 میں بھی جوش پیدا کر دیا ہے۔

زلیخا چوں لوئے یوسف افزاشت	نخست از بیقراری پردہ برداشت
ز خواب و خوردن و فارغ شد وجودش	تمنائے حبز این در سر نبودش
کہ از کس شنود نامے و جائے	زند در جستجویش دست و پائے
چو از نور یقیں بے ہوش می گشت	ہر یوسف دست در آغوش می گشت
عروس غیب می گفتش کہ اے مست	چہ حاصل شد از بس سیرتہی دست
ہماں در گام اول با تو بودم	بتو ہر لحظہ خود را می نمودم
اور پھر اس حسین گریز کے بعد کہ	
بلے ہر ذرہ مشتاق جمال است	بہر سرا و زوئے اتصال است
فرماتے ہیں۔	

بناگہ جذبِ عشقش کارگر شد ز کنعاں ماہِ کنعانی بدر شد
مصرعہ ثانی میں ماہ اور بدر اور بدر اور بدر میں رعایتِ لفظی کا بے ساختہ پن لطف سے
خالی نہیں۔ حافظ تو یوسف کے ”حسنِ روز افزوں“ کے بارے میں جانتے تھے کہ طر
عشق از پردہ خلوت بروں آرد ز لیخارا

لیکن خواجہ صاحب کا ”ز کنعاں ماہِ کنعانی بدر شد“ اس سے کہیں زیادہ کاشف
الحقائق ہے۔ اس کے بعد خود بینی و خود آرائی کے متوں کو توڑ کر خدا بینی کی تلقین کا انداز ملاحظہ
ہو کہ از خود تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ ز لیخا نے ابھی اپنے آپ کو فنا فی المحبوب تو
نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو خود بینی و خود آرائی کا سہارا لیے ہوئے تھی۔ لیکن جب تک بہ بیت نہ
ٹوٹتے معشوقِ یکتا تک رسائی کیونکر ممکن ہو سکتی تھی چنانچہ کہتے ہیں۔

سبب می دید چشمِ نام کارش بنا ز عشوہ می بردا اختیارش
حسرا ماں گردی و آئینہ بینی خود آرائی و رسمِ نازِ بینی
خلل می داد آئینِ طلب را زیاں می کرد عشقِ بوالعجب را
نمودنش کہ سنگِ راہتِ اینست نظر بند دل آگاہست اینست
تو بند سیر و یوسف بند سیر ازیں نا جنسیتِ سرد است بازار
عصرِ تعلیمِ غیشِ کردنائید
بپایہ پاییہ تا ایوانِ توحید

متفرقات

درستی فقیر سے سوادِ الوجہ فخرم ناگزیر است
شکستِ دل درستی فقیر است

خلوت و انجمن

ہماں در انجمن خلوت گزیدن ز آسیبِ نشانِ مندی رہیدن
در آں خلوت کہ جسم و جاں نگنجد بحسبِ نظارہ جانان نگنجد

لے غامہ واکر دیے ہیں عشق نے بندِ نقابِ حسن غیر از نگاہِ اب کوئی حائل نہیں رہا

تسلیم و رضا

سر تسلیم بنہم نیک و بد را
بر اندازم ز خود بنیاد خود را

مرگِ اختیارِی

مرگِ اختیارِی را ہر دم ز مرون بیشتر خود را سپردم

امید

حضرت خواجہ نے یاس و نومیدی کی تعلیم ہرگز نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ پر امید رہنے کی تلقین کی ہے اور یہیں سے ان کا راستہ اہل فرار سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ امید کو عکس جمالِ یار اور شمعِ سیہ خانہ قرار دیتے ہیں اور زندگی و زندہ دلی پر زور دیتے ہیں۔

شرط طلب است امید بستن	نومید نمی توان نشستن
امید سر بر کار دارد	عکس ز جمال یار دارد
امروز دریں رباط فنا فی	دارم بہ امید زندگانی
شمع کہ دریں سیاہ خانہ است	امید وصال آں یگانہ است

وجدان

علمِ یقین، عینِ یقین اور حقِ یقین کے معنی بیان فرماتے ہوئے وجدان پر زور دیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے قبّال نے اپنے رنگ میں سمجھانے کی کوشش اپنے کلام میں کی ہے۔ خواجہ کہتے ہیں۔

محقق شد ازین علم مسلم کہ وجدان بر طلب آمد مقدم
اور اقبال نے جو "خوش را دیدن" (۱) ز نورِ خوشنیتن (۲) ز نورِ دیگرے (۳) اور (۴) ز نورِ ذاتِ حق کی تدریجی منازل جاوید نامہ میں شمار کرائی ہیں انہیں خواجہ نے بھی الگ الگ بیان کیا ہے مثلاً ایک مقام کا ذکر یوں کیا ہے۔

خواجہ درد ہے

موت کیا آکے فقیروں سے نیچے لینا ہے مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

دل از نور شید و حدت نور گیرد
و جودش حبسگی مذکور گیرد
و دریں راه ہر کہ انوار خدا یافت
بہ تحقیق انتہا در استد یافت

وحدت الشہود

منزل اول حجاب

شہود و دست پہاں ہر لے است
ہو اسے وصل ہر بے حاصلے است
و لے انگند بر جانش حجابے
گرفتار ہر خاکے و آبے

منزل ثانی حیوت

شدرہ بنیاد ایں دیوانہ گشتن
پئے ہر رنگ و پو طفلانہ گشتن
اور یہی وہ منزل ہے جو وحدت الوجود کہلاتی ہے کہ مستی و قلندری و مجذوبیت اسی کے
مقامات ہیں اور عارف کا بھی درجہ بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے لیکن وحدت الشہود کی منزل
بہر حال اس کے بعد ہی آتی ہے۔

منزل آخر ۱۔ وحدت الشہود

چو در نور شہود از خود بر آید
سعادت را درے دیگر کشاید

بگرد حاصل بار امانت

بیارد آں امانت بے خیانت

اصل کام تو اس بار امانت کا اٹھانا ہے کہ جسے آسمان، پہاڑ اور زمین کوئی بھی نہ اٹھا سکا اور
قرعہ فال اس مشیت خاک کے نام پڑا مگر یوں کہ اسے اشرف المخلوقات بنا دیا اور
در آں مشہد بخت آرام یابد

ب: نگاہ

اس کے بعد نگاہی دے دوام ہی اور اسے فرض کی بہترین صورت ہے۔ خواجہ
فرماتے ہیں :-

نقیں آں دید و آں شورش از اں سوست

و دریں مسکن نمودے از نگاہ سوست

ج : رازِ لی مع اللہ

اور اس کے بعد ہی وہ منزل ہاتھ آتی ہے جسے فنا فی اللہ کے بجائے خواجہ نے بقا باللہ کا نام دیا ہے۔ کہ وہاں پہنچ کر اسے حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور رمز "لی مع اللہ" سے آگاہی بھی ہے۔

چوں گرد و خستہ منقبول در گاہ
شود در خور و رازِ لی مع اللہ

د : ابوالوقت

اور یہ وہ مقام ہے جہاں سالک یا صوفی "ابن الوقت" کی بجائے "ابوالوقت" بن جاتا ہے۔ خواجہ نے خواجہ بہا الدین نقشبند کو اسی لقب سے یاد کیا ہے۔
ابوالوقت دو عالم قطب ارشاد
بہا الدین کہ دیں شد از دے آباد

اہل سنت والجماعت

حضرت خواجہ نے مکتوبات و رسائل میں اس کا بیان تفصیل سے کیا ہے کہ اہل سنت وہی ہیں جو سنت رسول پر دل و جان سے عمل پیرا ہوں۔ اور شرک و بدعت کو قریب نہ آنے دیں جس قدر تشریں اسی عنوان کے تحت ہم سلسلے میں لکھ چکے ہیں تاہم چونکہ حضرت خواجہ کے کلام منظوم میں بھی اس کا ذکر بار بار آتا ہے اس لیے یہ عنوان دوبارہ قائم کرنا پڑا۔ مثلاً ایک مثنوی میں "عقائد دیں و شرائط سلوک و راہ یقین" پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے، اور تمنا دار فضل الہی کے لیے چار شرطوں پر پورا اُترنا لازمی قرار دیا ہے لیکن جہاں چوتھی شرط کو کوئی اہمیت حاصل نہیں وہاں تیسری شرط کو مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔
فراتے ہیں ۔

تمت دار فضل بادشاہی
دوم سرایہ این سودین است
رفیق سنت و راہ جماعت

بلا تھو سہندہ جذب الہی
نخستین شرط این سودیقینست
سوم پاکیزہ بخشش این ذراعت

یہ تحقیق سلف تقلید دیدن
چہارم خدمت سلطان دینی
ولیکن شرط چارم لازمی نیست
بفقدش سد باب محرمی نیست

وتم از جادہ بدعت کشیدن
قبول حنا طر مسند نشینی
کیونکہ اصل خوش نصیبی و خوش بختی تو یہ ہے کہ اصل معدن سے گوہر حاصل کیا جائے اور لطف باطن سے کسب فیض کیا جائے یعنی سلطان دو عالم خواجہ کوہن صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات کی خدمت کا شرف حاصل ہو جائے اور جو لوگ یہ راہ اختیار کرتے ہیں یقیناً بلند مراتب کے حامل ہیں۔

بسا مرغاں کہ علوی آشیانہ
او ایسی مشرب و عیسیٰ زبانہ
ز حسن طابع و از لطف باطن
گرفتہ گوہر از اصل معاون

رہ سنت یہ چالاکی شانہ
نصیب از خواجہ کوہن یا بند

شریعت کی پابندی اس قدر ضروری ہے کہ دیوانگی عشق کا ذکر اشعار میں کرتے ہوئے بھی شاعرانہ بے باکی سے قلم کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ کیونکہ شرع میں دیوانگی و جنوں کی گنجائش نہیں اور جیسا کہ حصہ نشر میں مثال دی جا چکی ہے کہ خواجہ کے نزدیک شرع بے عقلی و بے راہروی کی منتحل نہیں ہو سکتی اسی طرح آنھوں نے اشعار میں بھی اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ

طریق شرع حبز فرزانگی نیست

طریق شرع

فرمانے ہیں۔

ہنوزم رخصت دیوانگی نیست
نمیب انیم چیزے اندریں راہ
طریق شرع حبز فرزانگی نیست
بروی از شرع و نیکی حاشا اللہ
بہ نام شروع اگر اندک جمال است
در و مضمرب سے ترو جلال است

عدم شو کند راں مرآت فور است

جمال دوست را آنجا ظہور است

نمایاں خصوصیاتِ کلام

حسنِ تلمیح

خواجہ صاحب کے ہاں جتنے بھی محاسنِ ثنوی نظر آتے ہیں وہ سب بے ساختہ ہیں یعنی کسی صنعت کا دانستہ التزام نہیں کیا گیا لیکن بعض خوبیاں از خود کلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے نمایاں ترین تلمیحات کا استعمال ہے۔ اسلامی تلمیحات جا بجا موقع و محل کے عین مطابق نظر آتی ہیں مثلاً :-

لفقرے کز خودش درویش می داشت
سرافقہ فخری پیش می داشت

حسنِ ایجاز

کسی بیان کو جب مسلسل تلمیحی انداز میں پیش کرتے ہیں تو وہاں حسنِ ایجاز نمایاں ہو جاتا ہے اور طویل و عریض بیانات محض دو مصرعوں میں سمٹ کر بلاغت کی ارفع منزل پہ پہنچ جاتے ہیں مثلاً :-

بہ شامِ صحبت و تاریکیِ غار
بہ آں خوش عنکبوتے عنبریں تار
بجو رکز قریش و اندر بادید
بہ آشوبے کہ دشتِ کربلا دید
حسنِ استعارہ و تشبیہ و مجازِ مرسل

تشبیہ و استعارہ شاعری کی روح ہے۔ معمولی سے معمولی کلام میں بھی ان کی جھلک دکھائی دے ہی جاتی ہے۔ خواجہ کے کلام میں اس کی عمدہ مثالیں موجود ہیں۔ ایک ثنوی کا آغاز یوں ہوا ہے :-

در طرفِ روم یکے ماہ بود
لائی نطسارہ دلخواہ بود
شهد و شکر را بہم آمیختہ
بر سر آں کانِ نمک ریختہ
مدینہ منورہ سے اظہارِ عقیدت یوں کیا ہے :-
اے خاکِ مدینہ در کعبائی
در دیدہ من چہ سانیائی
اے مردمِ چشمِ دورِ بدیاں
دے چشم و چہ رخ نورِ بدیاں

ایک نہایت ہی عمدہ تشبیہ ملاحظہ ہو۔
 ایں کاسہ کہ بر سرمِ نگوں است ہا میست اگر چہ غرقِ خون است
 اسی طرح ساقی نامہ میں ساقی حقیقی سے خطاب کرتے ہوئے فردوس کو "دل کشادہ ساقی" سے
 انوکھی تشبیہ دی ہے۔

ایمان برہنہ بادۂ تو فردوس دل کشادۂ تو
 تنگی دل کو زندان سے تشبیہ تو دیا کرتے ہیں مثلاً نسیم۔
 زنداں میں جو زندہ دیکھتا ہو اپنے دل تنگ میں جگہ دو
 لیکن کشادگی دل کو جنت سے تشبیہ دینا اور ہی لطف رکھتا ہے :

خوبی رمنز

پردۂ مجاز میں طلبِ حقیقت کے سلسلے میں وہ اشعار ملاحظہ ہوں جہاں ساقی سے خطاب
 کیا ہے۔ مثلاً۔

من پیر کہن گدائے جامم زان جسرۂ کہنہ وہ بکا تم
 بعض جگہ صنعتِ تضاد کے بے ساختہ استعمال نے شعریت میں جان ڈال دی ہے۔
 ہجران تو وصلِ جاودانی درپیش تو مرگِ زندگانی

بلاغت

بلاغت کی خوبی سے ہر صاحبِ ذوق آگاہ ہے خواجہ کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔
 گر جسر سد یہ نشنہ کا مے سیرابی ادست ہم ز جا مے

اصنافِ سخن

جیسا کہ اس باب کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے، خواجہ صاحب کا بیشتر کلام مثنوی
 کی صورت میں ہے لیکن اس کے علاوہ آپ نے رباعیات بھی کہی ہیں اور ان میں بھی مثنوی
 صوفیانہ مضامین بیان کیے ہیں جو ان کے ہر قسم کے کلام میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یہ رباعی
 ملاحظہ ہو۔

لے اقبال۔ لا پھر اک بار وہی بادہ و جام لے ساقی ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اسے ساقی

آں کسب کہ نزد گشتہ عیاں در مذہب اہل حق تجز ایں میچہاں
 حق موجود است و قادر مطلق است دین مٹشت خیال جگہ و ہم است گماں
 نسبت اسباب کے فلسفے کو کس سہولت سے بیان کر دیا ہے ۔
 ماصورت و حق آئینہ عکس نماست ایں است معیتے کہ حق را با ماست
 ہر صورت در ظہور شرط دگر نیست ایں نسبت اسباب ازیں و پیدا است
 اب چند متفرق اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں کسی نہ کسی پہلو سے ایک خاص لطفت
 نمایاں ہے۔

ادب

سنگ و روزے بادب و نشست لعل شد و بر سر خبہ نشست

حسنِ تنخیل

شبے خوش دل تر از روز جوانی سرم در خواب دل در کامرانی

روائی کلام

کہا میں ظلم ازیں بسیار باشد

کہ بندہ بے صفت بیکار باشد

خواجہ نے اپنے فرزندوں کی تاریخ ولادت بھی کہی ہے۔ ساقی نامہ کے عنوان سے
 بھی اظہار خیال کیا ہے اور اس میں دراصل شرابِ معرفت کے طلبگار ہوئے ہیں اور افکار
 نازہ کے علاوہ یہ نظم اندازہ نو کی بھی عمدہ مثال ہے۔

تخلص

حضرت خواجہ کے سارے کلام میں تخلص صرف ایک شعر میں استعمال ہوا ہے اور
 اسی پر ہم اس ذکر لطیف کو ختم کرتے ہیں ۔

بغیر آنکہ بروز سیاہ خود گرید

دگر ز دیدہ باقی چہ کار می آید

ماخذِ مستند

اس مقدمہ کی تیاری میں کچھ متفرق تحریروں کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف و تالیفات سے خصوصاً مدد لی گئی ہے :

- ۱۔ حیاتِ مجدد - پروفیسر محمد فرمان ایم۔ اے (مجلس ترقی ادب لاہور)
- ۲۔ تصوف - مولانا عبدالماجد دربابادی
- ۳۔ رودِ کوثر - شیخ اکرام (مطبوعہ ممبئی)
- ۴۔ عبدِ اعظم - مرتبہ مولفہ محمد حلیم (۱۹۵۸ء)
- ۵۔ تذکرہ ادیبائے نقشبند - مولفہ محمد امین شریف پوری - (۱۳۷۱ھ)
- ۶۔ تذکرہ ادیبائے کرام - ادبستان ۱۹۵۵ء
- ۷۔ آثار الصنادید - سر سید احمد خاں - لکھنؤ جون ۱۸۷۶ء

ہمارے خیال میں اس کلیات کا مطالعہ خواص کے لیے بالعموم اور عوام کے لیے بالخصوص نہ صرف مفید بلکہ لازمی ہے کیونکہ ردِ بدعت کی جتنی ضرورت آج سے تین سو برس پہلے تھی اس سے کئی گنا زیادہ آج محسوس کی جا رہی ہے۔ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے ۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے مہینچانے بند
پھر مناسب ہے تہا قبض ہو عام اسے ساقی

اگرچہ تین سو سال پہلے کی شخصیتیں یعنی امام ربانی عبدِ الوہاب ثانیؒ اور ان کے مرشدِ کامل حضرت خواجہ باقی باللہؒ آج جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں لیکن ان کے ارشادات تو بہر حال ہمارے سامنے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کے بغیر ساقی سے قبض عام کی درخواست کرنا بھلائے خود ایک

بدعت سے کم نہیں! ع
تو بروں در چہ کردی کہ درونِ حستانہ آئی!
یزدانی

دیال سنگھ لاہوری، نسبت روڈ لاہور
۱۴ جولائی ۱۹۶۷ء

مختصر حوال

کسی علمی یا عملی فضیلت کے تصور میں خود یہ صلاحیت نہیں کہ وہ اپنی تاثیر دکھاسکے۔
بلکہ اس میں تاثیر فضائل کی حامل شخصیات کے اثر و نفوذ سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ شخصیت
کی نشوونما اور سیرت کی تشکیل میں شخصیت ہی کا اثر و نفوذ کام کرتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے نسب کی نسبت ہم عصر تذکرہ نگاروں سے صرف نظر کرنے
کی بناء پر متاخرین کو کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے جس کی توجیہ، توضیح اور تصحیح مولانا زید
ابوالخیر صاحب کے اس بیان سے ہو جاتی ہے جو سوانح خواجہ باقی باللہؒ پر مشتمل ہے۔
اس لئے اُسے بحسبہ یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔
مرتب

قبلہ رستان و کعبہ حق پرستان خواجہ بنوا جگان قطب جہاں حضرت خواجہ توحید الملتہ والدین الرضی
ابو الوقت محمد باقی المعروف بہ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ و رحمہ و رضی عنہ و
افاض علیہما من برکاتہ و اسرارہ کے احوال شریفیہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک مرید پاک دل نے
قلم بند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیر و مرشد کا لکھا ہے اس
میں اپنا نام رشیدی لایا ہے۔ آیا یہ اس کا تخلص ہے یا نام۔ اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت
سے سُنا ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب
احمدیۃ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے
مصنف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حبیل القدر خاں میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں:-
حضرت کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام تھے۔ سمرقند کے رہنے والے، پاک باطن اور صاحب
علم و فضل تھے۔ اکثر اوقات آہ و بکا میں رہا کرتے تھے۔ سمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ
کی والدہ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ میں حضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ خود سالی
سے حضرت پر تجرید و تفرید و تعقل اور آثارِ خلوت غالب تھے۔ سنِ رشد کو پہنچنے پر آپ نے مولانا صادق حلوانی

اور دوسرے اکابر سے علم ظاہر بہ تمام و کمال پڑھا۔ اس سلسلہ میں آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں امتیازی شان پیدا کر لی۔

علم باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عہد طفلی ہی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہوا تھا۔ اس لیے ایام تحصیل علم ظاہر میں بھی جہاں آپ کو کوئی خدا رسیدہ پاک نفس ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور اس کی صحبت اور انفاس قدسیہ سے مستفید ہوتے تھے۔ اور علم ظاہر کی تکمیل کے بعد آپ نے ہندو بلخ و بدخشاں کا سفر کیا۔ اور پائے طلب آپ کو پنجاب اور کشمیر تک لایا۔ جہاں بھی خدا رس ملا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فوائد حاصل کیے۔ جتنا آپ اہل دل کے قریب تر ہوتے تھے خدا طلبی کا جذبہ اتنا ہی تیز تر ہوتا جاتا تھا۔ اگر کوئی مجذوب ملتا تھا آپ اس کے پیچھے لگ جاتے تھے چنانچہ لاہور میں ایک مجذوب جب آپ کو دیکھتا تھا۔ گالیاں دیا کرتا تھا بلکہ بعض اوقات آپ کو پتھروں سے مارتا تھا با ایں ہمہ صرف جذبہ خدا طلبی آپ کو کشاں کشاں اس کے پاس لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ دیوانہ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا اور آپ کے حق میں اس نے دعائیں کیں اور آپ کو باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

آپ کے ہندوستان آنے پر آپ کے بعض دوستوں کو علم ہوا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں لے لیا جائے لیکن سلطان جذبات الہیہ کے سامنے کسی کی سعی و کوشش کا گم نہ ہوئی۔ دولت دیں اور متاع یقیں کی بادشاہت آپ کو ملتی تھی بھلا مزخرفات و نبویہ سے آپ کیا متاثر ہوتے۔

ایک واقعہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ آپ پر ظاہر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں فتح یاب ہوگا چنانچہ آپ حضرت خواجگی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بلکہ اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے تھے۔ اور فرمایا تھا اے فرزندِ مہم چشم براہ ہیں تم ہمارے پاس کب آ رہے ہو اور پھر آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نسبت تشریف سے پوری طرح بہرہ مند ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے خط لکھا تھا۔ اس میں آپ نے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا تھا۔

من الذی یطیبت نساہی ویدم کہ استخوان عزیزاں بسا حل او فدا و است

اور جب آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں پہنچ کر سلطان ملک فقیر ہوئے تو آپ نے ایک خط لکھا اور
تحریر فرمایا :-
می گز شتم ز عنسم آسودہ کہ ناگہ ز کیس
عالم آشوب نگاہے سر را ہم بگرفت

چونکہ آپ حضرت کی خدمت میں پوری طرح صاف و مجلی ہو کر پہنچے تھے چراغ بھی صاف تھا۔ بتی بھی تھی
تیل بھی حاضر تھا۔ صرف دیا سلائی دکھانے کی ضرورت تھی۔ وہ دیا سلائی حضرت خواجگی نے دکھائی۔ کابل
تین دن اور تین رات حضرت خواجگی نے آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافت مطلقہ سے
آپ کو سرفراز فرما کر ہندوستان جانے کی ہدایت فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ وہاں تمہاری وجہ سے اس
طریقہ شریفہ کو رونق ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان کا قصد کیا اور دہلی تشریف لاکر قلعہ فیروزی میں
جو کہ اب فیروز شاہ کا کونٹہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔ آپ پہلی مرتبہ ہندوستان کب تشریف لائے۔
اور بار دوم کب آئے۔ اس کا بیان نہیں بلکہ اس کو دیکھتے ہوئے کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے (و
ادخر ہا کہ امر شیخت و ارشاد متروک شدہ بود۔ الخ ص ۸۹ قلمی) اور لکھا ہے (فوائدے کہ دیں دو سہ
سال ازاں حضرت بمستفیدان رسیدہ و در زماں پیش بہ ساہمانی رسید ص ۸۵) اور زبدۃ المقامات میں
لکھا ہے (شاہ عظیم بر علوم مرتبہ ایشان ہیں پس کہ دو سہ سال بر مسند شیخت بودند۔ و دیں مدت قلیلہ
چہ مردم کہ از خوان دولت ایشان روزی مند گردیدند۔ الخ ص ۹۹ قلمی) معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے
ایک ہزار تین یا چار کو بار دوم تشریف فرمائے ہند ہوئے ہیں۔ سن ۸۵۰ھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ
آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ کو یہ محسوس ہوا کہ جو خدمت مجھ سے پروردگار جل شانہ کو یعنی تھی وہ اسی
مرد عزیز کی تربیت ہے۔ آپ مکاتیب شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں (رقعہ ۶۵۔ شیخ احمد نام مرد بیست
در سر ہند کثیر العلم قوی العمل۔ روزے چند فقیر با دانش مست و برخواست کردہ عجائب بسیار از روزگار
اوقات او مشاہدہ کردہ۔ بہ آں می ماند کہ چہ اسغے شود و عالم ہا از روشن گردند۔ الخ)

گمیرہ و آہ و بکا و درد و وہم آپ میں بدرجہ اتم تھا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آپ کو اپنے پدر بزرگوار
سے نعمتیں بوارشت ملی تھیں تو بیجا نہیں ہے۔ آپ کی والدہ مبارکہ جو نہایت عابدہ زاہدہ تھیں آپ
کی بے قراری اور آہ و زاری کو دیکھ کر جیسا کہ آپ بیان فرماتے ہیں (روسے عجز و نیاز بدرگاہ بے نیاز
آوردہ بگریہ و نالہ تمام می گفتند خداوند امراد فرزند مرا کہ در طلب تو از ہمہ بگستہ و از لذات جوانی

دست شستہ برآوردہ گرداں یا مرآئندہ مگر از کہ طاقت مشاہدہٴ ایس ناکامی و بے آرامی او نہ دارم۔ زبده
ص ۲۱ قلمی) خود آپ کی یہ بے قراری اور پھر آپ کی والدہ مبارکہ کی یہ دعائے نیم شبی نے جو رنگ دکھایا یقیناً
اہل نظر کے لئے مقامِ صدیعت ہے۔ زبدهٴ المقامات کے مؤلف نے ایک فاضل کا قول نقل کیا ہے
اُس نے کیا خوب کہا ہے (بعض شیخان بزرگ صاحبِ حال و قال دیں روزگارِ شصت و ہفتاد سال
ورہند شیخی کردند معلوم است کہ از ایشان کہ ماند و چہ ماند شاید بزرگی خواہد شاہیں پس کہ پهل سالگی
رفتند و دوسہ سال ہدایت نمودند و عالمی را بہرہ ور کردند۔ الخ ص ۲۹ قلمی) جو کام پروردگار جل شانہ
وَعَمَّ احسانہ کو آپ سے لینا تھا وہ یہ وجہ اتم لے لیا۔ اور مقتضائے ذرّائتِ الناس یدُ خلُوقِ فی دینِ
اللہِ اَفْوَا جَا فَنَبِّحُ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرُہٗ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۔ آپ لقائے محبوب کی تیاری
میں مصروف ہو گئے۔ سالکانِ راہِ طریقت کو خلیفہٴ اجلِ عالی مرتبت حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانیؒ کے
سپر و کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت کے رقعاتِ شریفہ میں سے رقم ۸۴ کو دیکھا جائے۔ اور رقعاتِ شریفہ
کے جامع نے جو عبارت لکھی ہے پڑھی جائے حضرت میر محمد نعمان بھی آپ کے خاص مریدوں میں سے
تھے۔ وہ فرماتے ہیں (این فقیر و بندگی حضرت اللہُ الاعظم حضرت خواجہ بُود و ایشان ہمہ یارانِ خود و فرمودہ
بودند کہ در خدمت حضرت امام المحققین حضرت ایشان بر وید و در خدمت ایشان مشغولی کنید و قسم شغل
کہ ایشان فرمایند بہماں روش مشغول باشید و در خدمت ایشان تعظیم مانکید بلکہ توجہ خود بجانب ما نہ کنید۔
در آن اثنا بہ این فقیر حقیر محمد نعمان فرمودہ کہ میان شیخ احمد آفتابے اند کہ مثل ما ہزاراں ستارہ در ضمن ایشان
گم اند۔ الخ ص ۲۳۹ زبدهٴ قلمی)

ہفتہ کے دن پچھلے پیروں میں ۲۵ ماہِ جمادی الآخرہ ۱۰۱۲ھ کو آپ کے گوشِ حقائقِ نبوش نے
صلی اللہ علیہ وسلم یا ایتھما النفس المطمئنة الی ربک راضیة فرحیة فادخلی فی عبادتی و ادخلی جنتی
سُنی اور آپ بہ صد شوق راسی ملکِ بقا ہوئے۔ اَبْقَاہُ اللہُ وَحَدَّہُ۔ رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ و عَفْوہُ
وَدَخَلِی عَنْہُ وَ قَدْ مَسَّ سِرَّ

آپ نے اپنے بعد اپنی والدہ مبارکہ، دو بیویاں اور دو پسر خود و سال چھوڑے۔ جن کی ولادت
سنتِ ۱۰ پہلی ماہِ ربیع الاول اور چھ ماہِ جب کو ہوئی ہے۔ میراث میں آپ نے یہ سامان چھوڑا صرف
ایک روپیہ چند کتابیں۔ ایک گھوڑا اور ایک فرش (مفوضات ص ۳۷ قلمی) یہ ہے عیشِ فی الدُّنیا

كَانَكَ غَرِيبًا أَوْ عَابِدِي سَبِيلِ كِي اَعْلَى مِثَالِ مِثَالِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ - رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِينٍ وَآيِن -

تصنیفات

رسائل مختصرہ نماز حقیقی و صورتی اور توحید کے بیان میں اور تفسیر اعموذ بسم اللہ و فاتحہ و والشمس و اخلاص و فلق و ناس و آیت ہُوَ صَاحِبُ دَآئِیْتِ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا و ترجمہ دعائے قنوت و رسالہ نامہ تمام درسلوک جو رقعات میں ۶۲ میں درج ہے اور شرح رباعیات رسالہ سلسلۃ الاحرار اور ۸۷ رقعات جہان نفا اور و دشواریاں و توانیخ تولد بخود داران اور ساقی نامہ و سلسلہ پیران طریقت اور چند رباعیاں اور چند فرو۔ آپ کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوز و رول کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے :-

رباعی

صحرائیں زریں حذر کن کہ آستیں ترمی کنم بہ گریہ و افشودہ می روم
آں گلبنم ببلغ تو کنزیک نیشم لطف نش گفتمہ ام سہنوز کہ پژمرده می روم

آپ کا نسب

صاحب موقوفات اور صاحب زبدۃ المقامات نے آپ کے نسب کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ البتہ حضرات القدس میں لکھا ہے کہ آپ کے والد ماجد قوم سے خلیج تھے۔ خلیج کے متعلق قدیم تحقیق یہ ہے کہ خلیج ترک قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار فیض محمد خاں ذکر یا صاحب کابلی کی تحقیق یہ ہے کہ خلیج افغان قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار صاحب افغانستان کے سردار آوردہ اور ذی علم افراد سے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا ایک مضمون چند سال پیشتر یورپ میں پھپھ چکا ہے۔ مجھ سے یہ بات خود انہوں نے کہی ہے۔

آپ کی والدہ مبارکہ کے متعلق صاحب زبدۃ المقامات نے لکھا ہے (مخفی) مناند کہ والدہ ماجدہ آنحضرت ازودمان سیاوت بود و از قانات نسار الخ ص ۱۳۱ قلمی یعنی آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام

میں سے تھیں حضرات القدس کا پہلا حصہ جس میں حضرت کے احوال شریفیہ ہیں۔ اصلی فارسی اس عاجز کے پاس نہیں ہے۔ البتہ اردو ترجمہ ہے جو لاہور میں چھپا ہے۔ اس میں لکھا ہے (حضرت خواجہ اپنے نانا صاحب کی طرف سے حضرت شیخ عمر باغستانی تک جو حضرت خواجہ احمد اقدس سرہ کے نانا تھے پہنچے ہیں اور جناب خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں۔ الخ صفحہ ۲۱۵) بظاہر ان دونوں کتابوں کی عبارت میں اختلاف ہے پہلی کتاب نے آپ کی والدہ صاحبہ کو اور دوسری آپ کی نانی صاحبہ کو سادات میں سے بتایا ہے۔ اگر حضرات القدس کا اصل نسخہ فارسی کا ہوتا تو شاید یہ وقت نہ نظر آتی کیونکہ اس ترجمہ میں اس عاجز کو کچھ بڑے تصرف آ رہی ہے۔ صفحہ ۲۱۳ پر حضرت کا اسم گرامی اس طرح لکھا ہے (حضرت سید رضی الدین معروف خواجہ محمد باقی قدس سرہ) لفظ سید یقیناً مترجم صاحب کا اضافہ ہے۔ پھر صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے (حضرت کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی عبدالسلام خلجی مرقندہ قریشی ہے) غالباً مترجم خلجی کو کسی مقام کی نسبت سمجھے ہیں اور اسی لیے انھوں نے قریشی کا اضافہ کیا ہوگا۔ تاکہ شروع میں جو لفظ سید کا لکھا ہے وہ صحیح ثابت ہو۔ اس عاجز نے اس سلسلہ میں حضرت کے منظوم کلام کو بظرف غائر مطالعہ کیا حضرت کی ایک رباعی ہے۔ فرمایا ہے۔

بدست من امشب چومہ آراستہ است غم چو پلال لاغر و کاستہ است
اے صبح بروں میا کہ ترکاں مستند وے شب بنشین کہ فتنہ برخاستہ است

چونکہ آپ نے پہلے مصرع میں اپنے محبوب کا ذکر فرمایا ہے اس لیے ترکاں سے اشارہ اپنی طرف کیا ہے۔ آپ نے اپنے کو ترک ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے فرزند خور و خواجہ محمد عبداللہ کی تاریخ ولادت کہی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں۔

گلشکرے بواجبے دست داد شکر ہندی و گل ترک زاد

آپ نے اپنے فرزند کو ایسا گلشکرے یعنی گلقد بتایا ہے جس کی شکر ہندی کی ہو اور پھول ترک کا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس فرزند عالی قدر کی والدہ کشمیر کی تھیں اور پدر بزرگوار ترک ہیں۔

حضرات القدس کا ترجمہ احمد حسین خان صاحب نے کیا ہے۔ یہ حضرت کے مزار پر انوار پر بار بار حاضر ہوتے ہیں۔ انھوں نے یقیناً وہاں وہ کتبہ بھی پڑھا ہوگا جو حضرت کے سر ہانے دیوار میں جڑا ہوا ہے۔ اس کتبہ میں پندرہ اشعار ہیں جو پہلے ایک لکڑی کے تختہ پر تحریر تھے اور تقریباً

پچاس سال پہلے پیرجی مظفر علی کے وقت میں سنگ مرمر پر ان کو کندہ کرا کے لگوا دیا گیا ہے۔ دوسرا شعر اس طرح ہے۔

حامی دین نبی محمد اسلم امتیقین مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین
اس شعر میں آپ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بتایا ہے جو ساداتِ کرام ہیں۔ اور احمد حسین خان صاحب وہاں کے متولی صاحبان سے بھی ملے ہوں گے۔ (پیرجی مظفر علی سے) جو کہ اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے تھے۔ اور اپنے نام کے ساتھ لفظ سید بھی لکھتے تھے لہذا کچھ بعید نہیں کہ انھوں نے اپنے خیال سے اظہارِ حقیقت کرتے ہوئے سید کا اضافہ شروع میں اور قریشی کا اضافہ خلعی سمرقندی کے ساتھ کر دیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتبہ کسی نے بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں لگایا ہے کیونکہ آثار الصنادید میں بھی اس کا ذکر ہے جو کہ ۱۲۶۳ھ میں لکھی گئی ہے۔

حضرت شاہ رؤف احمد مجددی قدس سرہ نے جو کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور بعد میں بھوپال میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۲۴۹ھ کو کتاب جو اہر علویہ لکھی ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں (سمرقندی الاصل کابلی المولد اندر خلیج بودہ اند و اند جانب والدہ حضرت شیخ عمر باغستانی کہ جد مادری حضرت خواجہ احرار اند میر سند) اس عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ حضرات القدس سے آپ نے یہ کلام اخذ کیا ہے۔ ممکن ہے آپ نے بھی مزارِ پُر الوار پر کتبہ لکھا دیکھا ہو اسی لیے خلیج کا اظہار ضروری خیال کیا ہو۔

ہندوستان میں بزرگانِ دین کو سید بنانے کی ہم کافی عرصہ سے جاری ہے۔ ممکن ہے اسی جذبہ کے تحت آپ کو سید بنایا گیا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ اس عاجز کو ایک وجہ اور بھی معلوم ہوتی ہے، کہ کہیں حضرت کو بنا بریں سید نہ بنا دیا گیا ہو۔ وہ وجہ یہ ہے کہ حضرت کے بڑے صاحبزادہ خواجہ عبید اللہ معروف بہ خواجہ کلال قدس سرہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام ”مبلغ الرجال“ ہے۔ اس رسالہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ”گوید بندہ سر افکندہ شرمندہ از کردار تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ آفاق سبط آل ابی موید الملت والدین الرضی ابوالوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہ احقر عبید اللہ۔۔۔ الخ“ آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو آل نبی یعنی ساداتِ کرام کا سبط قرار دیا ہے۔ سبط عربی لفظ ہے۔ اور

اگر کوئی لغت عربی میں اولاد کی اولاد کو سبط کہتے ہیں چاہے وہ پسر کی اولاد ہو چاہے دختر کی لیکن اگر کوئی استعمال پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہتے ہیں۔ یہ استعمال اتنا ذائع اور شائع ہوا ہے اور خاص کر اسلامی دور میں۔ کہ بعض اہل لغت نے لکھ دیا ہے کہ پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہا جاتا ہے۔ دیکھو المنجد میں لکھا ہے۔ سبط ولد الولد ویغلب علی ولد البنت مقابل الحفید الذی ہو ولد الابن یعنی حفید پوتے کو کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں نواسے کو سبط کہتے ہیں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سبط البنی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا جاتا ہے۔

پانچ سات سال ہوئے اس عاجز کو ایک صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ صحیح النسب سید ہیں۔ اور دلیل میں رسالہ مبلغ الرجال کی یہ عبارت تحریر کی تھی۔ اس دن سے یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے بعض افراد اس عبارت سے مغالطہ میں پڑ گئے ہوں۔ اور پھر حضرت کی درگاہ کے متولیوں نے مزید ان کو مغالطہ میں ڈال دیا ہو۔ جو اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں اور اپنا نسب سید قرار دیتے ہیں حالانکہ

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جاتی
کہ دیں راہ فلاں ابن فلاں چنیے نیست

کُلُّکُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تَرَابٍ۔

مبلغ الرجال کی عبارت سے زبدۃ المقامات کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام میں سے تھیں۔ اور آپ سادات کرام کے نواسہ تھے۔ آپ سبط آل نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ اور آپ از بہت پدر بزرگوار قوم خلیج سے تھے جو کہ مشہور اور قدیم قول کی رو سے ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور اسی قول کی رو سے حضرت نے اپنے کو ترک بتایا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ترک پھول قرار دیا ہے۔ اور سردار فیض محمد خاں زکریا کی تحقیق کی رو سے خلیج افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور یہ لفظ حقیقت میں خلیج ہے اور یا۔ نے نسبتی کے ساتھ غلطی ہے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ

حضرت کامزار پُر انوار پرانی ولی کی فصیل سے (جواب صرف پُرانے نقشوں میں مل سکتی ہے) بہت غریب ہے۔ لاہوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ بہت غرب قدرے مائل بہ جنوب قطب روڈ پر واقع ہے جو شمالاً جنوباً ہے۔ اور قطب روڈ سے عید گاہ روڈ جو غرب کو نکلی ہے اس کے مقام اتصال کے جنوبی کونہ پر واقع ہے (شمال)  جنوب) مزار پُر انوار چارویں دری میں ہے۔ بہت شمال مسجد شریف کا صحن ہے۔ آپ کے مزار پُر انوار کی شرقی دیوار کے پاس آپ کی والدہ

ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا استراحت فرما رہی ہیں۔ صد ہا بلکہ ہزار ہا اللہ کے نیک بندے قرب و جوار میں چاروں طرف
راحت کی نیند (غم کنوم العروس) سو رہے ہیں۔ اس عاجز کے دیکھتے وہاں کے منتظمین تقریباً تین حصہ
قبرستان کافروخت کر چکے ہیں جو تھوڑا حصہ (تقریباً چوتھائی) رہ گیا ہے۔ اس کی بھی حالت خستہ ہے اور
آثار اچھے نہیں ہیں۔ کل من علیہا فان۔ البقاء لله وحدہ۔ والصلوة علی رسولہ سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

جمعہ ۲۹ رجب ۱۳۸۴ھ

۴ دسمبر ۱۹۶۴ء

زید ابوالحسن فاروقی

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

چتنی قبر، دہلی

ملفوظات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کلمات جانفزا و سخنان دل‌کشا

ملفوظات شیخہ احوال مبارکہ حضرت خواجہ ربیع الدین قادری

نوٹ: حصہ اول (بعض تحریرات) است و جلد دوم ملفوظات است مجموعہ این ہر دو حصص یک سالہ است کہ نام جامع و مؤلف آل ظاہر نہ شدہ البتہ از نظم وے کہ در آخر نوشتہ معلوم می شود کہ وے رُشدی تخلص می کرد۔ رحمہ اللہ

بعد از حمد و صلوة نموده مے آید کہ چوں بسابقہ عنایت از لی و نہمونی سعادت لم یزلی این ذرہ حق کہ نام خود را از غایت بے اعتبار می شایستہ اندراج این نامہ بلند قدر نمی بنید از جملہ بار یافتگان در گاہ خواجہ ہمال پناہ مزج حق پرستان قبلہ راستان و درستان مہر دایت و سپہ معرفت النور الائم و سر اللہ اعظم صاحب التصرف الاعلی و الآفاق ابوالوقت خواجہ محمد الباقی النقشبندی الاولی من اللہ علی العالمین یبقائے و شرح صد و اٹھ سہ صد بلقاء شد اکثر اوقات انہ ہست آن مقام خلوت خاص راہ بروں و شوارہ بودے مگر آن کہ لطف عظیم آن دریا مے کرم دستگیری فرمودہ در آن موطن قدس جائے دادے و در بعضی مجالس کہ آن لسان وقت گہر زین شدے بخاطر سوختہ و دل شہ اسیدے کہ این کلمات جانفزا و سخنان دلکشا کہ سامع می افروز و دینہ غفلت مے سوز و دل را پروانگی مے فرماید و دماغ را بہ بہار می آویزد و بر ہوش شیشہ مے شکند و روح را باطلاق مے اندازد و در قید کتابت آوردہ شود تا ہر کہ مزہ حق پرستی و در دل ولذت حق شناسی و در ذوق و طلب تحقیق و راستی داشتہ باشد از مطاعہ اہل خوش وقت شود و بہرہ بردار و بد کہ پر توی از ضمیر آن صاحب دل بروقت محرراقت و در از مضیق تعلقات خلاص بخشد اکنوں بآں خواہش فائز می گرد و حق سبحانہ سحرست ایشان را بہ مفارقت ظالمیان باقی و پائندہ دارد و این خواہر گمان بہا بر صفحہ ظہور آنا فانا جلوه گہ با و پالنسبی و آلہ الاطہار الاحباب۔

مخفی نہ اند کہ ہر جا دیں رسالہ لفظ حضرت ایشاں ثابت افتد مراد حضرت خواجہ خواہند بود و آنچه
 انہ معارف و حقائق کہ از زبان مبارک حضرت ایشاں استماع می افتد چوں قوت مدرکہ محررا از
 ادراک کئے آن قاصر بود و قوت حافظہ در ضبط عبارات شریفہ بعینہا غیر وافی۔ اگر دشمن بیان غلطی
 در لفظ یا در معنی راہ یا بد تمویل بر تصور و نقصان حال کاتب حروف خواهد بود عفی اللہ عنہ و عن جمیع المسلمین
 بعد ذلک خواستیم کہ مجملے از ابتداء سے احوال کرامت مال حضرت ایشاں و استفادہ نسبت و اخذ طریقہ
 از وسائط ما تقدم و رابتداء سے این رسالہ نقل کنم برخی ازالہ بخط شریف آنحضرت یافتہ شد و آن اینست۔
 ابتدائی توبہ از معاصی و در ملازمت خدمت خواجہ عبید کردہ شد لیکن خیال رجوع و غم ترک
 در باطن بود و التماس فاتحہ در خطا ہر ایشاں از خلفاء مولینا لطف اللہ بودند و مولینا لطف اللہ خلیفہ
 مولینا خواجگی بہمد سے علیہ الرحمۃ بودند چوں توفیق استقامتہ نیافت بار دیگر توبہ و ملازمت بندگی
 افتخار شیخ کہ در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خانوادہ حضرت خواجہ احمد سیوی بودند کردہ
 شد اگرچہ جناب ایشاں رضائنداشتند و سے فرمودند شما جو ایند لیکن چوں عزیمت فقیر مصمم
 بود بصورت فاتحہ خواندند و فرمودند خدا استقامتہ بدہ موافق تقرر آن بزرگواران آن عزیمت
 بوجہ خورد و خربانی ہائے عجب روستے و ادبار دیگر بے صنع و اختیار فقیر و بندگی حضرت امیر عبد اللہ
 بلخی مدظلہ تجدد توبہ بطور رسید مقرون بمصافحہ آن نعمتے بود غیر مترقب امید کہ برکات آن مواہبت
 الی یوم القیام بماند القضہ چند گاہ دیگر در مقام نگاہداشت حدود بود باز تاثیر اسم المصلیٰ آن
 سدا را تسکست عاقبت بہ ہدایت صہریت و خواب بشرت ملازمت حضرت خواجہ بزرگ خواجہ
 بہاؤ الحق والدین صورت توبہ منعقد شد و میل طریقہ اہل اللہ بطور رسید بکم الغریبیٰ یتعلق بکل
 حیثیتش ہر طرف دستے سے انداخت۔ عاقبت بعضے از محادیم فرمودند کہ ذکر سے کہ معنعن تا
 بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے رسید نتیجہ منداست تعطش بر انداشت کہ از ہمان عزیز طریق
 ذکر و مراقبہ اخذ کردہ شد مدت دو سال بر آن ذکر و مراقبہ و ادوار سلسلہ آن عزیز ملازمت نمودہ
 شد شنیدہ شدہ بود کہ تا سالک مدتی قریب پہل سال میدان لا الہ الا قطع نکند بمنزل الا اللہ
 نخواہد رسید سادہ لوحی بر آن میداشت کہ مرور زمان را در ذکر غنیمت شہاد و وہمان صورت عبادت
 قناعت نماید ہر چند کہ دیں میان اشارات خیمہ و سلوک طریقہ دیگر طور سے کہ و قدم استوار را

از جامنی برداشت و در زمین کرم بزرگواران آن طبقه تخم و فیها ما تشتهیه الا نفس میکا
 انشاء اللہ العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از جویبار مالایین رآت و لا اذن منبعث
 سیار گوید و اند بالاخره بکشمیر رسیده شد و بلازمت حضرت شیخ بابائی والی قدس اللہ سرہ العالی
 اتفاق افتاد و از برکات نظرش بهره مند شد۔ الحمد للہ والمنة کہ آن نظرات فتح باب قبول آمد۔
 چون کہ حضرت شیخ از سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نیز مجاز بودند و استعداد طالب متوجہ آستانہ آن بزرگواران
 نقبات ربانیہ از وی سچہ پهل خانواد اقبال فرمود و بعد از انتقال آنحضرت بدارالقرای غیب معمودہ خویشا
 جلوه گر شد و ارواح طیبات ایشان در بشرات نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند و ہمین توجہ
 ایشان آن نسبت را قوی پیدا شدہ و ایرہ غیبت و سعی پیدا کرد و در او روشن شد و فی الجملہ جمعیست
 و او تا آنکہ بجنب غنایت ایشان بخدمت خدمی حقایق پناہی ارشاد و ستگاہی حضرت مولانا خواجگی
 انگلی رسیده شد و بطوع و رغبت خود رجعت و مصافحہ بدست آورد و طریقہ خواجگان اخذ کردہ شد
 و طفیل ملازمت آنحضرت و ارواح طیبہ خواجہ نقشبند و خلفاء ایشان در سلک افتادگان این راہ
 و نیازمندان این درگاہ در آمدہ شد اللہم اجب مسکیننا و امثینہ مسکیننا و احشرونہ
 فی زمرة المساکین و السلام علی من اتبع الهدی انتہی علامہ۔

تسبیح غرہ صغر ختم اللہ بالخیر والطہر تسبیح تسع والہ

سعادت حضور روی داد و دریں اثناء میں فقیر اول بجا آئے آویخته بود۔ چنانچہ خطرہ او بسیار
 می آمد و تشویش میداد و بزبان باطن ہمیت از حضرت ایشان درخواستم کہ از میں تشویش خلاص یابم۔ زمانہ
 بیں بگذشت کہ از مخلصان تو کہ خداستے از دور در آمد و سلام کرد و عنایت بسیار و بارہ او فرمودند و امر
 نشستن کردند بعد از زمانی بہ لفظ مبارک را ندید کہ کہ خدائی سہ ضررہ دارد۔ ضرر اول بنفس عاید شود و چہ نفس
 را باعث شہوات پیدا آید مثل مار سرانزدہ کہ بچرکت جنبش افتادہ بود۔ ناگاہ تاب آفتاب باور سید جان تارہ
 یافت این زمان از قید احاطہ بدر میرود و علاجتش آنکہ منہک و رشوت کامرانی نکرد و دوعنان اختیار کشیدہ

دارد. ضرورتی بدلی راجع گردد و آن بر طرف شدن یقین است. چه درین محل فتور سے در یقین رانده قیئت
 رزاق حقیقی و نقصانے در توکل بحق سبحانه راه یابد. علاجتش آنکه غم روزی نباید خورد که رزاق علی الاطلاق
 ضامن عباد شده است. بهمدین محل فرمود که توکل نه آنست که ترک اسباب کنند بنشینند چه این سوء
 ادبی است بلکه اقامت بسبب مشروع مثل کتابت و غیره میباید کرد و نظر بر سبب میباید انداخت
 زیرا که سبب مثل دروازه است که حق سبحانه برائے وصول سبب ساخته و درین میان کس دروازه را
 بر بندد که از بالا نخواهد بر تافت بی ادبی کرده باشد چه دروازه بتا کرده اوست و دلالت دارد بر اینکه کشاده
 بنشینند بعد از آن اوداند خواه از راه دروازه فرستد یا از بالا بر تابد و آنها که بنشینند و در بر بندند و نظر بر فتوح
 دارند این باب است چه با وجود قدرت بر کسب نظر بر فتوح داشتن بهمتی و ترک اسباب است
 ضرورت ثالث بروح راه یابد و آن سببی انجذاب است که از فرط میل بصورت جمیله پیدامی شود چه روح مثل
 انجذاب حق است سبحانه در زمانیکه میل بصورت جمیله پیدا کرد و انجذاب آنجناب کین رفت علاجتش آنکه میل
 مفراط بصورت جمیله پیدا نکند چه کسیکه درین نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب عظیم است و اگر آن صورت
 نامحرم باشد در آن نشاء تواند بود که شکل کربیش مبدل سازند و او را بدان مبتلا گذارند. در آن وقت لبے
 از لذت حضور بحق سبحانه بمشام او نرسد و آنکه بعضی عشق صوری را طریقی نهاده اند مثل تامل است و در طریقه
 عالیه نقشبندیه قدس اللہ تعالی ارواحهم بغایت مجتهد است بهمدین محل فرمودند که در بعضی کتب مسطور است
 که خواجہ بزرگ حضرت خواجہ ہماوالیر نقشبند قدس سرہ بہ بعضی غلیظ الاستعدادان در آوان ابتدا احیاناً
 باین روش مبادا و امیکردند که عشق صوری پیدا کنند بعد از آنکه پیدامی کردند کمالی بے تعلقی شان باصل آمدے
 چنانچہ غیر از ہماں یک تعلق تعلق دیگر نمی ماندے باندک تصرف دل آنها را از محبت صورت می گذرانیدہ
 اند. لاجرم چون جمیع علایق مرتفع می شد حضور و آگاہی شان پیدامے آمد و این عمل حضرت مبتنی بر آن مسئلہ
 فقہ است اگر طیب حافظ بہ بیاری امر با ترکاب شی حرام کند کہ علاج منحصر دین است از تکاب آن جائز
 است نزد بعضی آمدے و صاحب کشف المحجوب کہ از امامان طریق است مکفیر قومی کہ با باحت این امر قابل
 شدہ اند کردہ چه جائے آنکہ مبادا سلوک برین نہادہ باشند و حضرت خواجہ بزرگ نہ آنست کہ باہل این سلوک
 امر باین کار مینمودند بل کسانیکہ میل در آمد طریق میداشتند و در استعداد او شان قبول طریق حضور و آگاہی
 ابتدائے بود در آوان ابتدا چند روز دین کار میگذاشتہ اند و بمقتصد اعلی میرسانیدہ اند و درین اثنا بندہ

در گاہ عرض داشت که اگر کسی را در عین سلوک طریق حضور ابتلا باین بلا واقع شود علاجش چه کند فرمودند، اگر مُرشدی داشته باشد باو بگوید تا بتصرف او را ازین مملکت بر آرد یا سفر اختیار کند آن شهر را بگذارد و چون او در ورزش نسبت حضور و آگاهی بجای خواهد بود او را محبت مفرط نخواهد بود و سفر بر و چنداں شاق نخواهد آمد چه حضور خاصیت دارد که در برابر او هیچ چیز را لذتی و رونقی نماند و این بیت را در اشاره به تحصیل دوام آگاهی خوانند

بیت - چند گاه بے لب و بے کام باش بعد ازاں بنشین و بار جام باش

بعد ازین موافق این سخن فرمودند که حضرت خواجہ ما خواجہ احمد قدس اللہ سرہ مخلصه داشتند۔ ملا لطف اللہ نام مردی منبسط بر مطا تبه بود چنانچه بعضی اوقات حضرت خواجہ را خوش می آمد باو سخن میکردند روزی ازو پرسیدند کہ ملا لطف اللہ اگر کہ خدا شوی چه طور زنی خواهی خواست۔ گفت سبز و شیریں۔ فرمودند در اندک زمانے شیریںها خواهد رفت ہمیں سبزی خواهد ماند۔ ہم دیں محل فرمودند کہ از اکابر پیچ کس بکمال صورت متوجہ نمائندہ است و حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ از پیشروان این قافله بودند در آخر تبری ازین نمودند چنانچه احوال ایشان و بسیاری از سخنان ایشان و لالت بر این معنی دارد۔ و اذان جمله است این رباعی۔ رباعی

رفت آنکہ بقبلہ بُست اں رُو آدم حرفِ غمِ شاں بلوحِ دل بہ نگارم
 اہنگِ جمالِ جاودانی دارم تحسنے کہ نہ جاوداں ازو بیزارم
 انتہی کلامہ سلمہ اللہ تعالیٰ و البقاء چون کاتب از مجلس برخاست دل سردی تمام اذان علاقہ
 دست داده بود و بالکلیہ مرتفع شدہ۔ الحمد للہ والمنۃ۔

یکشنبہ دوم صفر منتهی الخیر والظفر منہ مذکور

دولت زمین بوس رُوئے داد از حاضران شخصے از معنی حضور بے مزاحمت نفی و اثبات کہ در رسائل این طریقہ عالیہ واقع است استفسار کرد۔ فرمودند چون حضور صاف بخود قائم دست و ہر مجت نفی و اثبات را گنجائش نماند ہم دریں محل بر لفظ مبارک رلدند کہ تا حضور ذاتی کہ حضور صاف عبارت اذ آن است سالک را حاصل نشود از تقید توحید جسمانی خلاص نیابد چه توحید صوری و مراتب اجسام

می باشد چنانچه وجود جسمانی خود را و غیر را وجود حق دانند و درین وقت تمیز و تفرقه باقی است روح بفناء و انحلال
 نرسیده است زیرا چه روح است تمیز هر چیز این موجود توحید که مقرر علمائے دین و صوفیای محققین است
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نرسیده و آن عبارت از مدلول کرمیه و اللہ من ذرایہم حیط کہ تنزیه
 صرف کہ منزہ از صفات تنزیه است تا فروغ حضور ذاتی در نگیرد و روح را بفناء و انحلال نرساند حجاب
 از چهره مقصود بر نه افتد اگر چه آن حال لمحہ باشد و این ہماں قدر کہ در تقدیر رفتہ است روئے می نماید
 علی تفاوت الاستعداد پس ہمیشہ منتظر باید بود کہ حق سبحانہ بوجود مہرب و محبوب حقانی کہ مقربان خود را بد آن
 مخصوص گردانیدہ است مشرف سازد و این جا کسب را اصلاً و خلی نیست محض بموہبت وی تعالی و
 تقدس و ست و ہد و درین مقام مضمون این مصرع -

از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم

واضح گردد - ذلک هو الفوز العظیم ط

پنجمین ششم صفر نہ مذکور

بدولت حضور مشرف شد سخن در تحقیق محبت ذات و محبت صفات رفت بر لفظ مبارک
 رانند کہ محبت صفات آنست کہ کسی بشخصه محبت دارد و ازین ہمت کہ او عالم است یا شجاع و درین
 وقت محبت او منوط بصفت علم و شجاعت باشد چنانچہ اگر این اوصاف از او مرتفع شود محبت او ہم نماند
 و محبت ذات آنکہ او را دوست دارد بی ملاحظہ هیچ صفتی نہ در وقت انصاف او بصفتی در محبت ترایدہ
 و نہ در وقت عدم انصاف نقصانی ہمدین محل فرمودند محبت ذات اہل شہود کسی راست کہ غرض غموش
 در میان نباشد چنانچہ بعضی ازین ہمت و ست دارند کہ از مشاہدہ اولذتی و سروری در ایشان پیدا
 شود و بعضی ہمت نہ بینند محبت بذات صرف او دارند اگر درین مقام تجلیات جمال اولذت و سرور
 بایشان رسد هیچ منافات لمحبت ذاتی ندارد بلکہ این کمال محبت ذاتی است ہم و درین محل کتابی از مصنفات
 حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ پیش حضرت ایشان نہادہ بود و داشتند و کشادہ اند - این
 حدیث قدسی بر آمد کہ مَنْ قَتَلَهُ مُحِبَّتِي فَاَنَا وَلِيَّتُهُ بَيَان عالی فرمودند کہ حق سبحانہ بیان طریق مراقبہ

فرموده است که ہر گاہ محبت ذاتی بر تہ فناء و امانت برسد محب بذوق یافت و تجلی ذات فائز گردد و اینجادیت ہمیں ذوق یافت است کہ بعد از فنا و محبت ذاتی بظہور میرسد یعنی طریقہ مراقبہ مذکورہ کہ عبارت از ظہور محبت ذوقیہ است البتہ موصل بمقصود است۔ بعد از این سخن فرمودند کہ ملاطریقہ ما بریں سہ چیز است۔ رسوخ بر عقائد اہل سنت و جماعت۔ و دوم آگاہی و عبادت۔ ہر کرا وریکی ازین ہا فتوے رفت از طریقہ ما برآید فنعوذ باللہ من الذل بعد العز و من الرّد بعد القبول ہمدین محل محرر این سطور عرضداشت کرد کہ آرزو دارم کہ ہر چہ در حضرت عالی مذکور می شود با جازت آنحضرت در قید کتاب آورده شود۔ بعد از خواہش بسیار فرمودند بنویس و بمن نمائی۔ خوشحال شدم و فرحت عظیم بمن روی نمود بخاطر آوردم کہ این دولت بس عظیم است کہ نامزد روزگار من شدہ و غالباً این خوش حالی نفسانی بودہ است۔ مجلس چند کہ بے اجازت نوشتہ بودم در نظر مبارک در آوردم فرمودند این نوع سخنان در کتب مردم بسیار است چہ احتیاج کہ بگوئید من از فلانی شنیدم عرض کردم کہ مرابور این سخنان باطن نورانی میگردد و قوت فہم سخنان اکابر روی می نماید و راہ روشن می شود فرمودند کہ اگر شمارہ باین نوع سخنان سری است چیزے ازین علم بخوانید نوشتن چہ در کار است ننویسید کہ نفس شمارہ دین جا دخل است لاجرم دست ازاں دولت کوتاہ کردہ آمد و خاطر ارادہ منصرف شد۔ ابیات

مرا این غول نفس دیو کردار / ننگد اندر خرابی ہائے بسیار
کنون زیں باد یہ تا کار و انم / مگر گرس رساند استخوانم
تا آنکہ در شہر رمضان المبارک سنہ مذکور عنایت الہی در کار شد و طالع یادی کرد و غنیچہ امید بشگفت و از چہرہ مقصود پرودہ بر افتاد و نخل سعادت بہار آمد یعنی جناب میاں شیخ احمد سرہندی و غیر ہم کہ از مقربان و مقبولان در گاہ خلایق پناہ اند تقریبی ساختند و مکرراً درخواست قبول این امر خطیر کردند۔ بعد از تامل و تردد بسیار قبول کردند و فرمودند سخنی کہ در طریقہ دخلی داشتہ باشد بنویسند و حکایات و معاملات مشائخ را کہ مذکور می شود بیان ضم نہ سازند و کافی راست نہ کنند چون آمد وی این فقیر بہ نعل این مراد سابق بود و بواعث نفسانی و وداعی طبیعی و دین مدیت بگوشہ رفتہ و بی قوت گشتہ لاجرم این دولت باز بمن انتقال کرد و این سعادت نامزد طالع این شوریید ہ

شد بیت

مور مسکین پیوسته آشت که در کعبه رسد دست در پائے کبوتر زد و ناگاه رسید

حسب الامر العالی حکایاتی که در خلال مجلس اقدس مذکور می شود هر چند فوائد عظیم در ضمن آن مندرج میسود حتی الامکان زبان قلم ازال نگاه داشته آمد الا در جائیکه تحریر سخن حضرت ایشان موقوف بر آن بود اکنون بتائید الهی واستمداد از ارواح طیبہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحهم و استعانت از باطن اقدس حضرت ایشان دریں امر شروع نمایم ونعوذ باللہ من الخلل والزلل۔

پنجشنبه یازدهم ماه رمضان المبارک سنہ تسع و الف

بسعادت زمین بوس مشرف شد بعد از افطار مردے از صوفیان شیخ مجلال تھانیسری بملازمت آمد ظاہر این مرد قبل از افطار آمده بود و منتظر طعام خیلگی بر در شسته و این شخص همیشه بعد از ادای تہجد طعام میخوردہ است و صوم و وام میداشتہ بحضرت ایشان این معنی روشن گشتہ حاضران مخاطب ساخته فرمودند کہ روزہ داشتن در صفت حق سبحانہ آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزہ است بندہ میخواد کہ زمانی متعلق باین خلق شود لیکن اظهار اللہ بآنکہ کہ سحر بخورد و آنگاہ بادب و عجز در روزہ شروع نماید تا از دائرہ بندگی بر نہ افتد و قدرت و قوت کہ صفت خاصہ اوست عز و علا مخصوص او گردانید و بود و همچنین قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ و آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس منزہ از نوم است بندہ درین صفت باور افتد نمودہ قیام لیل شروع می نماید باید کہ گستاخانہ با حول و قوہ خود درین صفت در نیاید و اول شب بطعام تجلیل نماید تا عجز خود عرضہ داده باشد۔ آن مرد فی الحال از وضع سابق برگشتہ طعام طلبید و گفت اگر طعام حاضر باشد بخورم گویند این مرد بغایتی برقرار داد خود را سخ بود کہ بگفتہ والدین ہم اول شب طعام نخوردی۔ ہمیشہ بعد از تہجد و تراویح تناول کردی و پیوستہ صائم بودی بعد از آن برائے کاریکہ آمده بود عرضہ داشت و باز گشت ہمدرین محل فرمودند کہ در فوائد الفواد دیدہ شدہ است کہ او اہل حال روزگاری ابراہیم او ہم قدس سرہ قوت خود بہیم کشتی میکردہ اند و در ایام از عبادت مردہ بملازمت ایشان آمده است کہ تمام شب قیام کردی بر ایشان تحقیق شدہ کہ لقمہ او پریشان است، باو

فرمودہ اند میتوانی کہ روزے چند از طعام مابخوری ولی راضی شدہ در دوسہ روز بہرکت لقمہ پاک کار
او بجائے رسید کہ در سنن موکدہ ہم تقاعدی از وفمیدہ مے شد انتہی کلامہ سلمہ اللہ تعالیٰ و الباقہ ظاہر اقیام
او نفسانی بود و بطیفیل لقمہ پاک نفسانیہا نابود گشتہ بجائے او حقانیت متولد شدہ باشد واللہ اعلم

چہار شنبہ بست و حکم شہر شوال سنہ مذکور

سعادۃ حضور روئے داد نفحات الانس مطالعہ می کردند سخن در جاہ افتاد فرمودند شیخ ابو
عبد اللہ حقیف جاسی داشت کہ مشاہیر و زکات و خیرات خود را برائے افتخار و تبرک برسم نیاز پیش او
آوردند و او بنکاح گرفتہ و بجای ہر کدام یکی را از زمان سابق طلاق گرفتہ ہم چنین تا ہفتاد زن
بہم رسیدہ بودند و بہر بیچ کدام ازین ہا نزدیک نکرده چون ایشان را دریں معنی توہمی بخاطر آمدہ ہمہ اینہا
جمع شدہ پیش یکے ازینہا کہ صاحب جمال و دختر و زیرے بود و خدمت شیخ بسیار کرد و شیخ باو
میلے داشت آمدند و از حقیقت حال استفسار کردند وی گفت : ایں قدر و اہم کہ روزے دست
من بگریبان خود فرو برد دیدم کہ از سینہ او تا ناف ہفدہ گلولہ برآمدہ بود سر آں پرسیدم گفت اینہا
از مہر صبر است کہ از مثل تو نازنینی خود را نگاہ میدارم ہمدین محل فرمودند کہ حق سبحانہ تعالیٰ مقتدایان
را در ہر زمان بطورے میدارد کہ صلح مریداں آنوقت در آنست ہمانا مریداں آنوقت را کہ خدائی
مضر بود درین اثناء مجذوبی از حاضران سوال کرد کہ اینہا کہ حکم کردہ اند و اشارت بزرگائی کرد کہ در
نفحات مذکور اند و تشخیص احوال مشلخ نمودہ اند کہ فلاں بزرگ چنان بود و آن دیگر چنین ۔ مگر در
لوح محفوظ حال او را دیدہ گفتہ اند یا بقیاس و تخمین فرمودند کہ ہرچہ میگویند بالہام حق سبحانہ تعالیٰ
یا بتقریر کامل کہ ایشان را حق سبحانہ تعالیٰ اعطا کردہ است و ریافتہ حکم میکنند و ہر کدام بر اندازہ صفات
خود کہ از مبادی صفات فیاض نصیبہ ایشان شدہ است پتہ پتہ می فہمند ۔ ائمہ مجتہدین از معانی قرآن
نکات علوم شرعیہ استخراج کردند و اولیاء اللہ حقائق و معارف ازاں معانی فرا گرفتند ہم دریاں محل
فرمودند کہ شخصے از حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ پر سید کہ شما از اہل بیت آل سرور صلی اللہ علیہ وسلم و از
شما قریب ترے نبود بشما چیزے گفتہ باشند کہ بد بگیران نہ گفتہ اند چنین نسبت آنچه بد بگیران گفتہ اند بما ہم

گفتہ اند و آنچه بگفتہ اند ہمہ گفتہ اند اما مارا فہمے و دریافتے وادہ اند کہ بدیگران ندادہ اند و این دو بیت
از مثنوی خوانند

اہل دین از دور نامت بشنوند تا بقدر تار و پود دست و ز روند
بلکہ پیش از زادن تو سال ہا دیدہ باشند ترا بحال ہا
باز آن مجذوب عرضہ داشت کہ اَلْجُنَّةُ يَخْطُبُ وَيُصِيبُ یعنی خلاف اولیاء نیز از مقولہ خلاف
ائمہ شریع است۔ فرمودند خطائے این طائفہ در مفهوم کلام یک دیگر است نہ در اصل مسئلہ۔ و در اصل
ہمہ متفق اند خطا در مفهوم کردہ اند از ازل رو کہ قائل فصیح نیست۔ در عبارت او قصور سے است کہ
مدلول مفهوم نمی شود یا از ازل جہت کہ حال ایں بحال آں دیگر برابر نیست۔ زوائد احوال اور بحسب حال
خود رنگ و دیگر فراگرفتہ و خطبہ کردہ است و خطبہ شیخ علاء الدولہ سمنانی نسبت شیخ مخی الدین ابن
عربی از قسم ثانی است۔ و نفحات مذکور است کہ بعضے از فضلا کہ بہرہ و ایشان معتقد اند تحقیق فرمودند
کہ مخالفت بینہما جزو در مفهوم نیست والا در اصل مسئلہ بیچ نزاعی ندارد لیکن آن فاضل مخالفت را
از قسم ثانی ندانستہ و عام فہم را عذر سے بیاوردہ۔ و ہم در نفحات مذکور است کہ شیخ علاء الدولہ در حاشیہ
فتوحات نسبت بہ شیخ نوشتہ است اَيُّهَا الْحَقُّقُ اَيُّهَا الصِّدِّيقُ و در جای خطبہ و تکفیر کردہ است
این سخن مقوی آنست کہ خطبہ بحسب عدم فہم است یعنی آنچه یافتہ است قبول داشتہ و آنچه نیافتہ نفی
کردہ اصلاً نفس را در ایں جا شائبہ نیست باز آن مجذوب عرضہ داشت کہ اینہا استخوان ہا آوردہ بودند
کہ چنین شدند یا بتوجہ مرشد بر انتب و لایت رسیدند۔ فرمودند کہ ہم ایں بود و ہم آں چہ استادیکہما کہ
از چند جوہر مثل سیلاب و مس و غیرہ طلای ساز و از خاک نمی سازد۔ بیت

بس نکتہ لطیفست بباہد کہ تا کسی مقبول طبع مردم صاحب نظر شود

لحقی سخن در احتیاط لقمہ افتاد از اکابر عزیزے را نام برودہ فرمودند کہ او گفتہ است کہ وقت طعام
خوردن حاضر باید بود کہ بغفلت خوردہ نشود چہ لقمہ بمشائے تخم است اگر از سر حضور بکار رفتہ است
حضرت می آرد و الا پریشانی و غفلت اگر چہ لقمہ پاک ہم باشد از حاضران فقیرے سوال کرد ازین جا
نظارہ می شود کہ اگر بشہت ہم بخورند و حاضر باشند حضور آرد و فرمودند چوں نہ اما در آرام البتہ فتور می
خواہد رفت و راہ ترقی جزو دہم آرام نیست۔ صاحب آرام مثل سائلے است کہ بود کہ ہم ایستادہ است

و پیوسته طلب میکند لاجرم چیزے باو میرسد و موافق این سخن این حدیث خوانند مَنْ دَقَّ بَابَ الْكَرِيمِ
 دَجَّ وَ كَجَّ وَ اگر آرام ندارد و قلقلی خواهد داشت. صاحب این قلق مثل سائے است که بر در کریم است
 و این طرف و آن طرف بهمات هم میگردد و شکایتے دارد که بمن نمی دهند و چرا نمی دهند. درین حال
 باو چیزے نمی رسد. این فقیر سوال کرد که و سائے آرام و قلق حالتی دیگر هم است. فرمودند که حالت طلب
 ازین دو بیرون نیست. یا آرام است یا قلق. و هر که هیچ ازین دو ندارد طالب نیست. هم درین محل
 فرمودند که لقمه شبیه مثل دووے است که میان رانی و مرغی حائل می شود و چهره مقصود را از نظر می پوشد
 و آنکه بحضور الهی آشت است می فهمد و در قلق می افتد و بعضی از عزیزان مریدان را از دو سفر منع میکردند
 از سفر نرسال چه اوقات آنجا اکثری احتیاط بوده لاجرم مریدان ضرر میکرد و از مقصود باز می داشت
 و از سفر بمن چه آنجا حسن بسیار است تا ناگاه گرفتار حسن نشوند و از راه بازمانند و آنکه بعضی اذن به عشق
 صوری نمیکرده اند در خود قوت تصرف باز داشت آن می یافته اند و در مرید استعدا و آن می دیدند که کار
 اوبی این پیش نمی رود و اما از عشق صوری کسے بجائے نمی رسد و بسیار مضر است آنچه کسے را بجائے
 می رساند راه باطن او است و این ابیات خوانند.

ابیات

ذات تو خرمین تست و کیسه ات	و ر تو را مینمی جو خند و لبه ات
کیسه و خرمین تو هم ذات تست	و یں برونی ما همه آفات تست
همچو نابینا مبر هر شوئے دست	با تو در زیر کلیم است هر چه هست

روزے یکے از مخلصان را پسیدند که در ملازمت با بچه نیت می آئی عرضه کرد و بنیت آنکه
 مسلمانی شوم فرمودند مراد همین است بعد این فرمودند مسلمانی تسلیم و انقیاد است مرا احکام ازلی تا
 تجلی ذاتی بود و جراتم نشود و مسلمان شدن مشکل است. مصرعه
 این مشو آن مشو مسلمان شو

روزے بعضی از علماء که بشرف ملازمت آن آستان مشرف اند در شرح رباعیات که
 از مسودات قلم حقائق رقم حضرت ایشان است برین سخن که صور علمیه عکس اعتبارات و حیثیات
 ذات است و نمود خارجیات کائنات عکس العکس یعنی عکس آنصور علمیه است که بر آئینه ذات افتاده

شبه داشتند که اگر عکس صور علمیه بر ظاهر وجود افتد - نهایت ذات حق و محلیت وجود مطلق تعالی شان لازم می آید - بعد ازین وقت حضرت ایشان بر وقت آنها رسیدند - پرسیدند که چه مذاکره میرفت چو شبه خود را مقرر ساختند حضرت ایشان در جواب آن فرمودند که بی نهایتی حق سبحانه تعالی نه بآن معنی است که در اجسام است باعتبار طول و عرض بآن معنی است که بی تعیین و تمیز است و بیکر محل آن صور ذات نیست که محلیت لازم آید بلکه محل آن وهم است چنانچه صورت متعینش در آئینه نه درون او نه بیرون او است اما وهم حکم میکند که بر دوسو آئینه است و محل او خیال است که آنرا مثال متصل گویند و آئینه همچنان برصراحت بزرگی خود بعد ازین محل فرمودند که توحید حاصل می باید کرد و توحید محققین از علمائے متکلمین لا مؤثر فی الوجود إلا الله است یعنی تمام قدرت خود را بحق سبحانه داد و خود را از ان خالی ساختن - اگر چه بعضی از متاخرین علماء قدرت مؤثره را به بنده هم فی الجمله اثبات می کنند و توحید ایشان لا معبود إلا الله است اما مذہب اصح همانست که لا مؤثر فی الوجود إلا الله و صوفیه چنانچه فعل و قدرت را منسوب بحق می کنند - باقی صفات سبعة را مثل علم و سمع و بصر و حیات و کلام نیز منسوب بحق میکنند و می گویند لا مؤثر إلا الله بالجمله توحید حاصل می باید کرد اگر آن عکس یا عکس معلوم نشود و در قیامت مواخذه خواهند کرد و هر چند ازین توحید خاص نخواهند پرسید و آنچه تکلیف بآن کرده اند معنی لا معبود إلا الله است اما چون اخلاص تمام بی این توحید که مقرر صوفیه است پیدائی شود و لا الله الا الله الخالص ضرورت این توحید حاصل میباید کرد تا اخلاص پیدا شود - و وصل - روزی مقامات شیخ حسین خوارزمی قدس سره مطالعه میکردند تعریف شیخ خلیل الله که یکی از خلفائے شیخ بود بسیار کردند و فرمودند حسب جاه از دبر طرث شده بود باین تقریب فرمودند که جاه و جاه است یکی جاه عند الناس که از بقایائے نفس است آن خود بطور این طائفه شرک است و جاه عند الله که از بقایائے روح است و آنکه گفته اند که اخیر ما یخرج من رؤس الصّٰدِیقَیْنِ حُبُّ الْجَاهِ مراد قسم ثانی است از و این جاه بر طرف شده بود - چنانچه چند تن از مریدان که هم در طریقه ایشان استعداد شیخی پیدا کرده بودند نزدیک مزار او می بودند و خلوت می بر آوردند و هرگز جای نرفتند و شیخی نکردند و این از آثار آن نظر است و ایضا هم درین مقامات مذکور است که یکی از صوفیان شیخ را قدس سره حالی پیش آمده بود و شیخ عرض نمود داشت که من خود را در صحرائے نورانی بحق سبحانه حاضر میبایم و در وقت که

بایاران نشسته ام ازین غایت و در آن صحرای حاضر شیخ او را اشارتی داده فرمودند که خلوت در آنجمن که در
سلسله عالیہ نقشبندیہ میگویند این است حضرت ایشان فرمودند که خلوت در آنجمن که درین سلسله مشهور است
چیزی دیگر است و این چیزی است که مبتدیان این طریقہ را در دوسه روز و دسے می نمایند یعنی سخن از
استقامت شیخ نورالدین رفت و این شیخ نورالدین از مشاییر علمای پنجاب است و بسیار از مردم آن
صوب با و مرید اند. فرمودند که او بصدد بعیت سالکی رسیده بود و بغایت ضعیف شده اما فو اقل بسیار
می گذارد و شبها اجیار میکرد و در عمل کوشش بلیغ داشت. گویند شی سال پہلوی خود بر زمین ننهاد
بود. از حاضران شخصی عرض داشت که هرگز از ایشان حقائق و معارف شنیده نمی شد. فرمودند آدمی
بشرائع مامور است نه بحقائق و معارف و آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم هیچ کس تکلیف بمعارف صوفیہ
نمی کردند همیشه تلقین شریعت می کردند و چه عظیم سعادت است که کسی بر متابعت مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بود و در عمل کوشیده باشد و نیز فرمودند که معرفت را اقسام و مراتب
بسیار است. اگر از حقائق و معارف نصیبی وافر داشته باشد بهتر و خوبتر اصل کار بر شریعت بودن است
میفرمودند که توحید سالم آنست که نقائص را بیقین خود که انابر سر او می افتد اضافت کنی و از استعداد
او شماری و کمالات را بحضرت اطلاق راجع داری هر چند که معتقد لا مَوْجُودِ إِلَّا اللَّهُ باشی. شخصی
از حاضران سوال کرد که آنکه شیخ ابوعلی فارمدی قدس سره فرموده است که میتوانی که سالک متخلق شود
بجميع اسماء و صفات الهی و هموز و اصل نباشد بآن سخن مشهور تناقض دارد که تخلق باخلاق الهی بعد از
وصول حاصل میشود. فرمودند که در کلام ایشان لفظ تواند واقع شده پس میتواند که بعضی را در زمان سیر
الی اللہ پیش از وصول نیز دست دهد اما اکثر آنست که بعد از وصول بمقام سیر فی اللہ حاصل شود.
لیکن اگر کسی اصلاح ساز و تخلق قبل از وصول را تخلق گوید و بعد از وصول را تحقق مناسب است.

چهار تنبیه سیر دهم فی القدر مذکور

سعادت زمین بوسه دسے و او سخن در تعدد پیر افتاد بر لفظ مبارک را اندند که پیر سید است
پیر خرقه و پیر تعلیم ذکر و پیر صحبت پوشیده نمائند که پیر خرقه آنست که خرقه ارادت از او پوشیده باشند و

از کسے کہ خرقة تبرک و اجازت یافتہ باشند۔ در اصطلاح این طائفہ اور اپیر خرقة نگونید و پیر تعلیم ذکر ظاہر است۔ و پیر صحبت آنکہ با وصیت داشته و از صحبت او منافع و ترقیات حاصل کرده باشند ہمدین محل فرمودند کہ در سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ در ہندوستان مدار بر خرقة است پیر مطلق با اصطلاح اہل این سلاسل پیر خرقة را گویند و لہذا تعد و پیر را قبول نہ داند و پیر تعلیم و صحبت را مرشد گویند موافق این سخن بزرگی را نام برده فرمودند کہ در رسائل خود نوشتہ کہ تعد و پیر خرقة مکروہ است و ہم چنین پیر تعلیم اما پیر صحبت می تواند کہ متعدد باشد بشرط اجازت پیر اول یا فوت صحبت او۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ آنکے پیر خرقة متعددی باشد اما پیر تعلیم بچو پیر صحبت متعددی باشد و معمول سالکان است و فرمودند کہ در سلاسل خرقة را معنعن از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اسناد می کنند و ذکر معنعن بیان نہ کردہ اند۔ اما در سلسلہ نقشبندیہ و کبرویہ ذکر معنعن از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم رسد است از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الی یومنا ہذا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریں محل یکی از حاضران سوال کرد کہ آنکہ میگویند کہ در سلسلہ عالیہ نقشبندیہ طریقہ رابطہ از حضرت صدیق اکبر و طریقہ ذکر از حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما رسیدہ چون است۔ فرمودند ذکرے کہ دریں سلسلہ است کہ آنرا اوقات عددی خوانند بطریقہ معبود مثل حبس نفس و ضم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوے از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معنعن رسیدہ است و طریق صحبت نیز از ایشان رسیدہ چو کہ ایشان در سفر و حضر بان سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ می بودند و آنہ را صحبت می گرفتند۔ اصل دین کار صحبت است و رابطہ ظل او بر تقدیر فقدان صحبت صورتی رابطہ کہ صحبت معنوی است اکتفا نمودہ اند۔ ہم دین محل فرمودند کہ اگر کسے از پیر صحبت بد را و صحبت بکمال رسیدہ باشد اورا بہ پیر تعلیم کہ تلقین ذکر از و بگیرد حاجت نبود۔ مثلاً شخصی کہ بمنزل رسید بعد از آن اورا با سپ خریدین حاجت نباشد۔ بعد ازین سخن بتقریبی این نقل بنظر مبارک حضرت ایشان درآمد کہ حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سرہ السامی در تقدیر موص آورده اند کہ گاہ باشد کہ در حال حضور سبب آنکہ از حس غائب شوند۔ بعضی از حقائق امور غیبیہ بر این طائفہ کشف شود آنرا مرکاشفہ خوانند و مرکاشفہ ہرگز کاویب نبود چہ مرکاشفہ عبارت است از تفرد و روح بطالعہ مخیبات و در حال تجرد از غواشی بدن فرمودند کہ این مضمون را حضرت مخدومی از ترجمہ عوارف نقل کرده و تحقیق

آنست که در بعضی مکاشفات که خیال را در آن مدخلی هست نیز خطای می شود اما معلوم یقینی که برادر که بهم می شوند خطا را در آنجا مدخلی نیست - بعد ازین محل شخصی از حاضران عرض کرد که در بعضی علوم یقینی که بطریق الهام معلوم مدر که میشود نیز خطائے یافته میشود و فرمودند سببش آنست که بعضی از مقدمات مسئله خود را که صاحب این دیدنعت یقینی مقرر است بآن علوم ضم کرده است خطا ازاں راه آمده والا خطا را در جاییکه صرف علوم ملهم باشند گنجایش نیست و لهذا علمائے معقولین که احتمال علم معقول می کنند مراعات قوانین منطقیه می نمایند هم خطا در فکر ایشان راه می یابد سرش همانست که مقدمات مقررہ خود را یقینی خیال کرده در آنجا دخل داده اند والا منطق علمی است که رعایت او ذهن را از خطا در فکر نگاه میدارد - اگر صرف احتمال منطق می بود و ضم مقدمات دیگر از پیشش نحو نمی کردند هرگز خطائی نوردند - بعد از اتمام این سخن فرمودند که متوجهان الی اللہ را کشف بیچ و درکار نیست کشف و نوع است کشف دنیوی و آل خود اصلا بکار نمی آید و کشف اخروی و آن در کتاب و سنت مبین شده است و برای عمل کافی است و کشفی بآن برابر نیست -

ایضاً می فرمودند که مشایخ را بر تربیت و ارشاد خلق یکی از این سه چیز باعث می شود - الهام حق سبحانه یا حکم پیر یا شفقت بر خلق - چون خلق را بر ضلالت می بیند دفع ضرر از ایشان می کند - آن ضرر مثل عذاب و دوزخ و احوال قیامت پس بمقتضای شفقت آن است که ترویج شریعت لازم گرفته اینها را بوعظ و نصیحت بحدیث آداب و اقامت شرائع امر بکنند مثل تعلیم و تعلم فقه و حدیث و عمل کردن بموجب آن نه آنکه اینها را واصل سازند - و اصل ساختن شرط شفقت نیست یعنی امری زائد است و شفقت همان قدر کافی است بختم سخن در فضیلت و شرف مشایخ بر یکدیگر افتاد فرمودند شرف صفاتی است نظر بآنکه یکے را در معرفت بیشتر از آن دیگر است یا خوارق این بر خوارق آن فوقیت دارد - اما در ذات جمله برابر اند و این که مردم به یکی بیشتر معتقد شدند فضیلت نیست اعتبار فضیلتی است که نزد حق سبحانه در قرب و معرفت داشته باشند می فرمودند که حاصل این طریقه تربیت انجذاب ایمانی است که دعوت تمامی انبیاء و ائمه و اولاد و اقبح است می فرمودند که نهایت قرب بنده و اتصال نسبت بذات حق زیاده بر آن نیست که دوام آگاهی و آرام که بقا کشد حاصل شود چون این نسبت حاصل شد سالک به حصول

این نسبت مشرف بر مرتبہ ولایت شد و کمال آتے کہ در حصول مقامات و تجلیات اسماء و صفات کہ سالکان طریق دیگر را بہ تفصیل حاصل می شود و دیگر است اما بحصول نسبت قرب و اتصال کہ بذات حق سبحانہ حاصل شد بر مرتبہ ولایت انحصار خواص رسید۔ ایضاً می فرمودند کہ اقل درآمد طالبان این طریقہ در سر حد فناست و معنی اندراج نہایت در بذات کہ گہرائی این سلسلہ عالیہ اشارت بدان کردہ اند این است۔ ایضاً می فرمودند کہ ابتدائے حال بخاطر میرسد کہ بہ تفصیل سلوک کردہ شود چنانچہ اہل سلسلہ کبرویہ میکنند حضرت خواجہ محمد یار صادق سرہ در خواب آمدند و فرمودند کہ حاصل سلوک بتفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود۔ چوں این معنی حاصل شد سلوک بتفصیل کردن تحصیل حاصل است۔ ایضاً می فرمودند کہ ارباب رضا را بلائیت در بلانمی ماند و کہ است در نظر ایشان نیست از ان جهت کہ فعل حق سبحانہ است۔ ایضاً می فرمودند کہ داؤد و یسوی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ معده محل طعام است۔ اگر حلال و روسے افگنی قوت طاعت یابی و اگر بہشت بود راہ حق پوشیدہ کند و اگر حرام باشد معصیت زاید۔ ایضاً کہ شیخ ابوسعید ابن ابی النخیر قدس سرہ براسے میرفت۔ شخصے قفائے بر و بزود۔ شیخ بر قفا نگر لیست۔ آل شخص گفتہ چہ می بینی۔ صوفیے از حق بدان شیخ گفت میدانم کہ از حق است سبحانہ لیکن می بینم تا مظهر این شقاوت کہ شدہ است۔

تذکرہ طبیعت سوم ذی القعد سنہ تسع و الف

دولت زمین بوس بدست آمد سخن در احتیاط لقمہ افتاد۔ فرمودند کہ تنہا بر قلبیت لقمہ اکتفا نباید کرد۔ باید کہ ہیزم و آب و ظروف ہم از وجہ حلال باشد و پزندہ طعام آگاہ بحق سبحانہ و در وقت خوردن از سر حضور و آگاہی بکار بوند کہ از لقمہ بے احتیاط و دوسے می خیزد کہ مجاری فیض مے بندد و ارواح طیبہ کہ بر تو فیض اند مقابل قلب منی شوند۔ ہمدین محل فرمودند کہ ضعیف و ماغالی را باید کہ طعام مے ملائم طبع و مقوی دماغ باشد بخورد مثلاً اگر ضعیف و ماغی نان جو غذا کند۔ البتہ یوستی بدماغ اوراہ باید و راہ فیض بر بند و موافق این سخن فرمودند کہ یک فیض خاصی ہست کہ بدماغ میرسد

در وقتیکہ یوستے بدماغ رفت آن فیض نمی رسد۔ لاجرم احتیاط باید کرد کہ طعمے کہ ملائم طبع نباشد خورد و روزہ ہائے زائد بخورد لازم نگیرد کہ موجب ضعف دماغ شود خصوصاً اہل کشف را احتیاط ببلوغ در تقویت دماغ باید کرد کہ اکثرے یوست دماغ موجب غلط و کشف میشود۔ ہدیین محل شخصے در خدمت حضرت ایشان نقل کرد کہ فلا نے میگفتہ است و نام یکے از اکابر وقت را گرفت کہ حضرت ایشان طالبان خود را از اعتقادے کہ بہ پیران سابق دارند بری می فرمایند و افادہ را موقوف بآن می دارند فرمودند کہ این چنین نیست لیکن چون در بعضے از طالبان تند بزیے میبایم اشارتے بیک رویہ شدن آنها می کنم و ازین باب در کتب قوم بسیار یافتہ می شود۔ چنانچہ یکی گفتہ است کہ ہر کہ یکجا ہمہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیچ جا و دیگرے گفتہ یک در گیر محکم گیر۔ دیگرے گفتہ تو حید مطلب شرط راہ است و ہم برین قیاس پس چوں حقیقت کار چنین باشد و آنچه حق است بآہنا تکویم آوارہ شان گزارم آنها کہ پیش من می آیند برائے استفادہ می آیند نہ برائے امرے دیگر۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقادے کہ ما باہل این سلاسل داریم همانا کہ اشارت بسلسلہ حشیدیہ قادریہ و سہروردیہ کردند دیگران کجا دارند خصوصاً عامۃ اہل ہند کہ اعتقاد این ہا نزد یک بشرک چیزے است۔ ما اہل این سلاسل را فانی فی اللہ می دانیم و این مردم موثر مستقل اعتقاد می کنند۔ نختے سخن در بیان این حدیث قدسی اُفتاد کہ اَخَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدٍ مِّنْ بَنِي فِرْعَوْنَ وَكَانَ تَعَالَى اشْکُوکًا باید بود و بہ نفس خود بدگمان و خائف مشائخ را اختلاف است درین کہ غالب حال بندہ مومن رَجَا باید یا خوف بعضے گفتہ اند و پیری رَجَا و جوانی خوف و تحقیق آنست کہ ہمیشہ رَجَا باید کہ غالب باشد تَمَّ حَدِيثُ اِنْ ذَكَرْنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَاِنْ ذَكَرْنِي فِي مَلَاهِ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَايْ خَيْرٍ مِنْهُ یعنی فی ملائکہ فرمودند کہ خیریت ملائہ در صورتے کہ ذکر بندہ مرحق را سبحانہ در ملائکہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم باشند نہ باعتبار آنست کہ رُسُل ملک افضل باشند۔ از

خود صلی اللہ علیہ وسلم باشند۔ اگرچہ در کتاب لفظ (باشد) است۔ چنانچہ اینجا نوشته است لیکن مقتضائے کلام دلالت می کند کہ لفظ (نہ باشد) باید کہ بود زیرا کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین سید الانبیاء والمرسلین افضل الملائق اجمعین اندر ہیچ ملائکہ ایشان افضل نمی تواند شد جبریل و میکائیل کہ سرکردہ ملائکہ عالی قدر اند از و زردے حضرت ایشان اند۔

فاہم و کامل ابو الحسن زید فاروقی

رسل بشر و حال آنکه مذہب اہل تحقیق آنست کہ رسل بشر افضل است از رسل ملک بل باعتبار آنست کہ وجود روحانی آل سرور کہ در ملا اعلیٰ است ذکر حق سبحانہ بندہ را در ان ملا باشد یا خیریت ملا باعتبار آل باشد کہ جماعتی از فرشتگان اند کہ آن ہامہ کیمن گویند و آنہا افضل اند از رسل بشر و ذکر حق سبحانہ بندہ را در ان ملا باشد۔

دو شنبہ بیست و نهم ذی القعدہ تسع و الف

سعادت زمین بوس حاصل شد سخن در ترقی بعد الموت افتاد فرمودند کہ شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ اگر کسی بہ نیت صحیح و اعتقاد درست در راہ حق سبحانہ در آید و آداب شریعت کما حقہ بجا آرد و او را از اذواق و مواجید این طائفہ در حین حیات نصیب نہ باشد البتہ بعد از موت احوال و اذواق این طائفہ اش بدہند حضرت ایشاں سلمہ اللہ تعالیٰ و البقاہ پارہ تامل کردند و فرمودند ملک این چنینی کس را ہم درین عالم وقت احتضار باین دولتش مشرف سازند۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقاد درست و رعایت احکام شریعت و اخلاص و دوام توجہ بجناب حق سبحانہ بزرگترین دولتست ہست ہیچ ذوق و وجدانی بہ این برابریست۔ این باید کہ داشتہ باشی و گوییم ہیچ چیز کو مباحش۔

شنبہ سہم ذی القعدہ نہ مذکور

بمجلس عالی بار یافت۔ از حاضران شخصی سوال کرد کہ نسبت حضرات خواجگان قدس اللہ امرار ہم خود قدیم است چیزے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الحاق کردہ باشند۔ کدام است کہ این سلسلہ بہ نقشبندیہ مشہور شد۔ فرمودند بعضی تعلیمات و کیفیات الحاق کردہ اند چنانچہ حضرت خواجہ احمد قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ اند کہ خاتم این نسبت بر وجہ کمال ایشان بودند خاتم آنست کہ بجا اتمام ختم میکند و خود ہم فرمودہ اند کہ من اختیار طریقہ کردم کہ البتہ موصل باشد۔ و آل طریقہ محبت و انجذاب است بطریق مخصوص کہ درین طریقہ معمول است بعد ازین سخن فرمودند

کہ طریقہ انجذاب و محبت البتہ موصل است و او را روئے جز بسوئے ذات نیست بخلاف طرق دیگر کہ روئے بجانب الوازیز دارند۔ لاجرم بعضے بہمان الواز بازمی مانند و این انجذاب و محبت در جمیع این سلسلہ عالیہ تربیت بہمان انجذاب می کنند۔ می فرمودند کہ رویت بالبصر موعود است۔ در حشر ازینجا ہمیدہ می شود کہ رویت بالقلب و برین نشاء باشد و تحقیق آنست کہ رویت بالقلب نیز چنانچہ رویت بالبصر موعود است چہ رویت انکشاف تام است و تماروح متعلق این بدن است انکشاف تام صورت نمی بندد۔ ہر چند بے تعلق گردد و لا اقل علاقہ حیات باقی خواهد ماند اگر چند بصرافت اصلی مانند تعلیقہ مانی خود باقی است۔ لختے سخن در وحدت وجود و اختلاف شیخ علاؤالدولہ سمنانی با شیخ محی الدین عربی رضی اللہ عنہما افتاد بر لفظ مبارک رانند کہ نزاع این دو عزیز را کہ در اطلاق حق دارند۔ فضلائے کہ بہر دو ایشان معتقد بودند۔ لفظی داشته اند و چنین تحریر یہ کہ وہ اند کہ شیخ محی الدین وجود حق را سبحانہ مطلق گفتہ است و شیخ علاؤالدولہ ازین اطلاق مطلق بشرط لاشے ہمیدہ طعن و تخطیہ کردہ است۔ اما مراد شیخ این نیست۔ بل مراد شیخ ازین اطلاق مطلق لا بشرط شے است و معتقد شیخ علاؤالدولہ ہم ہمین است پس نزاع در لفظ است نہ در معنی ہم درین محل فرمودند رفع نزاع نمی شود تا آنکہ شیخ علاؤالدولہ قائل نشود کہ موجودات خارجی جزوہ علم وجودی ندارند و صور علم بہ اعتبار او شیونہ ذات است۔ روزے میاں شیخ احمد سرہندی را کہ از اجلہ اصحاب حضرت ایشانند، بسر نہرخصت میگردند ایشان را مخاطب ساختہ در اخفائے نسبت فرمودند کہ بعد از نماز بامداد تا اشراق بر مصلابہ نشینید۔ اما حلقہ نکنید و بعد از ان از علوم دینی دو درس بگوئید لیکن وقت طالب علمی در میان نباشد و اکثر اوقات تصحیح کتب و مطالعہ و پیش داشتہ باشید و اگر سخن گوئید بطور علمہا گوئید نہ بطور صوفیہ و اگر احیاناً بطور صوفیہ گفتہ شود با علاقہ بگوئید کہ جزو مخاطب و گیرے نہ فہم و از انجا چیزے فرانگیرد کہ موجب ذلت او گردد و مجلس سکوت را منحصر در میان تہجد و بامداد دارید۔ ہم درین محل فرمودند کہ راہ افادہ و استفادہ جنسیت و مناسبت است نہ خوارق و تصرفات مستفید بقدر مناسبتے کہ بمفید دارد معتقد کمال اومی شود و استفادہ میکند و بمقدار جنسیت خوارق و تصرفات او مشاہدہ میکند۔ بمقدار جنسیت ہاں می گرد و مثلاً اگر بر کسے اعتقاد عرفان دارد یا کسی را محبت حق سبحانہ میداند۔ البتہ نشاء عرفانی در باطن او پرتوے از نسبت جی و راستہ اوش بہست۔ اگر ظاہر نباشد پوشیدہ خواهد بود

ہم برین قیاس از اوصاف ذمیمہ چنانچہ بت پرست مثلاً بمقدار مناسبتی کہ دل اور اباں سنگست
 کمالات آن سنگ رومی دریا بد و جذب منافع از راه جنسیت از آن سنگ میکند و تاجیست و
 مناست بنہمانہ باشد۔ راہ افادہ و استفادہ مسدود است۔ چنانچہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم چنداں
 تصرفات در کار ابوطالب کردند و معجزات نمودند۔ باوجود آنکہ از ابتدا طفولیت خوارق و معجزات
 آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ بود۔ اما چوں مناسبت مفقود بود فائدہ نداشت۔ چنانچہ کلام مجید
 بدان ناطق است إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
 و مولوی رومی فرماید

موجب ایمان نباشد معجزات
 موجب ایمان نباشد معجزات
 بوی جنسیت کند جذب صفات
 بوی جنسیت پئے دل بدون است

جمعه سیزدہم ذی الحجہ نہ مذکور

سعادت حضور بدست آمد چوں ایں فقیر را دیدند تقسیم کناں فرمودند کہ برائے سخن
 شنیدن آمدہ ہم و ریں محل از حاضران شخصے را مخاطب ساختہ فرمودند کہ ابو عبد اللہ مروزی
 ہر جاسخن مشائخ می شنید۔ بہ یکے می گفت کہ ایں را برائے من بنویس۔ چنانچہ از سخنان ایں
 طاقتہ مجلدی جمع کردہ بود و باغ و میداشت۔ روزے برب آبے طہارت می کرد۔ ناگاہ آن
 مجلد در آب افتاد۔ وے گوید کہ من ازیں معنی سخت متالم شدم و دیرین تالم و تاسف می بودم کہ
 شبے سہل عبد اللہ تستری را بخواب دیدم کہ بمن گفت کہ عمل بمقتضائے سخنان ایشان باید کرد۔
 نوشتن ہیچ نیست زمانے بریں بگذشت کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم در آن خواب
 ظاہر شدند و بمن خطاب کردہ فرمودند کہ بایں صدیق یعنی سہل تستری بگوئے کہ سخنان ایشان
 نوشتن اثر محبت ایشان است و محبت ایشان عین مقصود۔ لختے سخن و رسام نغمہ افتاد و شخصے ایں
 مصرع خواند کہ شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گفتہ۔ مصرعہ

کہ ایں حظ نفس است و آن قوت روح

یعنی دیدن حسن حظ نفس و سماع نعمه قوت روح فرمودند که هر دو از یک عالم است اگر حظ نفس است یا قوت روح در هر دو مندرج است در نعم قاصر راقم عفی اللہ عنہا می رسد که گرفتار نفس را از هر دو حظ نفس حاصل است و ربانی یافته از قید نفس را از هر دو قوت روح نزد جماعتی که سماع نعمه را سماع گفته اند

دوشنبه شانزدهم ذی الحجه سنه مذکور

بجلس عالی باریافت شخصی به یکے دعوائی داشت ظاهر از تنگ بحضور قاضی نمی رفت فرمودند که قاضی نائب شرع است هرگاه مناقشه در میان آید و این کس تابع شرع است او را ناگزیر پیش قاضی باید رفت مناسب این محض حکایت کردند که در عهد حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ شخصی بحضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و عوئے داشت طریق بحضور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آمدند حضرت عمر بحضرت علی رضی اللہ عنہما گفتند یا ابا الحسن بخشم برابر نشین تا قضیه شمایاں بشنوم حضرت امیر المومنین علی را کرم اللہ وجہہ این سخن گراں آمد گفتند که تو بکنیت خود از من دعوی خود را پیش تو تقریر نمی کنم - بالستی گفت یا علی بخشم برابر نشین تا شانی من لایق نمی شود برابر می محقق می گشت هم درین محل فرمودند که بحضور حضرت مخدوم مولانا خواجگی قدس سره در آمدند و کس در میان هم دعوی داشتند و ایشان بر آن واقف بودند چوں بقاضی رجوع کردند قاضی از ایشان شهادت طلبید ایشان بطرفی که حق بود شهادت نوشتند طرف دیگر گفتند که تا ایشان سوگند نخورند ما این شهادت را قبول نمی کنیم ایشان فرمودند سوگند بر استی خوردن مشروع است و در امر مشروع چو توقف روا نخواهم داشت

دوشنبه هفدهم شهر ذی الحجه سنه هزار و نه

بجلس عالی باریافت این فقیر را مخاطب ساخته فرمودند هرگاه شمار ای بیستم بخاطر میرسد

کہ برائے سخن شنیدن آئندہ ایذیج کاری کنید۔ چیزے نیست سعی بکنید کہ کار پیش رود۔ تا انشا این
 نوع سخنان صادر شود۔ مانع و بصیرت کسے نہویم۔ این سخنان از کہ شنیدیم ہم درین
 محل سخن از طریق سلف رضی اللہ عنہم رفت۔ بر لفظ مبارک را ندند کہ طریق سلف آن بود کہ اول
 بہ تزکیہ نفس و تحصیل مقامات مشغول می شدند۔ چون موانع قرب الہی کہ خواطر و ہوا جس است
 بہ تزکیہ برطرف می شد۔ بقدر تزکیہ نور ایمانی قوت می یافت تا بجائے می رسیدند کہ جز حق سبحانہ
 پیش بصیرت ایشان نمی ماند و جمیع افعال و اوصاف را از وی دیدند و صور و اجسام در رنگ
 سرسبے می نمود۔ مظاہر را مخلوق و معدوم می یافتند و توحید صوری بعضہا را بعد از فرو آمدن
 حاصل می شد و بعضہا را نہ۔ فرمودند کہ طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ سرہ ہم ہاں طریقہ سلف
 است لیکن ابتدا بہ تحصیل مقامات مقید نمی شوند و آنہا را کہ از راہ توحید صوری می روند خطر بسیار است
 ہم درین محل فرمودند۔ می تواند کہ شخصے بحضرت حق سبحانہ اقرب باشد یعنی استہلاک و اضمحلال داشته
 باشد و اکرم نباشد۔ چنانچہ شخصے باشد کہ تحصیل مقامات کردہ است و نتیجہ مقامات را کہ استہلاک
 اضمحلال است درین عالم نیافتہ این اکرم است نزد حق سبحانہ و کہ میران اکرمکم
 عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰی کُمْ ناطق باین است یعنی سخن در ولایت و ولایت بالکسر الواو و
 فتحہا رفت۔ فرمودند کہ ولایت بالفتح قرب بندہ را گویند کہ بحق سبحانہ وارد و بالکسر آن معنی را
 کہ موجب قبول خلق می شود و اہل عالم بدان میگرددند۔ این بکونیات تعلق وارد و خواص و تصرفات
 داخل قسم ثانی است۔ شخصے از حاضران سوالی کرد کہ بر کاتے کہ مستعدان میرسد اثر کدام قسم است
 ازین قسم۔ فرمودند کہ از ولایت بالفتح است۔ بعد ازین سخن سر استفادہ بیان فرمودند کہ ہر گاہ آئینہ
 طالب مجاہزی آئینہ مرشدی شود۔ ہر چہ در آن آئینہ است بقدر مناسبت پر تو سے اندازد
 ہم درین محل فرمودند کہ می تواند بود کہ شخصے را از ہر دو خطے وافر نصیب باشد و شخصے را یکی
 حاصل باشد و آن دیگر نباشد۔ یا یکے بیشتر باشد و آن دیگر کمتر و مشارخ نقشبندیہ رضوان اللہ
 علیہم اجمعین ولایت ایشان بر ولایت بالکسر ہمیشہ غالب بودہ است۔ ہم درین محل فرمودند
 کہ اگر مقتداے ازین عالم انتقال می کند ولایت بکسر و او را بہ یکے از مخلصان خود می گزارد
 و ولایت بالفتح را بان خود می برد و گاہے حکم زلتی ولایت بالکسر را اولی باذن می ستانند۔ چنانچہ

شیخ ابن الفارض می نویسد کہ پیر تقی الے بود چون وقت فوتش رسید بن وصیت کرد کہ بعد از مردن من جنازه مرا بر فلاں کوه نهاده منتظر باشی کہ شخصی خواهد آمد و بر من نماز گزارد یا و اقتدا کن همچنان کردم۔ شخصی از بالائے آن کوه در رنگ مرغی بسرعت فرود آمد کہ او را مردم در بازار هاسیے میزدند و اندیش دکان های خود می راندند۔ او بر جنازه اش شروع در نماز کرد و حالانکہ مرغان سبز و سفید از زمین تا آسمان پر بسته بودند و تسبیح می گفتند۔ چون از نماز فارغ شدیم مرغی عظیم الخلق بیامد و جنازه آن بقال را فرو برد و بوا اندر شد و از نظر پوشیده گشت۔ من از مشاہدہ این حال سخت متعجب شدم۔ آن مرد گفت چه جائے تعجب است نشنیده کہ ارواح شہداء در جوف طیر خضر می باشد و بجانب آن بقال اشارت کرد کہ او از این طائفہ است و من ہم از این طائفہ بودم اما بموجب زلتی کہ از من بوقوع آمد مرا از این مقام بر آورده اند و قبول خلق را از من باز گرفته می فرمودند کہ معاملہ بر ذرخ و حشر خوش معاملہ دور و درازے است پاره تامل کرده فرمودند سعادتے برایہ بہ این نیست کہ کسی را انس بحضرت حق سبحانہ حاصل شود۔ بعد از این کہ دوام انس حاصل شد ہیچ انتظار سے نمی باشد۔ ایضاً می فرمودند سبحان اللہ آدمی مامور باخلاص و محبت است و خاصیت محبت سوختن غیر خود است۔ با این ہم چندین تکالیف شرعیہ بر و نهاده اند ہم درین محل سخن در علو شان مرتبہ بندگی و رتبہ اہل انقیاد و خاصیت عبودیت و انقیاد و ضعف نفوس انسانی افتاد و بنوعی ادا فرمودند کہ تفصیل آن بہ یاد ناقل نماند۔ ایضاً می فرمودند وجود آدمی ہفت طبقہ است از رُوح و قلب و سر و غیر ہا و ہر علمے کہ طبقہ اول را حاصل شد ہر یک از طبقہ ثانی و ثالث تا طبقہ ہفتم بر خود بند و لهذا تعدد باین مراتب در نظر عامہ مخفی است و علم ہر یک را جدا نمی توانند کرد و بر اہل کمال آن مراتب واضح و ممیز است و علم ہر مرتبہ را جدا جدا نمی دانند ہم درین محل فرمودند کار باند کرد و خواہ مراتب تفصیل معلوم شود یا نہ۔ روزے حضرت ایشان در مسجد جماعت گریستند و گریہ در غیر خلوت از آنحضرت کم بظہور می رسید۔ عزیزے از مستفیدان حاضر بود و تعجب شدہ از قرب نسبت و عزتے کہ داشت بہر این گریہ پرسید فرمودند کہ در نماز رُوح عروج کرد کہ نہایت برسد این معنی عییش نہ شد باز گشت و در بدن آمدہ چرخے زو ظاہر ادین صورت گریہ بہت دریافت بے نہایتی مطلب یا سترے دیگر باشد کہ در ادراک نویسنده نمی آید و این بیت اکثری خوانند۔

چہ تو اں کرو کہ دیو اے غم افتاد بلند
ایں بنائے است کہ آں خانہ برانداز نہاد

یک شنبہ ستم ماہ شوال سنہ عشر و الف

در سک بار یا فنگال حضرت عالی در آمد سخن در اہل اللہ رفت۔ فرمودند کہ اہل اللہ سہ فرقہ اند۔
عباد و صوفیہ و ملائمہ۔ اما عباد جماعتی اند کہ بصورت عبادت اکتفا کرده اند و بعد از فرائض و سنن
بنوافل عبادات و خیرات قیام دارند حتی کہ چیزے از خیرات خواهند کہ فرو نگذارند و از اذواق و مواجید
صوفیہ بہرہ مند نباشند و ہر کہ از عباد باذواق و مواجید صوفیہ بہرہ مند شد داخل صوفیہ گشت و از مرتبہ خود
برآمد و صوفیہ فرقہ باشند کہ مواجید و اذواق بہرہ مندند و خوارق و کرامات خود را از نظر خلق نمی پوشند
نظر ایشان در جمیع امور بر حق است سبحانہ و خلق را ظهور حق می دانند و دریں فرقہ بالجلہ دعوتے و عنوانے
ماندہ است و ملائمہ طائفہ اند کہ در کسوت عوام اند و از عوام ہیچ تمیزے ندارند و اقتضای در ظاہر بر
فرائض و سنن متوکلہ کردہ اند۔ در رعایت معنی اخلاص می پوشند و خود را با ظہار خوارق علم نمی سازند و ظاہر
نمی کنند اتبلع و دریں امر حضرت حق سبحانہ کردہ اند۔ چون دانستہ اند کہ این نشان محل ظهور نیست و حضرت
حق سبحانہ خود را از نظر عامہ پوشیدہ است۔ ایشان نیز خود را از نظر خلق می پوشند و لهذا اکثرے از مردم
آنها را مثل خود خیال می کنند و این جماعت بالکلیہ از دعوت رستہ اند و دعوتے درینہا ماندہ و
بہ نہایت مقام عبودیت رسیدہ اند و شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ سر این جماعت حضرت رسالت
راصلی اللہ علیہ وسلم داشتہ و از اصحاب حضرت صدیق اکبر و سلمان فارسی را و از مشائخ بایزید
بسطامی و ابوسعید خرازی و ابوالمسعود و خودش را اما از دیگران ساکت است نفی آنها نکردہ و روش
شیخ آنست کہ ہر چہ در کشفش در وقت مخصوص آمدہ می نویسد و فرقہ از ملائمہ کہ خود را بر خلق بعنوان
ملا مت ظاہر کنند و تمکب بشریعت کردہ بعضے چیز ہا را کہ نظر بظاہر ممنوع است پیش مردم مرتکب
شوند مثل آنکہ در سفر روزہ رمضان را در بازار بخورند تا در نظر خلق بے اعتبار باشند۔ آنها در رتبہ و
مرتبہ فرو و صوفیہ اند و خلق از نظر آنها ساقط نشدہ است۔ نختے سخن در نغمہ رفت۔ فرمودند کہ فقہا
آنها نکردہ میدانند و بعضے مشائخ آنرا مباح داشتہ اما مبتدی را اہل آن نباید دانند و آں ہائے کہ

کہ بسماع نغمہ قائل اند حکمت دین آئست کہ در وقت استماع نغمہ طبیعت ساکن و بر جائے خود می باشد۔ لاجرم رُوح در ادراک معانی بیشتر می رسد محبوب آنها معانی است و نغمہ را مثل زلیوہ آن می دانند و الّا به نفس نغمہ مبتلا نیستند و در ملفوظات حضرت شیخ نظام الدین اولیاء مسطور است کہ از شرائط استماع نغمہ یکے آئست کہ بر مستمع محبت حق سبحانہ غالب باید۔ ہم درین محل بندہ در گاہ عرضہ داشت کہ محبت حق سبحانہ را چه علامت است۔ فرمودند اتباع تمام آن سرور علیہ افضل الصلوات و اعلیٰ التحیات عرضہ کردہ شد کہ می تواند کہ صاحب اتباع را مطلب بہشت یا رستن از عذاب و ذرخ باشد۔ فرمودند این چنین کس صاحب اتباع تام نیست و او را از اہل اللہ نمی توان شمرد۔ اتباع ظاہر ظاہر است و اتباع باطن آنکہ در باطنش جزو حق سبحانہ مطلبہ نباشد۔

جمعه نوزدہم شریع الاول سنہ عشر و الف

دولت زین بوس رُوسے واد سخن در فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم افتاد۔ بلفظ مبارک را ندند۔ کہ صحابہ کرام ہر چہ را علی الترتیب اقطاب مطلق بودند و علت در آنکہ فضائل از حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بیشتر منتشر شد آئست کہ در زمان خلافت بنو امیہ خوارج بسیار شدند۔ سلف محتاج بیشتر فضائل اہل بیت شدند۔ ازین جهت فضائل ایشان بیشتر در کتب ماند۔ نختہ سخن در تصرف و خوارق افتاد۔ فرمودند کہ خوارق در زمان اصحاب این قدر نبود کہ بعد ازین پیدا شد۔ چہ لازم نہایت کمال آن است کہ از دست منتهی تصرف نمی آید مگر بحکم الہی و لہذا از پیغمبران بخواست آن ہا ظاہر می شد و از بعضی ہا بمقتضائے وقت کہ کفار با نکار بر میخواستند معجزہ بہ ظهور میرسید بے تصرف و خواہش ہم درین محل سخن در انکار مشایخ رفت۔ فرمودند کہ اولیاء از کبار محفوظ نیستند۔ اگر از ایشان چیزے ازین باب ظاہر شود۔ احوال ایشان را حکم بر بطلان کردن بہالت است۔ ملاحظہ باید کرد کہ منزل ایشان کہ دائم یا اکثر و راندند کدام است۔ درین میان احیاناً اگر حکم بشریت چیزے صادر شود ایشان را دران معذور باید داشت ہم درین محل فرمودند کہ اکثر مشایخ را در حین حیات مردم تذلیق گفتہ اند۔ چنانچہ ذوالنون مصری را اما ذوالنون را بعد از موت قبول پیدا آمد چہ از دنیا سفرہ بود۔ اگر

درونیامے بود یعنی بادشاہ یا وزیر بادشاہ ہے بیچ کس باوجود آن انکار کہ در حین حیاتش می کردند قبول نمی کرد و بعد از موت ہم از طعن مردم خلاص نمی شد و این ہمہ اختلاف کہ در اصحاب مانند علیتش همان است کہ بہت منصب خلافت در دنیا بودند و الا چندے از اصحاب کہ کوہ ہا گرفتہ بودند و بوضع فقیر زندگانی کردہ اند بیچ کس از انہا سخن نمی گوید و سخن از اصحاب گفتن داخل دین و ایمان ہم نیست۔ بسیارے از مومنان باشند کہ جز خدا و رسول را نمی دانند و در ایمان آن بیچ شبہ نہ۔

جمعہ دوم جمادی الاولیٰ سنہ مذکور

بمجلس عالی باریافت محرر سطور بحکم بعضے ضرورات شرعیہ استرخا ص مقرر کرد۔ پرسیدند کجاست بیروی نظریہ باز ماندگی و پست ہمتی خود کہ از دولت قرب دوری میگزیدیم و از مجالس انس جدائے می جستم بلب ادب و زبان حسرت عرصہ کردہ شد کہ در بلا۔ انواع شفقت و مہربانی فرمودند و کلمہ چند بیکے از اہل دنیا کہ در اقران خود بخوب کرداری موصوف بود و در سفارش این ہرزہ گرد واری ندامت نوشتند۔ مدتے در بعد مکانی و مہاجرت صوری آن دولت صوری و معنوی باقسام محنت و ندامت بسر بردم۔ دریں مدت عرائض عبودیت آمیز و احوال دل بلاستیز خود مرقوم قلم نیاز مندی رقم می ساختم و بنظر حاضران مجلس گرامی می مداند و بمطالعہ باریافتگان حضرت عالی شرف می یافت روزے عنایت نامہ بندگان حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کہ با مضامین حقائق آمیز و کلمات نصائح انگیز نسخہ سعادت را عنوانے بود رسید۔ بر نظر آن مکتوب کلمہ چند از آثار کلک بدائع نگار حضرت ایشان بنظر تعطش اثر و آرد و حالتے بخشید کہ از حوصلہ کاغذ و قلم بیرون است۔ مجملے از ذوق آن درین مصراع یافتہ میشود مصراع نہادم۔

دوئے بر دوائے دے و از خوشن رفتی

و آن کلمات حقائق آیات این است۔

اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔ ہرچہ نوشتنی بود

در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است۔ زیادہ چہ تو لیسیم بارے فرصت و قوت بلکہ وقت و نفس را غنیمت

شمرده بمقتضائے آن زندگانی می باید کرد۔ درینح که این عاجز گرفتار راقوت کارنمانده و گرنه بتوفیق اللہ درین دوروزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی خود میداشت و زندگانی فدائے این راه می کرد۔ حق تعالی درین اُفتادگی نیز دروے و آشوبے کرامت فرماید کہ کارِ دو جہان خود را در قبضہ اقتدار او نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیام آہن یارب العالمین۔ امید ازاں برادر آنست کہ روئے بر خاک نہد و از برائے حصول ایں آرزوئے فقیر از خدا بخواہد کہ **مُعَاذَ الْغَايِبِ لِلْغَايِبِ** **اَسْرَعَ اجَابَةً** آمدہ است والدعا بر دیدوران حقائق و اہل مذاق ایں طائفہ روشن و پیداست کہ چہ قدر فنا و تعطش و انخار و بے تعلقی و مجرد روی و اسقاط وجود و رضامندی ایں کلمات مفہوم میشود۔ آشنا داند کہ ایں بیگانہ نیست۔

شنبہ یکم صفر سنہ اثنی عشر و الف

سعادت حضور مشرف شد بر لفظ مبارک رانند کہ تا کجا رفتی و چوں بودی و چہ آوردی۔ جواب ایں کلمات اگر چہ بزبان قال چہیں بود کہ تا بسر حد ضلالت رفتم و در تفرقہ بوم و ندامت آوردم اما از ہمیت آن مقام بزبان حال ندامت منوال اکتفا رفت و جز خاموشی جواب بے دیگر و پذیر روئے ندا و مع ذلک در حضور آں بنیای خفایا و دانائے ضمائر زبان حال را گویا ترا از لسان قال دانستہ تحصیل حاصل نہ کردم۔ از نظارہ آں جمال و مطالعہ شکستہ رنگی و اضمحلال و انعکاس اشعہ انوار ذات کہ بر آئینہ پیشانی آں مظهر اسماء و صفات می تافت دیدہ ہوشمندی را خیرگی دستور شد و گریہ شادمانی در جوشش آمد۔ خود را از حضور عالی بگوشتہ کشیدم و سیلاب دیدہ مفارقت دیدہ را سر دادم۔ بحدے کہ اگر یاران بمنع و زجر باز نہی داشتند بساحل صبر اشنا شدن دور می نمود۔

گر کام دل بگریہ میسر شود نہ دوست صد سال می توان بہ تمنّا گریستن
للہ الحمد و الممتی کہ آں گریہ قدری ارژنگ غفلت را کہ بر آئینہ استعداد ایں گرفتار مضیق تعلقات کہ در ایام مہاجرت نشسته بود یک نوع شست و شوی داد و تیرگی صحبت اضداد و غبار ہم نشینی ایں ویونخر و فریب کہ عبارت از نفس امارہ است۔ چوں قدرے فرو نشست خاطر نگران محالست

صودی و استماع سخنان گرامیہ شد۔ اما ازاں جا کہ حضرت ایشان با اشارات غیبہ دریافتہ بودند کہ در بر
 رخ خلق بستہ میبایند بود چه جائے این فقیر کہ اکثرے از مخلصان خواہاں این معنی بودند کہ بدستور
 سابق در آن حضرت تنگ بار گنجایش میداشتند باشند صورت منی بست لاہرم از کلمات حقائق آیات
 بیواسطہ کم استماع افتاد و بعضے ازاں اشارات غیبہ کہ باعث وضع و تجرود و مقتضی کم توجہی بامر ارشاد
 و عدم پیش احوال مترشدان شد این است کہ بنقل صحیح و روایات ثقات مسطورے گمرد۔ حضرت
 ایشان واقعہ نسبت بخود دیدند کہ آخر آن این عبارت بود فَبَقِيتَ وَحِيدًا حَرِيْدًا فَزِيْدًا
 ہم چنین از وقائع دیگر روشن شد کہ منتسبان خود را بہر جائے و بہر وضع مقرر باید فرمود از روی شفقت
 بتاکید فرمودند کہ چون فرمان و مرضی در ترک مشیخت است یا راں مادہ متصدی تربیت خود ندانند و ہر جا
 خواہند در طلب مقصود پونید مگر سہ چہار نفر کہ درین تکلیف داخل نبودند۔ این معنی چون دہائے امیداران
 بغایت شکستہ شد از آنجا کہ وسعت کرم و مہربانی حضرت ایشان بود فرمودند کہ امر منی کم کہ البتہ بود مقصود
 ازین گفتن ابراے ذمہ خود است چہ بعضے ترک تدریس و بعضے ترک تحصیل و بعضے ترک روزگار کردہ
 کردہ بہجت و شدائد فقر قرادادہ بودند و در ایام ترک تصرف بہ یکی از مخلصان توجہ فرمودہ بودند۔
 آخر ظاہر شد کہ مرضی اللہ نبودہ است متفکر شدند کہ مباد این معنی از راہ لطف الہی نباشد۔ بعد از دوسہ
 روز چون محقق شد کہ سر با و عنایات دران مندرج بود ازاں تفکر برآمدند و در جمیع جزئیات از خوردن و
 پوشیدن قولاً و فعلاً ہمچون برگ گلے کہ برہگذر باشند از خلاف مرضی لزاں و بر جادہ رضا و تسلیم چو کہ مستقیم
 مے بودند و این معنی در قرب ایام رحلت قوی تر شدہ بود و پیش از ارتحال پچند گاہ فرمودند کہ چنان دیدہ شد
 کہ کس کلائے از سلسلہ عالیہ نقشبندیہ فوت خواہد شد۔ بعد ازین واقعہ بخاطر شریف رسید کہ جائے در
 نواحی شہر دہلی باند اختیار کرد و ترک اختلاط خلق نمود چون عمر رسید ہما نجا مدفون شد۔ درین باب بعضے از
 مخلصان را استخارہ فرمودند۔ چون اجازت بر انصرام آن ارادہ فہم نشد ترک آن ارادہ فرمودند۔ و
 ازین صریح تر واقعہ دیدند کہ مضمونش این بود کہ برای غرضی کہ شمار آوردہ بودند تمام شد الحال سفر
 باید کہ دونزدیک ایام ارتحال فرمودند کہ طرفہ خواہے دیدہ شد۔ می گویند کہ قطب زمان مرد درین حین
 من قضیدہ نعر بغایت خوبی در مرتبہ خود می خوانم و تعریضات عالی دران مندرج است۔ ہم درین
 محل یا وقت دیگر بہ یکے از مہرمان بتقریب فرمودند کہ قطب زمان دیگر است اما بعضے از صفات کاملہ

ندارد و مابصفت ممد اوئیم۔ الحق صفات حضرت ایشان باتفاق ہمہ آشنایان خصوصاً یارانے کہ اکثر در ملازمت عالی بودند و در ایام سابق مطالعہ آں نسخہ کمالات کرده بہ نہایتی رسیدہ بود کہ بالاتر ازان دریں وقت از کسی متصور نباشد۔

بود آئینہ کہ عکس نور شدید وجود جاوید درو بصورت اصل نمود
عزیزے در ایام کم توہمی ہائے حضرت ایشان بامر ارشاد پرسیدہ کہ باعث بر اختیار این وضع تخر و چسبیت۔ فرمودند ما را مقامے می نمایند چند گاہی انتظار رسیدن بہ آں مقام است۔ بعد ازان فوائد بیاران بیشتر خواهد رسید و الحال ہم آنکہ بامتوجہ اند حضور و غیبت مانتبیت ایشان یکسان است بکار خود باشند غیبت و عدم پیش ممانی ترقیات ایشان نیست لیکن آنکہ مانشیخ و مرشد باشیم و باختیار ما شود از میان برخاستہ است۔ بازان عزیز پرسید کہ لوازم و آثار آں چسبیت و وقت رسیدن بآن چند فرمودند۔ وقت آں بعد از آنکہ عمر ما بہ چهل سال برسد و لوازم آنکہ ہر کہ بنید سجدہ کند۔ چون سن شریف حضرت ایشان بہ چهل رسید رخت اقامت ازین سرانے فانی بستند و بدار الملک باقی خرامش فرمودند۔

دریں حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است
برغم بعضے از مخلصان تعبیر این واقعہ سخن حضرت ایشان است کہ قریب با ایام رحلت می فرمودند کہ دریں ایام ما را از جمیع سلاسل رخصت ہاشد و ہر کس از مسلمانان ہر جا باشد بارشاد است کہ **يُمِيزُ اللَّهُ بَيْنَ يَوْمَيْنِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا** از مافائدہ بہ وے میرسد خواہ دانند یا ندانند واللہ اعلم

بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الآخرہ ۱۰۱۲ھ

باوجود بیماری ہائے مزمنہ و بدینہ کہ نظر بظاہر صحیح می نمودند۔ تپے نیز لاحق شد و این مرض آخر بود ہم دریں مرض می فرمودند کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بخواب آمدند و عنایت بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن بپوشید۔ این واقعہ را فرمودہ تبسم کردند و فرمودند

اگر زندہ مانیم بچیں بکنیم والا کفن ہم پیرا سنی است و قبل این مرض روزے بیکے ازاں واج طاہر
 فرمودند کہ چوں عمر من پهل سال برسد مراد واقعہ عظیم پیش آید و برائے تفہیم دے نزدیک بطریق طبیعت
 آندہ کف دست خود را نمودند و فرمودند کہ این خطے کہ در دست من است علامت آنست اہل خانہ
 باستماع این خبر بنیاد وحشت وحشتی کہ وند۔

فرمودند کہ پهل سال اندک نیست کسی تا پهل سال زندگانی بکنم است۔ باز برائے تسلی خاطر آن
 مردم فرمودند کہ آن خط را وصل ہم کردہ اند و عادت شریف حضرت ایشان آن بود کہ ہر گاہ سخن از علم
 کشف یا خارق عادت می فرمودند بخود نسبت نمی کردند البتہ حوالہ بچیزے می فرمودند۔ چنانچہ در فصل
 آخر مثال ہا نمودہ آید۔ انشاء اللہ تعالیٰ و قبل از این مرض بیک ہفتہ صریح ترانہ میں از انتقال خود خبر
 دادہ بودند و آنچنان بود کہ ولی نعمت ظاہر کہ در عالم اسباب حق سبحانہ مفاتیح اذواق جمعے کثیر از
 بندہ ہائے خود را بدست دے دادہ و اورا بحسب و نسب از سیادت و سخاوت بہرہ مند گردانیدہ
 لَا ذَالَ فِي الْعِزِّ وَالْمَجْدِ كَأَسْمَاءٍ فَرِيدًا اطلب حضور جماعتے کہ وہ بود و داعی نیز داخل آن جماعت
 است۔ عزیزے از قبل محرر عرضہ کہد کہ اورا بعلت مطالبہ بہ لشکر باید رفت فرمودند۔ چند روز جائے
 نزد کہ آخر ہائے بازار ماست و ظاہر کار ما با آخر رسیدہ است و از ما امیدوار منافع باشد و این منع
 باوجود آن قدر بے توجہی در باب مستر شداں داشتند خالی از غرایتے نہ بود۔

شنبہ مقدم جمادی الآخرہ ۱۲۰۱ھ

بطیفیل صحبت حضرت مخدومی ملاذی حاجی شیخ عبدالحق سلمہم اللہ مجلس عالی باریافت۔ فرمودند
 کہ شب گذشتہ اوضار بدن بغایت برہم زدہ شد و حالت نزع بظہور رسید و تا نیم شب اینچنین
 بود اما بغایت آخر آرامے حاصل شد۔ اگر مردن عبارت از این است چہ نعمتی بودہ است کہ اذال
 حال بر آمدن خوش نمی آمد و ہم ویریں بیماری و صیئتے کہ وند این بود کہ در ملکیت یک دو کتاب
 شبہ گوئے بود۔ فرمودند کہ آنہا را البصاحب شان بفرستند۔ ہر چند بہ ہبہ شرعی آنہا مقبوض و مملوک
 بودند و میرانی کہ از حضرت ایشان ماند از نقود یک روپیہ و از اجناس چند کتابے و اسپیہ و فرشی

و طریقہ کہ در مستر شدان معمول است
گر جان من اندر سر و کار تو شود
مهر تو بمراث و ہم خویشاں را

شامِ نخستینہ نسبت و سوم ماہ مذکور

نیمگی صحیح و خورم بُوند چنانچہ عصائے بدست گرفته بیانی فلک فرسائے خود از بجائے
کہ بُوند بجائی دیگر تشریف بُوند و بفرح و شادمانی در خانہ کہ مشرف بہ دریا بود و ہوائے مخالف
در وسرایت داشت نشستند و نماز شام را بہ ایما گزار و ند و پوشش ہا کہ ہمیشہ در ایام
بیماری می بود کم کردند و مثنوی مولوی معنوی با و از بلندی خواندند و با خود زمزمہ داشتند مخلصانے
کہ بہ تہجد خدمت و تیمارداری مخصوص بُوند از مشاہدہ ایں حال متحیر بُوند۔ بعضے از حاضران از
غوامض علوم تحقیق می نمودند شخصی از حاضران پرسید کہ آنچه در قرآن مجید امر بایمان بہ غیب
آوردن شدہ ایں معنی نسبت بہ عامہ مسلمین خواہد بود نہ بہ اہل مشاہدہ یعنی اینہا ایمان بہ مشہود
دارند۔ فرمودند کہ نہ چنین است۔ بل امر بایمان غیب نسبت بعوام و خواص است۔ بیت
ہر خیز نزد تو بیش ازالہ نیست غایت فہم تست واللہ نیست

پاسے اخیر از شب جمعہ ماندہ بود کہ دل حضرت ایشان ضعیف کرد و بے خود شدند بعد
از اندک فرصت با فاقتی کہ متضمن بشاشت و جہ بود بہ کمال قرار و آرام باز آمدند و چشمان
مبارک و اکرم و تکلم از ایں وقت تا قبیل وصال نفرمودند۔ و ایں اوقات سکوت کہ ہمگی آل
دوازده پر بود۔ ہر چند ادویہ مخالف طبع شریعت می مالیدند اصلاً بچہن ابروئے متعرض نشدند
ہمانا اثبات حال رضامری میداشتند۔ چہ قبیل ایں حالت سکوت مخلصے بطریق دل سوزی گفت
سبحان اللہ چندی امراض سابق و لاحق بس نبود کہ سوزش و زدن ہم براں افزود و بزجر منہش
کردند۔ فرمودند حق سبحانہ مالک مالک خود است۔ در ملک خود ہرگونہ تصرفی کہ میخواہد میکند
و گیری را دم زدن نمی رسد و تا ہنگام رحلت از آرام و قرار سے کہ داشتند متغیر نشدند۔ الا از
آوردن طبیب ہند کہ آزار روحانی راہ یافت و صورت کراہتے ظاہر کردند و چینیہ برآوردے

مبارک پیدا آمد و دوائے از جانب طبیب گردانیدند خدمت خواجہ حسام الدین احمد عرض کردند کہ برضائے والدہ حضرت ایشان ایں گستاخی کردہ شد و الا مشرب عالی معلوم است کہ باوردن طبیب ہند و راضی نیستند۔ از استماع ایں سخن چہن ابرو فرام آمد و برضی والدہ راضی شدند۔ وریں وقت یکی از مخلصان بتقریبے نام اللہ العالمین گفت۔ بسعت جانب وے دیدند و سر مبارک را کہ بہ یک قرار گزاشتہ بودند گردانیدند۔ یکی از حاضران گفت دیدید کہ باستماع نام محبوب چہ لبشوق تحرک فرمودند۔ از ایں سخن آب و چشم حقائق بین گردانیدند اما بیرون نہ آمد۔

تثانیہ نسبت پنجم ماہ جمادی الثانیہ سنہ اشع عشر و الف

سعادت حضور حاصل شد و ایں وقت احتضار حضرت ایشان بود از مخلصان ہر کہ مے آمد لوطہ بجانب وے میدیدند بصرف نظریا اغماض عین رخصتش می کردند چوں جامع مسودہ بہ نظر مبارک در آمد خیلگی متوجہ شدند و صرف نظر مدتے بجانب دیگر نکردند۔ بخلاف عادت مکرر مکرر چشم شفقت و مرحمت نگر نیستند۔ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا مِنْ بَرَکَاتِ حُجَّةِ الْاِسْلَامِ حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمد می گریستند بنظر ہائے کہ متضمن وداع باشد بجانب ایشان نگر نیستند و نظرات شفقت و مرحمت بر تفقد حال خیر مال ایشان کردند و بر دوائے حضرت ایشان تلبسے و تعبے چنانچہ عادت شریف وریں امور بود و ظاہری شد یعنی عجب از شہا کہ خود را در دائرہ درویشان می گیرید و طفلان وار وریں معاملہ گریہ می کنید و بعنایت و مرحمت تمام انگشتان دست مبارک در انگشتان ایشان در ہم زوہ خیلے وقت منعقد داشتند و دست بہ سر و دے ایشان کشیدند و در وقت بیماری اخیر ہیچ کدام از اصحاب کرام و رائے ایشان بحضور عالی نبود۔ اگرچہ خدمت میاں شیخ الہ واد نزدیک بودند لیکن از ضعف و بیماری کہ شیخ مذکور را از مشاہدہ ضعف ایشان طاری شدہ بود وریں مدت نتوانستند مجلس عالی حاضر شد۔ شب و روز در ملازمت حضرت ایشان خصوصاً در ایام بیماری غیر از ایشان کسے نبود۔ القصہ چوں جانتگ بود و یاران بنوبت می آمدند۔ باشاہات اعزہ کہ انجا حاضر بودند بیرون آدم حق سبحانہ بطیفیل آن نظرات و بجز متصفائی آن اوقات ایں آوارہ وادی

ناکامی و بازیچہ طبیعت و خامی را از سوئے خاتمہ نگاہ دارد و این زلات و جہانم را کہ از ہم نشینی این آدمی
خانہ پرورد و غول نمر و فریب کہ نفس و شیطان سر بر میزند سدر راہ وصول بگردانادیمند و بودہ - تمامی قصہ
آنکہ پاسے از روز شنبہ باقی ماندہ بود کہ مذکور اسم ذات بطریق جہر مشغول شدند بعد از دو شبہ گھڑی ہمیں
شیمہ کریمہ بخوار رحمت حق پیوستند و بعالم قدس ممکن فرمودند مثنوی

دین صندل سر آئے آبنوسی گئے ماتم بود گا ہے عروسی
جو بہر شادی و غم جائے رو بند بجائے سر بجائے پائے کو بند

رباعی

کہ گفت کہ آن مایہ امید برود کہ گفت کہ آن دولت جاوید برود
آن دشمن خورشید بر آمد بر بام پوشیدہ چشم و گفت خورشید برود
اکنون اندکے از اطوار حضرت ایشان نسبت لعموم خلافت و تربیت بمسترشان در و فصل
بوجہ اختصار تمام کنم۔

فصل اول در بیان بعضی از اطوار حضرت ایشان

طریقہ حضرت ایشان بخلق اللہ این بود کہ ہر گاہ شخصی بملازمت گرامی می آمد خود را بطور او
می گذاشتند و بانازہ عزت او بندل جاہ می فرمودند و تعظیم علماء و سادات بسیار می کردند و اکثر ساکت می
بودند مگر برائے استمالت خاطر زانہ نادیر بربو سخن شے ہماں قدر کہ در معرض جواب کافی می بود تکلم می فرمودند
مگر وقتیکہ سخن در تصوف و وحدت وجود و محل اختلاف می افتاد خیلیک منقہ می کرد و نہ چہ آن محال مغلطہ
افہام است تا کسی کج نہ فہم و مخالف مذہب صحیح فرا نگیرد و اگر از اہل عرف و تکلیف می بود و سم
کلمہ عرفی بہ تکلف بر لفظ می آوردند و بنوع تازہ روئے بوسے می کردند کہ بیچ گو نہ تکلفی پاکہ است
مفہوم نمی شد و در آنحضرت ہرگز سخن دنیا یا دنیایا اخبار عالم مذکور نمی شد مگر کہ حاجت مندی
ہنگام عرض حاجت خود چیزے ازین مقولہ می گفت یا امرے از امور دینی بآن متعلق می بود و

حتی الامکان در انجام مہات مسلمانان خود را معاف نمی داشتند و فعل و قول حاجات حاجتمندان را روا می کردند و از حضرت ایشان ہرگز سخنی کہ دلالت بر وجود قدرت کند ازیں جماعہ کسی نشنیدہ مگر وقتیکہ از مخلصان کہ بظاہر مشغولہا مبالغہ نہ داشت و جمعے از اصحاب طعن و سے می کردند بشکستگی و حسرت از کم توفیقی خود و طعن بآران بعرض رسانید فرمودند ہر طور میخواہی باش و از کدورت ہستی طاعمان و نورانیت مرحومی آل مخلص فرمودند بخاطر میرسد کہ متوجہ شدہ بہ کمترین ساعتے این شخص را بہ مرتبہ بلند رسانیدہ شود اما ضعف فرصت نمی دید و ہرگز این چنین سخنی از ابتدا تا انتہا کہے از حضرت ایشان کہ تمام غرق در یائے فنا نیستی بودند نشنیدہ در وقتیکہ از انحص خواص بنا بر حکمتے از بحر وجود حضرت حق سبحانہ قطرہ می یا بم و بہ ہماں تعین زندگانی می کنم و در خلا و ملا و در اوم آگاہی و حضور و شہود حق می بودند و اگر مکر و سہ شری از کہے می دیدند بشدت امر معروف و نہی کردند و احیاناً چوں ضروری شد بہ کنایت یا بہ تمثیل بنوعی می فرمودند کہ دلنشین و سے شد و سبب برنا کردن امر معروف آن بود کہ خود را از سائر ناس می دانستند و می فرمودند کہ امر معروف بر علماء و اہل احتساب است۔ روزے یکے از ازواج مطہرہ نسبت بحضرت ایشان بے ادبی کردہ بود و باب علم فرمودند کہ مسئلہ تحقیق کنید اگر در ایمان و سے بہ ہتک حرمت مافتور سے رفتہ باشد تجدید نکاح کنم۔ شخصے عرضہ کرد کہ اگر لعلماء کہے این چنین بے ادبی کند حکمش چنین است فرمودند ما داخل علمائے نیستیم۔ در کتاب بنیید کہ اگر مومنے ہتک حرمت مومنے بکند چہ لازم می شود و حکم آل حلیت و سمر و از جادۂ مستقیم و طریق قویم شریعت تجاوز نمی کردند و عمل بروایات مفتی بہ می نمودند و از امور یکہ مظان شہتے و دان گنجائش می داشت بقول و فعل اجتناب می کردند و آل قدر نظر ہائے دقیق دریں باب داشتند کہ عقل حیران می شد۔ مثلاً اگر کارے می کردند و دران کار رعایت حقوق شرعیہ کما یبغی می نمودند گاہے اطلاع بر اسرار آل عمل نمی شد بعد از آنکہ کشف حقیقت آل اتفاق مے افتاد ظاہر می شد کہ نہایت مرتبہ رعایت ناہمیں قدر است و این چنین می بالیست مثلاً روزے نشسته بودند۔ وقت نماز در رسید مصللاً طلب داشتند شخصے از حاضران کمر بند خود را پیش آورد۔ فرمودند کہ برجامہ شما نماز گزارون از ادب و ور است بر زمین ادا کردند و جامہ اورانہ انداختند۔ عاقبت ظاہر شد کہ این شخص بعد از اتمام وضو نشفت رطوبتے از اعضائے متغسلہ خود بآن جامہ نمودہ بود و اگر کہے در

ملازمت حضرت ایشاں تخفیف مسلمانے می کرد چہ جائے غیبت بجز و آنکہ این معنی از دے می فہمیدند
تعریف و توصیف آن مسلمان بنیاد می کردند چنانچہ آن کس نیز از ارادہ تخفیف برآمدہ در توصیف مقوی
حضرت ایشاں می شد از شخصے انواع افعال قبیحہ صادر شدہ بود چنانچہ پدر و جدش محضے بر وجوب
قتل وے نوشته بودند لیکن قاضی حکم بقتل نکرده بود و عزیزے قبلخ وے را بہ تعجب و تعیب بحضور
حضرت ایشاں نقل کرد و انواع شفقت و مرحمت بے بیچ تعجب و بارہ وے فرمودند۔ ناقل را از مشاہدہ
این حال و جدے در گرفت کہ سبحان اللہ حضرت ایشاں مخلوق و متقیہ اند۔ ہر گاہ از حضرت ایشاں
این ہمہ شفقت و مرحمت ظہور می کند۔ حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین است و سعت رحمت او تا بچہ حد نخواہد
بود و از غلبہ این نظر خندہ و عرض نمود کہ ازیں جا معلوم شد کہ گناہے پیدا نخواہد شد کہ کسی مستحق دوزخ
گردد۔ بآں عزیز خطاب کردہ فرمودند شما مردم عزیزید۔ شمارا قبلخ وے در تعجب می آرد و ما کہ اورا در
تقابل نفس خود پنداریم جائے تعجب نیست۔ شخصے نقل کرد کہ صوفیان حضرت ایشاں کا کہ کم می کنند۔ و
مشقت در مشغولی ندارند۔ فرمودند بیچارہا چہ کنند ما ہم بیچ مشقتے دریں امر نکرده ایم۔ چنانچہ ما مفت
یافتہ ایم اینہا ہم میخواہند مفت یابند۔ اگر از مریدے امر قبیحے مشاہدہ می کردند یا می شنیدند تہمت بر خود
می بستند و می فرمودند کہ اثر بد صفتی جائے ماست۔ ہر گاہ در مابدیہا باشد۔ این فقیراں چہ کنند۔ ہر چہ در
ماست در ایشاں پر تو می اندازد۔ وقتے میاں شیخ تاج کہ از خلفائے حضرت ایشاں اند و در سنبھل
نوطن دارند در باب یکے از سنبھلیان کہ خالی از جذبہ و جنونی نبود شکایت گونہ نوشتند کہ اہل سنبھل
از مشاہدہ احوال و اوضاع وے زبان طعن و راز می کنند حضرت ایشاں در جواب عریضہ میاں شیخ
تاج چنین نوشتند کہ دماغ خشکی شمارا کہ در باب شیخ ابابکر نموده بودند خواندیم۔ این نوع چیز ہا منہا
مقام شفقت و کارشناسی نیست۔ اولیا از کیا تر محفوظ نیستند۔ ماہر او بیچارہ کہ روزے چند
سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلاف چشم داشت از وظاہر نشود و خصوصاً
کہ در اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد استقامت صفات از و نباید چشم داشت اگر چہ بواسطت برسد
خدا و اند کہ در آن وقت چہ نامحقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد
کارخانہ دیوانہا و بیکہ است نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است۔ بالجمہ ہمہ را در مرتبہ اش
معذور می باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی می باید گذاشت بل معیت وجود را باید دید۔ ادب شناخت

این است نفوس مختلف اند بعضی آماره بعضی مطمئن و بعضی در میان که گواهی میگویند آن هم اگر
 ذوی العقول باشند مطمئن نفوس اولیا است۔ ارباب نفوس آماره را نیز معذور می باید داشت بل
 بنظر لطافت وید در هر کار سے مطالعہ ہائے جمیل بکار باند برد طعن اہل سنجہ را نیز انکار نمی باید کرد بل
 بہ نظر رحم در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل برآمده اند و شیوہ نفوس را فراموش کرده۔ اگر
 عاجز سے یک گناہ بکنہ حکم بر بطلان او چرا کنند و مجموع امور را بر تلبیس چرا حکم فرمایند۔ الحمد للہ والمنة
 کہ ملامت اولیا است ما خود در ظهور این امور طریقے دیگر داریم۔ ہر گاہ ملامت میرسد در خود می نگریم۔ و
 یک بد صفتے در خود می یابیم و این اشارت را موطن غیبی میدانیم۔ چنانچہ دریں مادہ نیز در خود نفاق ہا و
 تلبیسات یا غلبہ و النجا بحضرت کرم او برویم انتشار اللہ مرتفع شود۔ بارے بگوئید کہ از ملامت سنجہ لان
 چه ضرر لاحق نخواہد شد عبادت را قبول نخواہد بود یا صفائی تو جہ بر طرف خواہد شد یا در گاہ الہی خواہد
 شد چه خواہد شد۔ معشوق ترا در ہر عالم خاک : انتہی کلامہ قدس سرہ

روزے عزیز سے از غلصہ ان شکایت حال خود را در ملازمت حضرت ایشان برد کہ مرا حالی پیش
 آمدہ ہر چند می دانم کہ دیگران بہ ازیں احوال دارند ولیکن نفس من بدال مغرور شدہ است با وجود آنکہ مستحق
 می کنم۔ آن عجب و غرور از من میرود۔ یکے از صوفیان در ملازمت عالی شمسۃ بود فرمودند۔ ایں مرد نیز
 بطور شکار گرفتار ہیں حال است از عطاشی بہر سید آں عزیز عرضہ کرد کہ ماہر و بیمار علاجے کہ ایشان
 بمن خواہند کرد چه خواہد بود۔ فرمودند شہر و مردم عزیزید حاصل ہا دادید لاجرم چیز ہا در خود عے بنید
 ما کہ بیچ ندایم بیچ نمی بینیم۔ بچہ چیز مارا عجب شود آں عزیز گوید کہ از استماع ایں سخن نزدیک بود کہ تار
 پودستی من از ہم بگسلد تا بحجب و خود بینی چه رسد۔ دیگر ہرگز گرفتار ازاں گونه عجب نشدم۔

ساقیان لہجہ او چوں شر اسب اندر دہند

ہوش گوید گوش را ہاں ساعتی کن ساغری

روزے یکے از متفقہاں بے خبر کہ خود بمشروعات مقید نبود بر حضرت ایشان زبان اعتراض
 دراز کرد۔ بعضی دخل ہائے نا حسان و بیجا بر اوضاع و لباس مرضیہ می کرد و حضرت ایشان تحسینش
 می کردند می فرمودند کہ مثل شما در عالم کم کسے یافتہ می شود۔ می باید کسے شما را ہمیشہ با خود می داشتہ باشد
 چه خوب کسی بودہ آید۔ دریں مدت مارا بمثل شما کسے ملاقات نشدہ۔ ہر چه تو اضع می کردند۔ او در

اعتراضات قوی تر شد اصلاً بوسے اظہار گردانی نہ کردند و کج خلقی کا نہ فرمودند باوجود اسے ریش تراشی
 بود و مروجے نبود کہ در هیچ فرقہ اعتبار سے داشتہ باشند۔ عزیز سے از دانشوران عہد بوسے گفت کہ آے از
 خدا بخیر تو چہ والی کہ علم شریعہ حسیّت بود و کتاب رجوع کن یعنی ہرگز از اولیاء خلاف کتاب نیاید خصوصاً از
 مثل حضرت ایشاں کہ از ادب باب صحواندہ اصحاب سکے۔ فرمودند ویریں خیر و زمانہ وجود ایں چنین مردم غنیمت
 است ہم دیرین محل طعامے در میان آمد۔ اور ابا خود شریک کردند و انواع شفقت و مہربانی فرمودند
 چوں تمام خالی شدند اعتراضات ویرا از روئے کتاب ہائے مفتی بہ جواب فرمودند بعد از ان تا امر
 آن متفقہ پیدا نشد گویند از شہر برآمد و روش حضرت ایشاں شب ہا در ایام تخفیف امراض مرمنہ کہ
 خادمان اورا صحت می نامیدند ایں بود کہ بعد از نماز تہنق کہ از مسجد تشریف سے بردند قدرے مراقب می
 نشستند۔ چوں ضعف اعضا بیشتر می شد پائے دراز می کردند و ہمیں کہ چشم بخواب گرم می شد و خادمان
 در خواب می شدند بر می خاستند و بتوضیح می رفتند و تجدید وضو می ساختند و شکر وضو می گزارند و نمی نشستند
 باز چوں اعضا ضعف کردے دراز می شدند ہم چنین پنج مرتبہ گاہے شمش مرتبہ می شدند و تجدید وضو
 کردہ بخواب می رفتند و احتیاط طبع می کردند کہ از خادمان کسی بیدار نشود و شب ہا باوجود آنکہ دو خانہ
 داشتند بیرون می بودند و اگر میل غسل پیدا می شد در خانہ کہ نوبت آن می بود می درآمدند و ہاں غسل
 کردہ بیرون تشریف می آوردند و خواب می کردند و اہل خانہ ہائے حضرت ایشاں حقوق خود را تمام
 حتّے قسم نیز بخشیدہ بودند۔ باوجود آن قدر رعایت قسم می کردند کہ سر موئے فرو گزارشت نمی شد۔
 چنانچہ در ایام غلبہ ضعف و بیماری نیز از خانہ کہ بخانہ یکے از واج قرب مسافت داشت بخانہ دیگر
 آمدند کہ مسافت ہر دو خانہ از اینجا برابر است و آن خانہ وسط حقیقی است و در جائیکہ شب می بودند
 سنت نماز فجر را در ہما نجا گزاردہ مسجد جماعت تشریف می آوردند و در اوقات دیگر وائے نماز شام
 بعد از وضو شکر وضو گزاردہ مسجد می آمدند و اکثر سے از ادب حاجات ویریں راہ عرض حاجات خود
 می کردند۔ قدرے می ایستادند و حاجات ہر کدام را می شنیدند و بہر کس جوابے شافی مہربانی می گفتند۔
 آن گاہ مسجد می درآمدند اگر در وقت التسامی می بود تحیت مسجد نیز ادا می کردند و الا بر فراغ سنن
 مؤکدہ اکتفا می فرمودند۔ ہم چنین در وقت برآمدن از مسجد ہرگز از اہل حاجات اغماض نمی کردند۔
 بلکہ بشاشت و جہانہا سخن می فرمودند و در جائے خود تشریف می بردند۔ چوں ایں شمیمہ کہ میہ فہمائے

عظیم یافتہ بودند خیلگی در باب ہم سازی خلق اللہ متوجہ بودند آخر ہا این معنی بنا بر نفیستی کم پذیرفتہ بود
 و از حضرت ایشان فوائد ظاہر و باطن بروم می رسید و تا دیب مریدان جز از راہ باطن نمی کردند مثل
 سلب حال و در قلق انداختن نسبت بآن شخص این معنی باعث چندین تنبیه و فتوح می شد۔ یکے از
 مخلصان را بنا بر مصلحت ولے در قلق انداختند و این مرد لاہوری بود و از لاہور بصحبت یکے از شیخان وقت
 تابدہلی آمدہ بود۔ چوں ملازمت کرد فرمودند چرا ہمراہ آن شیخ پیشتر رفتی۔ طرفہ حالے بران نامراد گذشت
 کہ تمام شب در زنگ ماسی کہ بر تانبہ باشد بقیقرا بود و نعرہ میزد و گریہ ہا و دردناکی می کرد۔ چنانچہ خواب
 بچشم اکثر یاران از نالہ او آشنا شود و انتہا شد و از غایت گریہ نماز خفق و بامداد را آنچنان کہ باندہ توانست
 گزارد عشرہ اخیر ماہ رمضان بود و یاران بعد از نماز بامداد حلقہ کردہ متوجہ حضرت حق سبحانہ نشسته بودند
 کہ آن نامراد ویریں جمع درآمد و گفت آئے مسلمانان برائے خدا در دوسے دارم بشنوید۔ اگرچہ بیچ کس متوجہ
 بسخن وے نشد چہ تمام شب گوش ہا را پر ساختہ بود۔ ہر کدام بذوق خود فرورفتہ بودند۔ گریاں گریاں بنیاد
 کرد کہ من پیوستہ طالب درویشان و معتقد و خادم ایشان بودم۔ شبے بخواب دیدم کہ اہل سوار می گذرد و مردم
 در ونبال اومی روند و می گویند کہ این قطب وقت است۔ من نیز بر سر راہ وے دویدہ ایستادم۔ آن سوار بہن
 گفت کہ نوکر من می شنوی۔ قبول کردم و گاہے چند در جلے او دویدم۔ عاقبت بر یک کوہی درآمد و از چشم
 من غائب شد و بعد ازین واقعہ پنج شمش سال گذشتہ بود و انتظار من باخرآمدہ کہ بتقریب حضرت ایشان
 از ان کوچہ کہ نزدیک بخافہ من بود بہاں نسق کہ در خواب دیدہ بودم گذشتہ بجزو آنکہ چشم من بہ جمال حضرت
 ایشان افتاد شناختم و از ونبال رفتم و این واقعہ خود را گفتہ مشغولی گرفتم۔ اکنون پنج شمش سال است کہ
 محبت ایشانم بہ الحال می فرمایند کہ ہمراہ آن شیخ چوں نہ رفتی۔ آئے مسلمانان برائے خدا بگویند کہ من چہ کار کنم
 چوں سخن باخرآمد باہل قلعه و جدے در گرفت کہ سرانہ پاکم کردند و بے طاقتی ہا نمودند این جماعت کہ قریب
 بہ ہفتاد کس بودند یک کس ہوشیار نہ ماند و از سنگ مسجد بعضے مجروح شدند و غریور تمام قلعه فیروز آباد
 برخاست و تماشایان هجوم آوردند۔ چوں این غوغا بسمع شریف رسید مسجد تشریف آوردند و فرمودند تا یکے در
 را گرفتند و مستی اینہا فرونشست۔ بعد از ان آن لاہوری آتش زن را طلبیدہ از قلق بر آورد و غرضکہ تمام مظهر
 رحمت بودند و می فرمودند کہ از ما یکے ضرر نمی رسد الا منافع۔ و الحق فوائدیکہ ویریں دوسہ سال از آن حضرت
 بہستفیدان رسیدہ و زمان پیش بسالہامنی رسید و تفصیل آن از حد بیان بیرونست۔

یک دہان خواہم بہ پہنائے فلک
تا بگویم وصف آن رشک ملک
شانے او بدل مافرو نیاید زانکہ
عروس سخت ننگرفت و حجلہ نازیب

و ہر بانی بہ مشرب حضرت ایشان آل قدر غالب بود کہ اگر گریہ بردا من نہ بہت نشمین خواب می رفت۔ ہر
گوش بیدار نمی کردند و منتظر بیدار شدن وے می بودند۔ تا زمانے کہ او بخواب بودے حرکتے نہ فرمودندے
و خود را بطور او گذاشتندے۔ و اکثر اوقات بایں تقریب سر ہا می خوردند و لحاف از زیر گریہ نمی کشیدند
و ہر قسم آشنائے کہ سابقاً با شنایان داشتند تا آخر با نہا بہمان طریق سلوک می فرمودند۔ چنانچہ اکثرے از
آشنایان سابق حضرت ایشان را از خود بہ ہیچ وجہ متمیز نمی داشتند۔ عزیزے در ملازمت حضرت ایشان
نقل کرد کہ بعضے کوتاہ بیان تیرہ منش می گویند کہ مدار مشیخت حضرت ایشان را بر آشنائی بیکانہ الّا فاقی
مرجع الامامی قدسی القاب شیخ فرید است سلمہ اللہ تعالیٰ و ہمیشہ در رقعات کہ بہ شیخ می نویسند عنوان
آں قبلہ گاہی سلامت می باشد۔ از فقر این قسم خوش آمد چہ زیبا است۔ و در جواب این سخن فرمودند کہ شیخ را
برما حق ہا است و بوسیلہ وجود ایشان دین راہ کشایش با دیدہ ایم و الحال ہم وہی شرعی برائے قطع
طریق آشنائی نمی یابیم۔ والا چنان می کردیم و این نوشتن را علت ہماں است کہ بہر نوعے کہ از ابتدائے
سلوک یکسے کردہ بودند تغییر نمی دادند و معہذا حقوق سیادت و بلند نشی شیخ سلمہ اللہ و او صلہ الی ما یتماہ
رخصت بتغیر این عنوان نمی داد۔ و نہ سے ضعف والدہ ماجدہ خود دیدہ امر طعام بختن را کہ تکفل ایشان
بود۔ بہ بعضے از صوفیاں فرمودند۔ والدہ حضرت ایشان تا چند گاہ بہ گریہ و زاری گزرانیدند کہ از من
کہ ام جرمیہ بوجہ آمد کہ حق سبحانہ ما را ازین سعادت بازداشت۔ عمل خیرے کہ از دست من می آمد ہمیں
بود کہ برائے حضرت ایشان طعامے می بختم۔ آنرا ہم از من باز گرفتند۔ مدتہا بریں حال بودند و از نہایت انانی
وزیر کی و غلبہ نسبت اخلاص و مریدی کہ مرکوز جوہر شریف ایشان است نتوانستند اطہار این معنی کرد بعد
ازاں کہ این سخن بحضرت ایشان رسید و امر طعام بختن بتصدی ایشان گذاشتند۔ باطن سعادت موطن ایشان
ازاں قلق و اضطراب فراہم آمد و بہ بی بی بانو کہ زن محرم صادق کہ خسر پورہ حضرت ایشان باشند و زن شیخ
محمد صدیق کشمیری کہ بی بی آقا باشند برائے خمیر نمودن و نہ در بعضے امور گذاشتند و نفی اختیار حضرت
ایشان آنقدر بود کہ با وجود ضعف و دوام بیماری مقید اختیار طعامے نبودند۔ و اگر ناظم طبع می بود
اعمال این معنی نمی کردند و بدن شریف و عنصر لطیف از عدم ترتیب و بے توہی بطعام و دوام مشغولی بحضرت

حق سبحانہ بغایت نجف بود لیکن رونق چہرہ و طراوت روئے با آن ہمہ خافت کہ بالاتر از آن صورت
نہ بند روز افزون ہے

خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری ہر چہ خوبال ہمہ دارند تو تنها داری
و ہنگام طغیان قلق کا ہے با وجود چندیں ظہور و مقتدا نیت در کوچہا و بازار ہا تنہا بظرفہ یقینی می گشتند
و در سایہ ہائے دیوار بر خاک می نشستند و مضمون حدیث کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّكَ غَرِيبٌ اَوْ
كَعَابِرٌ مِّنْ سَبِيلٍ لِّلْآخِرِ مِی شد و حضور و شہود حق از سر پایئے گرامی می بارید و محقق می شد کہ جمیع اعضا
جدید ابنت خاص متوجہ حضرت حق سبحانہ اند و استفاضہ خاص میکنند و پیوستہ با وجود چندیں فتوح و کثا
کہ اَنَا فَا نَا مَبْدِیدِند ہمیشہ در انتظار و تفکر و حزن می بودند

در یک دم اگر ہزار دریا بکشتی کم باید کرد و خشک لب باید بود
وقتے بیکے از مخلصان تبریے می فرمودند کہ اگر ماریاضات شافہ چنانچہ ارباب سلوک می کشند کشیدہ
ایم لیکن انتظار ہا و قلق ہا کشیدہ ایم کہ چندیں ریاضات و محن و ضمن آن می بود و از ابتدا تا انتہا از انتظار
نہ آسودند چوں اطوار حضرت ایشان و معموری اوقات پاک بہ تمام و کمال بیان کردن در طاقت بشریت
چہ حقیقت بگفت نیاید و لذتے کہ روح از دریافت معانی و بسط حال باید بیان از ادائے آن عاجز
است۔ لاجرم آنچه اندیشہ و ادراک نویسندہ از مشاہدہ اوقات استعراق سمات حضرت ایشان
در یافت۔ اگر ہزار کتب پردازد و عمر ہم بالفرض مساعدت کند تحریر آن صورت نہ بند و خوش گفت ہر
کہ گفت

نبود در کتاب ہا دل و درد از دے صد کتاب نتوان کرد

لِللّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمُنَّةُ کہ از دیدار گرامی حضرت ایشان کہ نسخہ اخلاق انبیار و اولیاء بودند یقینی
و اعتقادے بریں طائفہ بطریق مشاہدہ پیدا شد۔ قبل ازیں ہر گاہ کتب احوال مشائخ مطالعہ کردہ
می شد بخاطر نا تجربہ کاری رسید کہ مریدان سخن را بسط دادہ اند و الا ایں احوال از قیاس عقل بیرون
است۔ اکنون مفہوم شد کہ حق سبحانہ بعضے از بشر را بجائے میرساند کہ اگر اقل طول و بوعلی و دقیق النظر
عالم آگاہ گردند بنادانی مقرر آیند۔

فصل ثانی در بیان تربیت مُستشرقین طریقہ

عادت شریفہ حضرت ایشان در تربیت طالبان این بود کہ ہر گاہ طالبی می آمد کہ اظہار طلب می نمود چند گاہ و در اندازہ ہانش می کردند۔ اگر اہل شہر می بود و اگر مسافر می بود و محتاج نان و رابلی می کہ باہر ارشاد متوجہ بودند چند گاہ نانش نمی دادند بہ نسبت آنکہ مردم برائے نان جمع نشوند و دکانے راست نہ سازند و ہر گاہ کسی از ارباب دنیا برائے فقر ارندہ می فرستاد بخلصان خود نمی دادند و فقرائے بیگانہ را تقدیم می کردند۔ اگر چیزے باقی ماندے تحقیق می کردند۔ ہر کہ از مخلصان غرض حقانی داشتے آہنگاہ ادنی آنچه ضرورت وے بدان کفایت شدے عنایت می کردند و امداد مالی چنانچہ بعضے عوام گمان می بودند نسبت بخلصان بغایت کم۔ و می فرمودند کہ ہر کس ما امداد مالی کنیم۔ یقین دانند کہ نسبت با و در محبت فتورے داریم و نظر حضرت ایشان در عدم امداد بفتح صوفیاں و تربیت طالبان بود نہ عدم مہربانی بلکہ نہایت مہربانی نسبت بگرفتاران آزاد و سہیل است و آخر ہا کہ امر شجیت و ارشاد متروک شدہ بود۔ فرمودہ بودند کہ بآئندگان تا سہ روز نان بدہند کہ ضیافت تا سہ روز مسنون است درین میان بعضے مست طلبان نمی ایستادند و دوراندازی ہا تاب نمی آوردند الا آنہا کہ طلب قومی میداشتند و درس کا بجہ ترمی شدند بآنها طریقہ می فرمودند۔ بعد از مشغول ساختن اگر محتاج روزمرہ می بودند برائے آنہا قوت لامیوت تعیین می شد و نہایت آن یک تنگہ دہی بود و الا یک نیم بھولی و یک بھولی از وجہ قرض حسنہ کہ برائے حلیت لقمہ حبلیہ شرعی است و این مخصوص مسافران بود نہ اہل شہر۔ مگر کسی کہ در جواد حضرت ایشان دائم بودے و احتیاج او معلوم می شد داخل مسافران روزینہ و ارمگشت و طریق مشغول ساختن این بود کہ اول استخارہ اش می فرمودند بعد ازاں در خلوتش می طلبیدند و شغلے از اشغالی سلسلہ عالیہ یقینند یہ کہ در رسائل اکابر این سلسلہ مبین است می فرمودند و نسبت بہ بعضے بعضے کیفیات از پیش خود بران مشغولی ہا اند میکردند۔ چنانچہ در رسالہ خود کہ در بیان طرق نوشتہ اند ایضا فرمودہ اند۔ توجہ در باب وے میکردند و ہمتی مصروف میداشتند۔ اکثر طالبان در صحبت اول بخود شدہ بر جائے خودے افتادند و در آنہا اثرے از حرکت و شعور نمی بود۔ تا ہر گاہ کہ صلاح حال آن ہا

سہ این رسالہ را جامع در رفعات شریفہ نوشتہ است۔ رقم ۶۲ را باید دید۔

می دیدند و راں بے خودی میگزاشتند و این حالت بر بعضی بابوئی میگذشت که حاضران آنها اموات خیال می کردند۔ باز بر عکس آن تصرف می کردند بهوش می آمد و قول الشیخ یحیی و یحییٰ بوضوح می پیوست بعد از طریق این حالت بخودی و بے شعوری اکثری از اخلاق ذمیه او مذهب می شد و شکسته در کارخانه وجود او پیدا می آمد چنانچه مردم از چهره او پی بمعانی محصوله او می بردند و ابتدا بتغیر اوضاع و احوال فرمودند۔ بعد از چشیدن لذت بخودی او خود بوادی موافقت با اوضاع مرضیه حضرت ایشان می آمدیم چنین بهر که مرحمت بیشتری داشتند یا غلطی در استعدادش میدید و بکرات تصرف برومی کردند و بحالت بخودیش می بردند و آن قدر قدرت بود که اگر کسی را میخواستند در یک روز بسر حد فنا و فناء فنا که مقالین رتبه ولایت است میرسانید و نسبت بدو سه کس این معنی دریافته شده و هر کس را طریق خاص پیش می آمد۔ بعضی را کشف و بعضی را ترقیات در مقام قرب و بعضی را تلون احوال و باز کشف هم انواع بود و کشف حقائق اشیاء و کشف توحید و کشف قبور۔ چنانچه این خط حضرت ایشان که درین باب بفرزند و برادر میاں شیخ احمد سرسندی مرقوم شده موند آنست۔

قره العین محمد صادق بزخورد از ظاہر و باطن گردد۔ احوال او چنانچه ظاہر است مستوجب حمد و ثناء است بر همان حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشه نیست انشاء اللہ از شکر لیس و فنا در شعور اندراج یابد مولانا محمد مسعود از کشف قبور اعتباری بر نگیند کشف صوریه محل خطا و لغزش است سعی کند که حضور مع اللہ ظهور یابد و دوام پذیرد و هر چند که عالم صاف شده باشد و معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استقفا یافته در کار و سعی باشد که جذبہ خواجها و حضور ایشان دیگر است در آن موطن از ماسوے نام و نشان نیست گاه بالکلیه و اکثر بالاصالة توجہی است از شش جهت معراج گاهی جهت فوق جهت خصوصیت که عرش مجید راست دروهم می آید و گاهی همه جهات را یا اکثر از فرومی گیرد و معنی وَاللّٰهُ مِنْ ذَرَائِهِمْ حَیْطُ بظهور می رسد۔ اگر صور معنویه و اشکال صوریه مونسند اندوهمیوں سراب و خیال بے اعتبار افتاده و در همین وقت نزد دریافت خیالیه صور هُوَ الْقَوْلُ وَالْخَيْرُ نیز در میان می آید و اگر در وقت فرو گرفتن آن توجہ همه جهات را یا اکثر از صور و اشکال بالکلیه محو شود و صفاتی اتم بظهور رسد و معنی کُنْ فِي الدَّارِ الْغَيْرِ دَارٌ

در جلوہ آید ہوش باید بود کہ کسوت معنویہ در میان است لا اقل صفت حیات و ہستی اکنون یک دقیقه دیگر بشتا سندی کہ در وقت ظهور واللہ من ذرا یھیہم فی حیطہ نیز می تواند بود کہ ہمچنین کسوتی در میان باشد و می تواند بود کہ بالکلیہ نظر محبتش مجروح شدہ باشد۔ بارے حقیقت مقصود در دریافت ادراک نمی آید آنجا عشق و محبت است و تصفیہ سراز ماسوے و آن تحقیقات کہ در سلسلہ الاحرار نوشتہ شدہ بغایت فاضل است۔ درین محبت آنرا بگذارند و مدار برادران متعارف بہند حضرت خواجہ نقشبند

خواجہ پاک نقش پاک نفس قدس اللہ روحہ القدوس

می فرمودند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است۔ بکلمہ لا آں را نفی باید کرد۔ میاں شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفہ مطالعہ نمایند و بدانند کہ تا استغراق در حضور ذاتی و وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اہل این سلسلہ اسم فنا براں نمی نهند و آنکہ ما گفتہ بودیم کہ یک درجہ دیگر در میان است۔ این است حقیقت این سخنان مشافہتہ معلوم میشود با وجود برائے خاطر شما نوشتیم والسلام والا کلام القصہ ہر کدام از طالبان واردات خود در خلوت رفتہ عرضہ می کرد و حضرت ایشان بحکمت بالغہ الہی و وقت نظری کہ من عند اللہ یافتہ بودند بمصلح احوال و اوقات و بے امر می فرمودند و اگر کسی خواب یا واقعہ نقل می کرد می شنیدند و در باب خواب گاہی می فرمودند کہ احتیاج گفتن نیست ہر چہ پیشانی است خواب شد و ہرگز تحسین صاحب حال و واقعہ یا تعبیر خواب بے حضورش نمی کردند۔ مگر کہ حالے عالی وارد شدے۔ در آن وقت این قدر می فرمودند کہ بکوش تا از دست نرود و قدم برتر نہی۔ بہ یکے از طالبان ہنگام عرض احوال فرمودند

مرغ غم او بچیلہ شد با مارام ہشدار کہ مرغ رام را رم نہ ہی

یکے از طالبان را بنا بر مصلحت و بے دوری انداختند و می فرمودند کہ استعداد و بے بسلاسل دیگر مناسب است و بے سرگرم ترمی شد۔ بعد از چار پنج ماہ بہ و بے فرمودند۔ یکے طالبان خود خواہیم فرمود کہ طریقہ بشتا بگوید و بے باین ہم راضی شدہ از سر و انشد و امید و از می بود روزے میاں شیخ تاج الدین کہ از خلفائے حضرت ایشانند از وہلی متوجہ سنبھل کہ وطن اقامت ایشان است می شدند و بخانہ آن مرد یک شب نزولے اتفاق افتادہ بود اہلیہ و بے طلبے قوی داشت باجازات شوئے از شیخ مشغولی گرفت و بمقتضائے استعداد در مجلس اولے اورا بخودی روئے داد و کیفیت ہائے عظیمش حاصل شد و در آن

کیفیت اخبار ہفت آسمان گفتن گرفت سرگرمی آل مرد بحد افراط انجامید و از شیخ حرفے از مطلب نشیند بر اسیمہ متوجہ ملازمت حضرت ایشاں شد و در راہ از کثرت شوق افتان و خیزان در رنگ مسیت طافح مے آمد چنانچہ بندہ ہائے زانو و مرافتش خوبی شدہ بود چوں نظرش بر جمال حضرت ایشاں افتاد مانند خرم گل تنگ و در کنار گرفت و در صحن خانہ غلطیدہ میگشت حضرت ایشاں لختے خود را بطور او گذاشتند گاہے بر بالائے وے می شدند و گاہے در تہ وے و آزاد ہا بیدن شریف و عنصر لطیف راہ یافت چہ او مردے زبردستی بود و در کنار گرفتہ بر خاک مے غلطید و از دور و یوار مضمون این بیت مے تراوید

ہزاراں دشمنے شد با سیم کان تن نازک شود آزدہ گراندر برش بند قبا جند
عاقبت فرمودند بایسج کارے ہم داری گفت کارے کہ دارم بتو دارم و مقصد و مقصود من
توئی فرمودند پس ما را خود میکشی فائدہ نہ کرد۔ آل گاہ فرمودند بجانب روئے من بہیں بہر دیدن
از بجائے بر جست و بر خاک ادب نشست و ازین جہات ندامت ہا کشید و سے گوید کہ آل روز
کہ در چشمان حضرت ایشاں چہ ہے دیدم کہ ہنوز لذت آل فراموش نشد و عبارات و اشارات از شرح
آں قاصر است و اگر می خواستند قصر فی کنند یا خارق عادتے بنمایند بخود نسبت نمی کردند بکتابے
یا بقصہ حوالہ می فرمودند مثلاً اگر در بیماری مے خواستند تصرف کنند و اورا از ان بیماری بر آورند۔
کتاب طب می طلبیدند۔ و از روئے آن داروئے می فرمودند و ہمت بجانب وے می گماشتند۔
بمجر و استعمال آن دارو و گاہے پیش از استعمال صحتش می شد چنانچہ طفلے از قلعہ فیروز آباد بجانب
دریا کہ ارتفاع آن زیادہ از نہ قد آدم باشد افتادہ بود و از راہ گوش و بینی وے خون می آمد و
نفسش تنگی میگردد۔ مادرش اورا در نظر مبارک در آورد۔ بریں حال شفقت فرمودہ قدرے متوجہ
باطن حق موطن خود شدند و کتابے بدست گرفتند و فرمودند کہ دریں کتاب چنین نوشتہ اند کہ او زندہ
خواہد ماند آن طفل تا امروز زندہ است و از مشاہدہ احوال وے سچ عاقل بر زندہ ماندن او نمی کرد۔

شب پانزدہم ماہ شعبان

روزے در اوائل ہا کہ نو نماستانی

این کارخانہ بلند قدر بودم و در ملازمت گرامی ہوسناکانہ آمد و رفت میکردم بخاطر آوردم کہ اگر امروز اثرافے کنند و مرا بنجود کنند داخل خادمان عالی گردم لا اقل سخن از مرغبات راہ بفرمایند۔ شب پانزدہم ماہ شعبان فرمودند امشب شب برائست و سلسلہ شمایینے چشتیہ نمازے کہ درین شب میگذارند چند رکعت است عرضہ کردہ شد۔ صدر رکعت و بروایتی دو رکعت ہم آمدہ۔ فرمودند اگر شق آخر است شاید ما ہم تو انیم گزار و ہم درین محل فرمودند مثل ما بریش گا و میماند و آچنان است کہ شخصے از پسر خود پرسید کہ ہرگز بریش گاؤ بودہ پسر گفت معنی آن چیست گفت کسی از خانہ بر آید و بگوید بے آنکہ رنجے یکشم گنجے بیایم گفت بابا تا بودہ ام ریش گاؤ بودہ ام ما ہم تا بودہ ایم ریش گاؤ بودہ ایم۔ یکے از صوفیاں نقل کرد کہ روزے بخاطر آوردم کہ مرا خدمتے فرمایند و از بازار چیزے ماکول طلب دارند ناگاہ کسے بطلب من آمد فرمودند برائے ما از بازار تریز بیار عرضہ کردم کہ معرفت تریز چندانی ندارم۔ فرمودند ہر کدام کہ بر نعم تو خوب باشد بیار و عادت شریف این نہ بود کہ درائے خادمانے کہ متعین این چنین خدمتہا بودند بدگیرے بفرمایند خصوصاً بنودرآمدگان این طریق و این مردوران وقت از جملہ نو در آمدہ ہا بود ہم دے نقل کرد کہ فصل زمستانی بود و پوششے نداشتم الا پختہ بے لحاف کہ با اہلیہ خود شب ہا می پوشیدم و از تنگی معیشت قدرت لحاف ساختن معدوم بود شبے از اہل خانہ خود بخالتے کشیدم کہ بخاطر این ہامی رسیدہ باشد کہ بطرف بے جہتی کار افتادہ صباحش کہ در ملازمت حضرت ایشان نماز

بجماعت می گزاردم۔ در آشنائی نماز نیز خاطر شبینه آمد اور انفی کروم بعد از قرائت نماز چوں نظر حضرت
ایشان بر من افتاد۔ بیکے از مخلصان کہ معاملہ اثراجات متعلق بالیشان بود فرمودند کہ از یاد ان ما
پرسیدہ ہر کہ لسانی یا جامہ نداشتہ باشد یا اہل خانہ وی نداشتہ باشد ہر طور کہ بگوید ساختہ بدہید و وسہ
کس دیگر نیز ہم احتیاج من ظاہر شدند و بایحتاج رسیدند۔ گوید از ان باز ہمیشہ نرسان بودم کہ مبادا
خاطرے بیاید کہ موجب گرائی خاطر اقدس بودہ بر ہم زن مقاصد سعادت مندی گرد و ذوق علمی قدرت
بر اقسام سخن خصوصاً در علم تصوف آن قدر بود کہ فضائے وقت کہ سالہا درس علوم گفتہ اند استفادہ
عظیم می کردند۔ روزے غریبے التماس کرد کہ برائے شرح رباعیات کہ مسمی بسلسلہ الاحرار است
دوران ولایتانگی تسوید فرمودہ بودند تاریخ اتمام گفتہ شود۔ در ہماں مجلس دوات و قلم طلبیدہ نوزدہ
تاریخ برائے آن رسالہ اطار فرمودند۔ دو تاریخ بیا د محرز بود برائے تمثیل ایراد یافت باقی در آخر
سلسلہ الاحرار مسطور است یکے تجرّع فصوص حکم دوم نظم و سوجب دوم ذلک بہت رعایت ظاہر
تشریعت ازین تصنیف خود کہ سخن وحدت وجود در انجا بخوب ترین ندقیقات مبین است ناراضی بودند
ومی فرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نشدہ و می فرمودند کہ محقق شد کہ درائے طریق توحید ہے
است۔ وسیع و راہ توحید نسبت بان شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست و این نوزدہ تاریخ و یک مجلس
نوشتن از قدرت اکثر عقول بیرون است خصوصاً با عدم ممارست و کمی ورزش بلکہ خارق عادت است
و چہ احتیاج بہ اثبات خارق کہ وجود حضرت ایشان تمام خارق عادت بود ازین جانب نسبت سخن
شیخ الاسلام پیر سران قدس اللہ تعالی سرہ بہ یاد آمد کہ در نفحات و رباب یکے از اکابرین این طائفہ
زیبا گفتہ کہ دے رائے بتابند بہ کرامات و نہ بیارایند بہ احوال و مقامات۔ کرامت و حال و مقام
و وقت و دوست او شجرہ بود۔ بلے

در دل ہر بندہ کہ حق مزہ است وی داد الہی ہمہ مجزہ است

لے مصنف این رسالہ آن نوزدہ تاریخ را بعد از اتمام رسالہ بطور ضمیمہ در آخر نوشتہ۔ آن را بر صفحہ
۶۵ باید دید۔

۲۔ عدم رضا غالباً بہ آن است کہ متمسک اہل بدع و ضلال است نشود چہ اینہا مسئلہ وحدت وجود را
پیشوائے بدی و بدکرداری خودی سازند ۱۲

انتقال پر ملا حضرت ایشاں

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ بیست و پنجم ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۰۱ھ یک ہزار و دو سو و نو روز و نو شبہ رخت اقامت بدار القرار کشیدند و روز یک شنبہ بیست و ششم و شمال رویہ قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرون قلعہ سلطان فیروز کہ برائے مجاوران قدم گاہ ساخته والاں آباد است مدفون شدند۔ محرم سطور و مرثیہ حضرت ایشاں ایں ابیات مرقوم قلم خویش رقم گردانیدہ۔

نظم

دل بر گرفت ازین چین آں تازہ نوبہار
کو غم کہ داد خود بستاند ز عیش من
ایں یک و دو روزہ عہد مداری بریں منہ
بر حال خویش گریہ کُتد مرغِ این چین
از ہر ہست قافلہ در نیمہ رہ منہ
خوشخوایں سر و دہاست دین رہ کہ چوں جرس
بر خون خلق چرخ دہن باز کردہ است
زین غم بخون دیدہ شستم چو لالہ زار
تا پیش ازین بچہ بہ بندم بخون نگار
وین بر غلط فریب جہاں دل بریں مداد
بر عمر خویش خندہ زند کبک کو ہمار
ہشدار دہاں دہاں نظرے بر قضا گمار
ہر صبح و شام مرثیہ خوان ست روزگار
عبرت بگیر ازین سبوح آدمی شکار

کان قطب نہ فلک بہ دل عرش جا گرفت

خلوت گزید با حق و جام بخت گرفت

امشب کہ نالہ بلبلی خاموش تازہ کرد
ہر نالہ ماتمے دگر اندر دہر دلم
بوش دروں کہ از دم مردم فسرودہ بود
شوریدہ حکایت آں رخ نہفتہ گفت
آہنگ گریہ بہ من مدہوش تازہ کرد
داغے کہ خفتہ بود در آغوش تازہ کرد
آتش بہ سینہ در زد و آں بوش تازہ کرد
آشفتنی بہ سینہ بلا نوش تازہ کرد

آل خواجہ کہ از دل غمراے ہوش مند
وز بہر حلقہائے غلامیش ہمد و ماہ
از یک روزگار برآمد پیام چرخ
آئین شرع و قاعدہ ہوش تازہ کرد

یک رہ خبر دہید کہ آل نو سفر چہ دید
بر آوج نہ سپہریں آل قمر چہ دید

آل ہادی زمانہ رخ اندر نقاب کرد
وز عمر روزگار ندیدست کس بخواب
وز کام عیش زہر شکست از فراق او
خود وصل برگزید و بہ یاد اں فراق داد
ہر کس کہ ناہا جگر ریش ماسخید
بیدار باد دیدہ عبرت گزین ہوش

خون شد دل سپہر ز بسیار خفتنش
در زیر خاک بادل بیدار خفتنش

واما کشیدہ سرو ازین بوستان چراست
پیمیانہ مراد حریفان نہ کردہ پڑ
پژمردہ گشت غنچہ اُمید بے رخس
آل مایہ جمال جہاں گم سفر نہ کرد
آل نو بہار تازہ اگر رخ نہفتہ است
از ہفت بام چرخ اگر سنگ غم نہ ریخت
آل آفتاب اوج ہدایت اگر نہ خفت

آل گنج شایگان کہ خفت است زیر خاک

از مخلصان نیاز بدار آستان پاک

گویند خضر وقت و میح زمانہ مرو
خود شید نو گستر این ہفت خانہ مرو

معشوق دهر بود و لے عاشقانه مُرد
چون آن مه دو هفته و فرد یگانه مُرد
پیهات کال طراوت زب فسانه مُرد
خون در رگ ترانه چنگ و چخانه مُرد
ساز طرب شکست و نوائے ترانه مُرد
کال رُوح بخش زندگی جاودانه مُرد

چون نو عروس وصل در آغوشش بر گرفت
از بس حلاوتش لب خاموش بر گرفت

گلستانه که بود به دست چمن مانند
چون در زمانه یوسف گل پیرهن مانند
کز جوشش گریه، هیچ دماغ سخن مانند
آن گل چو رُخ نهفت زباں در دهن مانند
در گلشن نشاط لب نغمه زن مانند
کال شمع بزم قدس دیں انجمن مانند
خورشید گو ممان چو شهنشاه من مانند

دل خوں کن زمانه غم خواجہ باقی است
جاں گاه عاقبت الم خواجہ باقی است

شد ختم مهرندازی دُنیاد و دیں برو
زانست گریه های زمین و زمان برو
دل بسته بود چون فلک چار دیں برو
کز بام ریخت زهره گل یا سمیں برو
گل چاک کرد پیسره نازنین برو
صد حسرت است در جگر انگلیس برو

پوشید چشم بکوه و شد زنده ابد
إلا محبتش هو سم جسد مُرده باد
نالند بلبلان چمن از سراق او
زنگ رنم شکسته تر آمد ز جام دل
رشدی ازاں نفس که رخ خود نهفت دست
بر حکم و هم و دیده کوتاه بین مگوے

آوخ که شمسوار زمین و زمن مانند
یعقوب واد دیده به کوری سپرده به
آشفته گشت خاطر مجروحم آن چنان
دل شاد و لب که بخود صد ترانه داشت
شد برگ ریز لاله و گل از خندان دهر
دهر از فراق چون شب و بخور تیره شد
آن نور قدس روشنی از وید بر گرفت

از حق هزار کمربت و آفریں برو
چون مادر زمانه ندارد چو او پسر
بر بام خود کشید پیته فخر چو لیس
دانستم آنکه بود چو من عاشق رخش
بلبل نهفت در غزلش خجرو سناں
دلها بخاک او چو مگس بر شکر گرو

بدست درود او نتوانیم گریه کرد
 گریستند تا به حشر شهور و سنین برو
 آه این چه ماتم ست که خون جگر بسوخت
 هر لحظه ام بدرد و غم تازه تر بسوخت

نوزده تاریخ از اتمام رساله شرح رباعیات که مسمی به سلسله الاحرار و ذکر آن بر صفا ۴۱ آمد

(۱) هو الحکیم الفتح المصور (۲) لوح حکم موجودیه و رکلم نقشبندی (۳) اللہ تعالیٰ
 بقایش بدها و (۴) وجه عکس مرآت الصفا (۵) خط وجود مولی (۶) فیوض علیا (۷) حل کلم
 خواجه پارسا (۸) ظل حق موجود (۹) بل ظل حق و جوبی (۱۰) مکتب وجودی (۱۱) منافی بصور حدودی
 (۱۲) نظم و جوب (۱۳) جملگی اسرار اجاب توحید (۱۴) تجرع فصوص حکم (۱۵) فصوص الحکم به ثقل
 (۱۶) لب مقدمات نقد فصوص (۱۷) فیض جود بهار الدین (۱۸) شیخ کمل باد (۱۹) صلی علی
 ائمتہ الانوار و اهلہ۔

رساله شرح رباعیات سلسله الاحرار در سلسله هفت به اتمام رسیده و این
 تاریخ از ممتات و مکملات آن رساله شریفه است۔

مکتوبات

ہمشاد و ہفت رُقعات شریفہ

از خواجہ خواجگان قطب جہاں حضرت خواجہ موید الملک والیدین الرضی ابو الوقت
محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اکثر اصحاب اذین ترتیب مشائخ خود خبر نہ داشتند۔ از غلبہ ظہور احوال و علو مجلس عالی
الکرچہ در خاطر ہامی گذشت اما نمی توانستند کہ اذین قسم مقاصد را بعرض رسانید۔ بہ ناگاہ بعد
از مدتی در ویشے از درویشان عہد النہاس بیان مشائخ این سلسلہ شریفہ نمود و قاصدے
برائے ہمیں غرض بخدمت فرستاد و حضرت ایشان بقلم خاص نوشتند و سبب خوش حالی ہائے
تمام شد۔

۱۔ بہ النہاس درویشے

ارتباط این بیجاصل از حیثیت مصافحہ و تعلم ذکر و مراقبہ سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ
تعالیٰ ارواحہم بخدمت عالیہ ذوالبصیرت و البصارت بمنع الحضور و مزج الصدور المنتہی بالبصر
المستقیم و المتنزل فی الخلق اعظم مولانا خواجگی علیہ الرحمۃ و ارتباط ایشان بوالد بزرگوار خود مولانا
درویش محمد است و ارتباط مولانا بخال خود مولانا محمد زاید است و ایشان را انتساب بختم الکبار
النور الاتم والدری الاعظم الطل الکامل للشجرۃ الزیتونیہ

آن سرافیل عز و ناز از علم ملک الموت شخص آزاد از حلم

خواجہ عبید اللہ احرار است و نسبت بعیت و تعلم ذکر حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخ است

لہ آن سرافیل سرسبز از علم ملک الموت شخص آزاد از حلم

نویسنده محترم
بزرگواران
لطفاً ملاحظہ فرمایند

و بصیحت و تعلم ذکر و استغاضه مولانا خواجه بزرگ خواجه نقشبند است و تعلم ذکر و تربیت صورتیه و خواجه بزرگ
از سید امیر کلال است لیکن پیر معنوی و بستان حقیقی ایشان خواجه عبد الخالق غجدوانی از میاب حضرت امیر
و خواجه بهار خواجه محمد بابا ساسی و خواجه علی رامینی و خواجه محمود الخبیر فغنوی و خواجه عارف ریوگری
علی الترتیب المذكورة من الموقوف الی المقدم واسطه طریقہ و فیض اند تعلم ذکر خواجه بهار ابتداء از خواجه
زنده دلال خواجه خضر است و تربیت ذکر و افاضه نتائج الی ذروة الکمال و الاکمال از امام ربانی خواجه
یوسف ہمدانی است و نسبت ارادت و خدمت امام بہ شیخ ابو علی فارمدی است و نسبت ذکر و استغاضه
معنویہ ایشان بہ شیخ ابو الحسن خرقانی است لیکن شیخ ابو علی را بعد ازین نسبت نسبت خدمت و صحبت
و استغاضه بشیخ ابو القاسم کرکانی نیز بوده و چون نزد محققین پیر سہ است پیر خرقہ و پیر ذکر و پیر صحبت و پیر
صحبت اتم و اکمل است و ارتباط پیر حقیقی ہماں است۔ لاجرم نسبت شیخ ابو القاسم نیز آوردیم
چہ ایشان نیز پیر صحبت شیخ ابو علی فارمدی اند و خدمت و ریاضت بسیار و رجحان تربیت ایشان کشیدہ
اند و کار را بہ نہایت رسانیدہ نسبت شیخ ابو القاسم تا امام علی موسی الرضا سلام اللہ تعالیٰ علیہ و علی جمیع
عباد اللہ الصالحین شمس واسطہ دارد۔ ابو عثمان مغربی۔ ابو علی کاتب۔ ابو علی رودباری۔ سید الطائفہ
جنید بغدادی۔ سری سقطی معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ همچنین شیخ معروف کرخی را بعد نسبت
امام ہمام نسبت بہ واہد طائی و حبیب عجی و حسن بصری نیز هست نسبت معتبر معروف نسبت امام
ہمام تا بہ باب مدینہ علم حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب آباء عن جلیل معروف مشہور است ایں
زمان بر سر سخن بیائیم۔ شیخ ابو الحسن خرقانی را نسبت استغاضہ و اخذ طریقہ از روحانیت سلطان العارفين
بانیہ بسطامی است کتنبہ او کس من مشیع الاکتوار علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات
و ہم چنین نسبت سلطان العارفين بروحانیت حضرت امام جعفر صادق است و آنچه معروف است از
خدمت و صحبت غیر صحیح است و نسبت امام صادق با وجود انوار و راشت آبار کرام خود بجد مادی خود قائم
بن محمد بن ابی بکر است۔ ایشان در تابعین از فقہائے سبعہ و اکمل علمائے ظاہر و باطن بوده اند۔ طریقہ
مخصوصہ سلسلہ نقشبندیہ اذین راہ تنزل نمودہ و حضرت قاسم منسوب و مرئوس بہ سلمان فارسی اند و
سلمان فارسی درین نسبت و طریق منسوب بہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و رحم علی

لہ و استاد ۱۱۱ مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضا اند

جَمِيعٍ مِّنْ تَوَلَّى بِهِمَا وَالصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَامًا لَا يُسِرُّهُ وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ سَيِّدُ الزَّمَانِ بَعْدَ
 الْقُطَيْبِ وَصَارَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُطْبًا وَهُوَ الَّذِي يَكُونُ فِي كُلِّ
 وَقْتٍ مُّتَوَحِّدًا أَوْ يُسَمَّى بِالْعَوْتِ سَيِّدُ الزَّمَانِ - وَإِمَامُ الْعَهْدِ وَالْقُطْبُ بَعْدَهُ
 عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبَعْدَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ وَبَعْدَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بَابُ
 مَدِينَةِ الْعِلْمِ وَخَتَمُ جِهَةِ الْخِلَافَةِ وَبَعْدَهُ حَسَنٌ وَبَعْدَهُ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُمَا أَكْمَلَنَ فِي هَذَا الْمَقَامِ سِبْطَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِثْلَهُ هَكَذَا
 قَرَّرَ عِنْدَ أَسَاطِينِ الْكُتُبِ وَعُظَمَاءِ الْمُشَاهِدَةِ - وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى -

این کتاب بجناب خلافت پناه و منظر الطاف الهی امیدگاه مریدان و مخلصان این خاندان
 میاں شیخ الہ واد ثبہ اللہ علی مسند الارشاد نوشته شد -

۲۔ براور ارشد میاں شیخ الہ واد۔ این دعا گوئی معتقد خود را بتوجہ فاتحہ امدادی بنموده باشند،
 بایں تہ پریشانی اوضاع و بے استقامتی کمال بے حیائی است کہ سخن تصوف در میاں آریم و از
 وقایع طریق انجذاب حقائق منتهی کشف تحریر نمایم -

ع۔ از خود بطلب ہر آنچه خواہی ہستی

بہر حال یک وصیت می کنم بر شما باد کہ آنرا از دست نہ دہند۔ آنست کہ چوں ماہر زہ گویا بآنجا
 نہاشید و خود را بر نسبت خود بدو زید و آنرا عزیز بدارید کہ اعز من الکبریت الاحمر است فافہم الشا اللہ العزیز

۱۔ مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضاند ۲۔ قولہ امام الایسر الخ الامامان هما الشخصان اللذان احکما
 عن یحییٰ العنوتی آی القُطْبِ وَنَظِیْرُکَ فِی الْمَلْکُوتِ وَالْاَجْمَرِ عَنْ یَسَارِکَ وَنَظِیْرُکَ فِی الْمَلْکُوتِ
 وَهُوَ عَلٰی مَنْ صَاحِبِہٖ وَهُوَ الَّذِی یَخْلُفُ الْقُطْبَ - ۱۲۔ اصطلاح الطوفیہ تصنیف کمال الدین ابی الخاتم

عبدالرزاق بن جمال الدین الکاشی السمرقندی رحمۃ اللہ

حصہ اول زید نوشتہ و حاشیہ دوم برہانش کتاب نوشتہ است -

ہر گاہ انبساطے دست و ہر تفصیلے خواہم نوشت تا عزت آل نسبت کما ینبغی معلوم شود

پیش از آن کہ جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بحضرت خواجہ مامر بوط گردند
بالتماس مخلصے ایں کتابت را برائے ایشان نوشتند و در ال زماں مشار الیہ در سلسلہ شریفہ عشقیہ سلوک
تمام کردہ باجارت پیر کامل مکمل مرخص و مجاز شدہ بودند لیکن از روئے سعادت و بلندی استعداد بعد
از رسیدن ایں کتاب بخد مت حضرت ایشان رسیدہ بمکالمات دیگر مشرف شدند و بآں قدر ترقیات و
تصرفات مشرف گشتند کہ از دائرہ نوشتن بیرون است و ہر گاہ کہ از وطن اقامت بخد مت پیر و شکیہ رسیدند
اکثر بلکہ دائم ہم خانگی و شرف حضور مشرف می بودند و ایں دوام پیچیکے از اصحاب کبارہ را غیر ایشان میسر نشد
و ایں وجہ و وجوہ بسیار منجوط خلفا و خدام آل آستانہ می بودند۔

۳۔ عریضہ سرگردان مملکت محمد باقی اشتیاق قد مبوسی سائران طریق انتباہ و متوجہان حضرت الہ البیاء
است بر آئندہ حاجات باسہل وجوہ میسر کناد۔

شنویم کہ روزے چند خلوت خانہ خواجہ حسام الدین احمد را مہمور داشتہ انداز باز ماندگی خود دور
یافت۔ بعضے از اجبا صورت قبض و بسط در ہم آمیخت۔ استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ قلم بر
سبیل عادت بر ہر طب و یابس اقدام می نماید مقصود اظہار تجر و خرابی باطن دست تا بود کہ ولے را بر
نیاز روئے اند و ما شفقت پیدا شود و ہمتے برگمارد و توجہی نماید بہت۔

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

عنایات بزرگان و التفات خاطر ایشان سر ہمہ سعادت ہا است دوران را در راہ و مستعدان را
آگاہ می سازد و خصوصاً کہ ایں توجہ بصحبت و نشست و برخاست جمع شود۔ آہستہ بیار می سپارد و مقناطیس
اسرار و اطوار است۔

نار خندان باغ را خندان کند

صحبت مردانست از مردان کند

خند و ما حاصل ایں وطن سلوک و جذبہ است ہر گاہ بہ برکت اختلاط خالص باطن طالب کسب صفت
جذبہ میل و محبت ذاتی است بکند و قوت گیر و سلوک کہ نفی صفات بشریت است بحکم جذبہ من جذبہ

الرَّحْمَنِ تَوَازِي عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ۔ دست و ہد بلکہ اس روش خوشتر ازان ست کہ بخود نفی لوازم بشریت کند۔ حد معتدل و صفات نگہداشتن کارے است نہ بقوت بازوئے سالک۔ الغرض اشتیاق و آرزو مندی بحکم این ایمان نسبت بہمہ و وستاں حق و ابریم حق تعالیٰ روز می کنا و۔ عزیزے می گفت کہ زہے سعادت کہ طالب ملاقات این طائفہ راست کہ اگر یافت خدا را یافت و اگر نیافت شفیع یافت الحمد للہ علی ذلک التماس آنکہ نیاز مندے این سیاہ دل عمر ضائع کردہ را ورمواجہ مزاج حضرت میاں ظاہر سازند و استمدادے بکنند۔ والسلام والا کرام

چوں جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بنا برد و بعضے واردات و مستی ہا و بے نیازی ہا بملا خطہ وید مصلحت مسترشداں بے اجازت عالی صلاح وراں ویدہ بودند کہ از سلاسل و گیر کہ بقیوض آن آشنائی ہا داشتند۔ بعضے رازداران طریق تربیت کنند و نیز خود را بے حاجت و اویسی مشرب میدیدند تا این معنی را یکسے ظاہر نمی کردند برائے ایشان این کتابت نوشتہ شدہ بود۔

۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ وفقك الله تعالى في حاجبه ویرضاه۔ بعد از ادائے ما واجب علی الاحباء مشہود و ضمیر منیر می گرداند۔ فقیر اور بعضے از خواب ہا چنناں می نماید کہ باطن شمارا بہ فقیر یک نوع عدم القیادے و طغیانے ہست۔ ظہور این وقائع بعد از بیماری فقیر است۔ وراں دفعہ کہ آندید شرم آمد کہ باین نوع چیز ہا توجہ نمودہ اظہار آں نمایم مقصود حق است اگر حجاب ما ورمیاں نہ باشد نُور علی نور۔ لیکن چوں سنت اللہ بر اعتبار واسطہ و برزخیت اور رفتہ از چشم پوشیدن و اورا در میاں ندیدن مورد عدم ترقی است۔ اگر بنا گاہ بحکم یقین انحرافے در باطن واسطہ پیدا شود برکت از میاں برخیزد۔ ہر چند اَلْغَايِ لَا يُرَدُّ اِلٰی اَوْ صَافِه مقرر است و بی شبہ این طریق پیش خدا و رسول نامرضی و نا مقبول است۔ ادب محکم اطفال تا پچہ حد نگاہ باید داشت۔ استاد طریقت کہ نا وراں فیض و بُستان کشف و شہود باشد ہر آئینہ برزخ الوہیت خود نخواہد بود

ع پیر من و خدائے من از تو بحق رسیدہ ام

من الحمد لشکر الناس الحمد لشکر الله۔ یاری دو درجہ است۔ ورجہ اول آنکہ ہمیشہ مستعد مستفیض باشند تا باب ترقیات بے نہایت مفتوح باشد و ادب این معنی را کمای یعنی رعایت نمایند

تا بخورداری و برکت کامل گردد. درجه دوم آنکه بر تقدیر آنکه ما را در میان نه بینید و گمان برید که از ادراج
 طیبه خواجها بے واسطه مستفیضیم یا نیز ازین ابا نداریم. هر چند که خلاف واقع است و مورت بے برکتی
 و اتباع مسترشدان لیکن حفظ طریقه خواجها و استفادہ در توجہ بالیشان و عدم خلط بطریق دیگر ناگزیر
 است و ازالہ بے هیچ وجه چاره نیست. این طبقه در غایت غیرت و نازکی اند. شما کتب محققین مطالعه
 نموده اید. طریقه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با هیچ تفاوتی طریقه ایشان است اخفا و عدم اقتیاز
 از خلق شکستگی و متواضع بودن و خوردار و دائره عوام انداختن اکتفا بسنن محتادہ نمودن و با سبب
 ظاهر توکل نمودن طریقه مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است. چنانچه شیخ کبیر محی الملہ والدین محمد بن العربی
 در کتاب فتوحات مکیہ می گویند کہ ہذا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر الصدیق و من المشیخۃ
 ابو بکر البسطامی و صدون القصار و ابو سعید الخدری و من سادات ہذا المقام ابو السعد و ہذا حالنا.
 با قطع نظر ازین شما بر سیدہ این باغ وید و نائب این گنجران شمارا ملازم آستانہ ایشان بودن و بر
 مرضیات ایشان قدم استوار داشتن لازم و واجب است والسلام علی من اتبع الهدی

این عنایت نامہ ہم در ایامیکہ جناب مستطاب عالی مقدار میاں شیخ تاج از مستی ہائے دید
 کمالات خود ترقی نہ فرمودہ بودند. بولے تربیت ایشان صادر شدہ بود. بعد ازاں آنچه باعث
 بر این کتابت ہا بود. این بود کہ از برکات توجہ شریف از وساوس و لغزش ہائے خود نائب
 گشتند و آخر بخیر انجامید.

۵۔ بہ شیخ تاج الدین۔ حق سبحانہ و تعالیٰ برکات تامیہ ابدیہ روزی کناد و محبت نامہ کہ مصحوب نظام
 مرسل بود مطالعه نمودہ شد. از شورش ہا عجب آمد. سخنے نوشتہ بودیم اگر خلاف واقعہ باشد فهو المراد
 باری و صیبت آن است کہ اگر صفئے از صفات ما را مخالفت یابند. آنچه در خیال شما کمال قرار گرفتہ تکیہ
 بآن نکنند کہ اطوار مختلف است. بعضی از معانی الٰہیہ ہوا الرجوع الی البدائیت مزج
 طور بے تکلفاں و عوام روشن است و ہم چنین اگر در خاطر آید کہ اہل ارشاد را کشف و الہام می
 باید آن نیز اصلے ندارد. اہل ارشاد بعد از فنا و بقا مظهر اسم العظیم و الحکیم و المتکلم می باید کہ
 باشند چنانچہ در کتب آئمہ طریقت مقرر است و ہم چنین ہمیشہ خود را نیازمند و مستفیض بداریہا محتاج

مستمر شد بر شد همیشه است و آنکه می گویند اکنون حاجت فلاں از مرشد برخواست - این معنی دارد
که قائم بنور اصل شد. اگر مرشد از میاں برود فتورے باوراه نمی یابد ۷

در یک دم اگر هزار دریا بکشی گم باید کرد و خشک لب باید بود

و هم چنین در آداب طریقه عالیہ احرار یہ نقشبندیہ پوچ کوه راسخ باشید - زہار کہ بطریق دیگر
خط نکنید و آنکہ از سلاسل مختلف مرید می گیرید - چیزے نیست ہر کہ مرید شما شود - شود - واللہ فلاں
تعلیم و تلقین منحصر در طریق نقشبندیہ سازید - نان و دیگرے خوردن و دعائے دیگرے کردن بسیار
بے فائدہ است شخصے نور نقشبندیہ از شما گیر و متوجہ شطاریہ باشد چہ مزہ دارد - دیگر مرید کاملیت
بین یَدِی الغَسَّالِ مے باید کہ آنکہ خودش گوید کہ مرا تعلیم فلاں شغل بدہید - بغایت قبح است نابون
این چنین خورد و وی خوشترے

مجلہ سر خواص و سر عوام گفتمہ شد و السلام والاکرام

ایضاً بہ میاں شیخ تاج الدین نوشتہ اند -

۱۔ دوام وضو و دوام شکر وضو و احتیاط لقمہ و اجتناب از معاصی بالکلیتہ از غیبت و سخن چینی و
تحقیر بندہ مومن از آزاد و بندہ و بغض و کینہ مومنے و غضب و سختی بر بزرگوارستان از لوازم است و
اساس این کار است - بے این ہا کار محکم نمی شود و اما اگر دیں امور احیاناً فتورے برود ترک این کار
نکند بلکہ توبہ و استغفار متوسل شدہ دراز و یاد این کار بکوشد تا بحکم **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ**
صفائی تمام دوائے نماید **إِنَّ الشَّيْءَ الْمُدْتَحَالَ وَالسَّلَامَ وَالْأَكْرَامَ عَلَى مَنْ تَبَعَ الْهُدَى** -

(در نیاز مندی و شکستگی خود بجانب پیرزادہ جناب خواجہ ابوالقاسم سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ بودند)

۲۔ بہ پیرزادہ ابوالقاسم - دور افتادہ گمفتار محمد الباقی بعرض ملازمان آستانہ و لایست

می رساند کہ بواسطہ خاک بوسی آل منیع سعادت و اقبال بسیار است لیکن کثرت علالت و ضعف

قوائے جسمانیہ سبب عظیم شدہ بحال آنکہ بہ بیچ طرفے رفتہ شود نماندہ - آرسہ کرم الہی بعنایت برگزیدگان

اوباقی است - اذہ علی کل شئی عتدیر - بہر حال امید آن است کہ در سلاک ملازمان خود داشته ہوتھی

املاومی فرمودہ باشند۔ در پیچہ سعادت و ارادت خود ہماں در گاہ را امید انم حضرت ایشان قدس اللہ تعالیٰ
سرہ این گدائے بے حاصل را خود بخود قبول فرمودہ بودند چنانچہ در اقل وسیلہ طلب و التماس قسم
در میان نبود۔ اکنون ازین آستانہ ہم ہمیں چشم داشت است۔

تراہست دست تصرف درانہ نگیر از سر غائبان دست باز
مرا دست ہمت بفتراک تست سرم گر بگردون رسد خاک تست
زیادہ چہ زبان درازی کند۔ الحمد للہ اولاً و آخراً۔

(اس کتابت در جواب عرضہ مخدومی ملاذی استاذی میاں شیخ احمد ادام اللہ برکاتہ
صادر شدہ بود)

۸۔ بہ شیخ احمد سرسندیؒ۔ در مکتوب سیوم مرقوم بود کہ توجہ بہمت دفع بعضے از امراض و
شدائد آیامشروط است بسبق علم مرضی بودن او یا نہ۔

مخفی نماند کہ توجہ فعلے است انہ افعال اختیار یہ و فعل اختیار یہ یا مرضی است یا نامرضی
یا مباح بر توجہی۔ کہ متوجہ الیہ اش از امور نامرضیہ است۔ بے شک آل توجہ نامرضی است و
ہر توجہی کہ متوجہ الیہ اش از امور مباحہ است۔ آل توجہ از مباحات است لیکن نسبت بعرفا
سور ادب است۔ چہ حق سبحانہ را تابع خود ساختن است و از امر فائختن وہ و کیلا۔ برآمدن
لہذا جمع از عرفا ترک تصرف نمودہ اند و خود را در مقام عجز فرو گذاشتہ کابی المسعود الشبلی۔
این طبقہ گاہے بہ نیابت بنی یا رسولے بہمت اثبات معجزہ آل بنی یا رسول تصرف
می نمائند و مثل ہماں معجزہ را بطہوری آرد۔ و ہر گاہ معرفت علویافت عاجز محض می شوند۔
اسم ترک از ایشان بر می رفتہ و اگر تصرفی از ایشان بطہوری رسد امر او جبراً است۔ چنانچہ
از اطوار حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مفہوم می شود چہ باطن مبارک ایشان کہ از مظهر خاص
ارادۃ الہیہ بود و بخو است متوجہ امرے می شد و بقوت قاہرہ دفع آل می کرد و خود نیز می فرمودند
کہ دائے بر آل روزے کہ دل من در پیش یکے راست بالیستادہ و سخنان و نگہ ہم ازین صریح تر
است۔ چنانچہ اہل تتبع کلمات ایشان را ظاہر است و شیخ بزرگ در کتاب فصوص خود را در وجہ

ثانیہ مکیوند و مقام ابوالمسعود را فی الجملہ نقض می نهد۔ بر سر سخن رویم و ہر توجہی کہ متوجہ الیہ
 اش از امور مرضیہ است سواء اظهرت مرضیہ فی الشریعۃ او فی الکشف الصریح
 الصریح فالتوجہ الذی نحن فی بیانہ وهو جمع الہتم الذی یعبر بالہمة امر
 آخر یحتاج بعلم اخرا نہ مرضی ام لا از سخنان حضرت ایشاں چنان معلوم می شود کہ مرضی
 است و ہم چنین تصرف یا ترک التصرف بہت اثبات معجزہ فی الجملہ تائید ایں می کنید۔ مثال
 مرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امر تکربا مر فافعلوا منه ما استطعتم۔ اگر گفتہ
 شود کہ انبیا صلوات الرحمن علیہم باوجود ہذہ الاستطاعت و امر بہاد و اعلائے کلمۃ الحق چون در
 مقام تصرف نمی آمدند گویم و ما علی الرسول الا البلاغ عذر آل می خواہد ایشاں مامور بودند
 بنفس جہاد و اعلائے کلمۃ الحق از طریقہ مشر و عمدہ بطریق تصرف۔ ایشاں از اہل عجز اند نہ از اہل تصرف
 نمی بینی کہ لوط علیہ السلام طلب ہمت کردہ در آنجا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ می گوید لو ان لی بکمر قوۃ۔ کما
 قال صاحب الفصوص رضی اللہ عنہ۔ ہر گاہ امر الہی می شود بہت امر قوت و ہمت ظہور می کند۔ در آل
 وقت معنی فافعلوا منه ما استطعتم جاری می شود پس اہل ہمت را بحکم اتباع انبیا صرف ہمت
 در مرضیات مرضی است و ترک آل نامرضی۔ باز بر سر سخن رویم و ہر توجہی کہ متوجہ اش از امور مشتبہ
 است اعنی معلوم نیست کہ مرضی است یا نامرضی است۔ چنانچہ سوال شما در مثل آل مادہ است
 انجام بہمت و توجہ دلیری نباید کرد بل دعا باید کرد۔ آل ہم باسم ذات مثل یا اللہ یا مرحمن یا رحیم
 اگر مرضی است مستجاب خواہد شد و الا رفع درجہ یا کفارت سببہ خواہد شد۔ عالم بخواص اسما را مناسب
 نیست کہ در ایں چنین مادہ دعوت باسم بکند۔ اما سوال آنکہ بعد از تحقق حضور مرطالباں را از ذکر باز
 داشتن و امر بہ نگہداشتن حضور کردن لازم است یا نہ۔ مخفی نخواہد بود کہ جمع حضور با ذکر احکام و
 اوثق است ذکر از جمع کہ سبب فتور حضور ایشاں شود ممنوع است و ہم چنین در وقت کسالت
 و سائمۃ نفس ممنوع است حضور ذکر روح است و تصحیح حروف ذکر کہ درجہ اخفا است علی القول
 الاصح فی المنفرد عند ائمۃ الحنفیہ نصیب خیال و نفس و زبان است چہ زبان نیز در وقت
 نگہداشتن بے حرکت نیست۔ کما ظہر علی اہل الشعور و حقیقت ذکر آن است کہ آدمی بہ جمیع
 اجزائش ذاکر باشد تا اسم ذکر بران حقیقت جامعہ توان نہاد۔ و در حدیث الا انبیکم بخیر اعمالکم

ذکر

حقیقت

(الحديث) اشارت باین ذکر است کما فی کتاب الفصوص اما سوال آنکه در فقرات خواجہ ماند کور است
 کہ اہل صحبت را آخر بذکر امر می کنند کہ بعضی مقاصد بہست کہ بے آن سیر نیست۔ آن مقاصد چیست و
 بچہ وقت امر بذکر می باید کرد۔ مخفی نماند کہ وقت امر بذکر وقت ظهور حضور است و وقت ظهور حضور وقت
 تکلف آمدن رابطہ است و نتیجہ ذکر فنائے حقیقی و ظهور اذکر کھر۔ و آنچه بعد ایں است از حقائق و معارف
 و مراد از ذکر لا اله الا الله کہا هو الظاهر من طریقہم تواند بود کہ در اثنائے رابطہ یا توجہ
 ذکر سے از اذکار بطریق انعکاس از باطن مرشد باطن سالک بتابدخواہ ذکر قلبی و خواہ ذکر بدوی۔
 و هو المعارف و هو عین النیجۃ کما شاہدتم خیر مرۃ و اگر صحبت و رابطہ منتهی باین قسم چیرے
 شود۔ باز نفی و اثبات در کار است رفیع الدرجات گاہ باشد کہ کشف نیز منجر باین سیر شود
 از بہت ظهور مرتبہ فوق اذا اراد الله شیئاً هیأ له اسبابہ بالجملة طلب می باید من قرع
 باب الکیم و لاج و لاج مقرر است کہ ہمت را اثر ہاست و آنچه در فقرات است کہ بے ذکر
 نمی شود تواند کہ سیر مجہی باشد چہ سیر محبوباں و بیکر است۔

عشق محبوباں نہان است و ستیر
 عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر
 لیک عشق عاشقتاں تن زہ کند
 عشق معشوقاں خوش و فربہ کند

اگرچہ با حقیقت ذکر کہ اعراض و اقبال است و راں سیر ہم درج کردیم لیکن ذکر خفی پوشیدہ
 است کہ ملک را نیز براں اطلاع نیست۔ ان ذکر فی فی نفسہ ذکر تہ فی نفسہ و هو الحافظ
 لہذا الذکر و هو الذی یرقبہ بلا واسطۃ و سبب بالمتعلی فی الخلوة التي ليس فیہا الا
 هو ان ذکر فی فی ملاء المدعکة او غیرہم من الانس ذکر تہ فی ملاء خیر منہ
 فان فی ہذہ الملاء نفسہ داخل و فی ملاء الحساب تفتی النفوس بظہور الکبریا
 عدم خیریۃ الملاء بالنسبہ الی ملاء آخر لا ینا فی خیریۃ بعض اجزاء الملاء النازل
 بالنسبۃ الی اجزاء الخیر۔ بر سر سخن رویم ترقی و ذکر نفسی است و بس علی ما بیننا۔ و ہر ذکر
 ملائے کہ خالی از ذکر نفسی است در جہ پیش ندارد۔

صاحب و روے و سوختہ جاں می باید
 آتش زدہ بح نمانے باید

اما سوال آنکہ بعض از طالبان اظہار طلب طریقہ می کنند لیکن در لقمہ احتیاط نمی کنند الی آخرہ۔ مخفی
ماند کہ پیش ازین در خاطر فقیر این معنی خطور نمی کرد کہ دریں باب وسعتی کرده شود۔ اکنون نیک افتاد
و ہر کہ می تواند رعایت احتیاط کرد و تقصیر نکند و نسبت با دشمنان نیز مبالغہ نہاید مباد کہ از اہمال و مسامہ
و بکراں مسامہ در ہمہ راہ یابد البتہ دریں باب مسامہ نکنید کہ رعایت طریق جذبہ بے این روش تمام
نمی شود و جمیع کہ رعایت نمی تواند کرد و در باب ایشان مسامہ نکنید لیکن در حدود شرعیہ باشند
آن نکنند کہ ہر چہ از حلال و حرام یا بند بخورد و بیچ پاک ندارند نعوذ باللہ منها۔ اگر کسی ہم چنین
باشد ملاحظہ معنی اللہ حاضر می فرماید تا بآدم و شد و ملازمت شما خجل شود۔ و از ان معنی باز ایستد و راستائے
آدم و شد و مذمت لقمہ حرام و بے خاصیت آن سخن کنید و اگر این چنین بے پاک است لیکن مستعد تیز رو
است می توان با وجود آن خرابی طریقہ گفت امید کہ خود متنبہ شود۔ و اگر نشود بعد از ان کہ او را یقینی
باین طریق پیدا شود فی الجملہ نسبت بدست آورد سلب نسبتش کنید تا شامت لقمہ را بدریاد العرض
تا تو انید مظهر رحمت باشید و فائدہ بخلق خدا برسانید اگر جمعی میخواہند کہ مجرد استناد باین طریق پیدا کنند
مصافحہ و معاہدہ کنید و عہد کنید بر متابعت شریعت و حفظ عقیدت از کدورت ہوا و بدعت و شما
عہد کنید بر ثواب و نجات آخرت۔ فمن نکث فانہما ینکث علی نفسہ و من اوفی بسا
عاهد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیمًا۔ اگر شجرہ طلب کنند تا ہمائے مشائخ را تا حضرت
مولانا نوشیہ بدہید تا یاد گیرند ما را از خرابی خود شرم می آید کہ نام ما در سلبک خواہد آمد و آید گاہی
برائے توفیق ما فاتحہ خوانید این جامعہ کہ مصافحہ خواہند کرد و اگر تو انند و از وہ رکعت تہجد و چار رکعت
بدو سلام اشراق و دو از وہ رکعت چاشت و چار رکعت سنت عصر و بعد از سنت مغرب چار
رکعت نفل بدو سلام بکنند و دو رکعت تحیت مسجد ہر گاہ کہ در مسجد در آئند و بنشینند مگر آنکہ بعد از طلوع
آفتاب و بعد عصر در آئند و دو رکعت شکوہ و ضرر ہر گاہ وضو کنند الا ہاں دو وقت۔ دو و اہم وضو رعایت
کنند ازین جملہ آن قدر کہ تواند بکنند و اگر ہمہ را کنند بہتر و کامل تر و اگر حق سبحانہ توفیق زیادہ بدہد
ہمیں نماز ہا را خصوصاً نماز شب را بہ تطویل قرأت دراز بکنند۔ اگر سورۃ طویلہ یا و نداشتہ باشند سورۃ
اخلاص را چند ان کہ تواند تکرار کنند۔ اگر فراغ و خفت باشد ایستادہ و الا نشسته نماز را ببلالت و
کسل جمع نکنند و دو رکعت آخر اشراق را بہ نیت استجارہ جمع بکنند و دعائے استجارہ تا اللہ ان

کنت نعلم بخوانند و بجائے آن خود دعا اللہم انی لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا
 حیوة ولا نشورا ولا استطیع ان اخذ الا ما اعطیتنی ولا ان اتقی الا ما اوقیتنی
 اللہم وفقنی لما تحب وترضنی من القول والعمل فی یسر وعافیه اللہم خیر لی
 واخیر لی ولا تکلنی الی اختیاری طرفه عین ولا اقل من ذلک اللہم اجعل الخیر
 فی کل قول وعمل اریدہ فی هذا الیوم واللیلة الی تلک الوقت بخوانند و عید ما ثورہ صحیحہ
 کہ بعد از فراغ در کتب صحیح مقرر شدہ آنچہ خوانند و ہر دعائی کہ در وقت کتب صحیح مقرر شدہ
 بخوانند و از نوافل صیام آنچہ پیش علما مستحب است از صوم دو شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ و لیکن جمعہ را
 تنہا نہ و از صوم ایام بعض و از صوم سہ روز از اوّل ہر ماہیہ الاشوال آن قدر کہ خوانند بر آرد
 والسلام والا کرام

حدیث فان ذکر فی فی نفسہ ذکر تہ فی نفسی وان ذکر فی فی ملاء ذکر تہ
 فی ملاء خیر مندہ را بعض از علماء دلیل جواز ہر دلیل خیریت ملائکہ بر آدمی داشته اند کما ہوا الظہر
 لیکن اگر مراد از ذکر نماز باشد و از ذکر ملائکہ قرأت ہر باشد کما اشار الشیخ رحمہ اللہ عنہ
 فی صلوۃ الاستسقاء فی الفتوحات المکیہ لا یلزم شیء منہما اما الاول فظاهر
 کلاما الثانی فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن ما مومنا اصلا لیکن مذہب شیخ
 فضل ملا علی است بر خواص بشر و ہوا راجع الی فضل ولایۃ الخاصۃ ای الوقت الذی
 لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل الی الولاۃ مع النبوة مع ان الفضل
 الجامعیۃ مسلم فالولی المستہلک فی زمرة المہمین من الملاء الاعلی والبشر اسم
 الجامع المراد من الخواص الرسل وعامة العلماء یفضلون خواص البشر
 علی الخواص من الملک و ہر رسلہم ہذا متفق علیہ بین الشیخ والجمهور فافہم
 مقامی نوشتہ بودند کہ رسیدم و مخصوص بحضرت ختم الخلافة یافتم بارادہ ان دو شبہ است یکے آنکہ
 در اوّل خود را نامناسب می یافتند بعد از ان بتدریج می رفتند و متصل شدند و در این میان ترقی در
 کلام ہمت شد کہ سبب وصول شد اگر ہمت جذبہ راجی گویند ظن این است کہ ہمت پیش ازین
 مقام تمام شدہ بود و صفاء قلبہ مشہود سبب رسیدن آن مقام نیست چنانچہ خود اشارت کردہ اند

کہ آن مقام مجذوب سلوک تمام کردہ است و اگر بہت سلوک راجی گوئند می بائست دریافت کہ چه صفت بدست آمد کہ آن مقام پیدا شد۔ شبہ دیگر آنکہ چون تواند کہ آن مقام دیگرے را نباشد اقطاب وقت را کہ در ہر وقت سند زمان اند و بہت جذبہ یا سلوک چون نقص باشد بارے رجال آن مقام را و اہل قوام اور او فرو و او را و نامناسب اور بہ تمام بنویسند شاید امرے مشخص شود۔ می دانم کہ ما را مناسب نیست بآن مقام بارے بہ نویسند کہ عدم مناسبت چہ نوع است دیگر مکرر توجہ نمائند بہ بنیاد کہ ترک مشغول ساختن مردم نسبت بامر ضعیف است یا نہ؟

ایضا این جماعت کہ مصاحب مانند ایشان را نیز در صحبت دیگران فرستیم و خود مجرد باشیم مرضی ہست یا نہ اندیشہ بادشاہ را در خاطر نیارند۔ غرض دیگر داریم البتہ مکرر و اوقات نیک توجہ نمائند بدست محمدیے نوشتہ فرستند۔ اگر شیخ نور بہ نقطہ فوق رسیدہ باشد۔ شیخ نور بسیار دیگر اسرار محفوظ دارند چنانچہ خصوصیت آن مقام را نسبت بحضرت ختم الخلافت اظہار نکنند مردم در غلطی افتند سبب فساد عقیدہ می شود والسلام

این رقعہ بہ یکے از خادماں کہ اورا بلا ازمت مجبور کردہ بخدمت و دیدن مشائخ عہد فرستادہ بودند و امر فرمودہ بودند کہ اختیار خدمت ہر یک از مشائخ دیگر کہ خواہد بکند و این در ماندہ بحض ضرورت امر اختیار این سفر کردہ بود و بجے اجازت بوطن اقامت مراجعت نمی توانست نمود با و نوشتہ بودند۔

۹۔ بہ یکے از خادماں مجبور باین بد بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز السامی در ہدایت حال بلا ازمت عزیزی بہ طلب مقصود و حقیقی رقعہ بود آن عزیز فرمودہ کہ آنچه تو عے طلبی در قدم اوّل گزاشتنہ آمدہ ہماناں کہ حضرت سلطان را بخدمت والدہ امر کردہ بودند بارے ہر حال العود احمد شہارائیز متابعت آن قافلہ سالار شطراط طریق مراجعت می باید نمود شاید مشابہت صورت منتج مناسبت معنوی شود حقیقت معیت حق و مشمول وجود مطلق آشکارا گردد۔

پہچو نابینا مبرہر سوئے دست

با تو در زیر کلم است آنچه ہست

بیکے از طالبان کہ بواسطہ شغل کسب باسباب معیشت شغل باطنی بفرمودند و او مستدعی می بود
ایں رقعہ باو نوشتہ بودند۔

۱۰۔ بہ یکے از طالبان محبت نامہ کہ دریں و لامرسل بود مطالعہ نمودہ شد موافق باشد حق تعالی
در خود کرامت فرماید آنچه در باب طلب مشغولے مرقوم بود بالفعل برہاں چہ مقرر شدہ باشد ہفتاد
ہزار بار ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ در مدت یک ماہ یا کم یا بیش نیک است مدار بر
رابطہ و صدق اعتقاد است انشاء اللہ تعالیٰ آثار گسستگی و بے تعلقی روئے نمودہ مقصود
بحصول پیوند و اکابر فرمودہ اند کہ روئے دل از دشمن برگیر و دست طلبیدن چہ حاجت والسلام

۱۱۔ در میان شب خواہ در ثلث آخر خواہ در نصف آخر و خواہ در ثلثین آخر و خواہ در ربعین میانہ
از خواب برخاستہ ہر دو دست خود را بر دو چشم خود مالیدہ بر ذکرے از اذکار مشغول شوند خواہ تسبیح
خواہ تہلیل خواہ تکبیر خواہ آیتے از آیات قرآنی اگر آیت ان فی خلق السموات والارض
واختلاف اللیل والنهار تا آخر بخوانند بہتر چہ سنت است بعد از اذان دو رکعت شکر و ضو گزار و
دعائے جامع مثل ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الناس یا
دعائے دیگر از ادعیہ ماثورہ لیکن دعا را مسبوق بتحمید و ثنائے الہی و صلوة و درود حضرت سالت
علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات بکند بعد از اذان و اذانہ رکعت تہجد شمش سلام بگزار و نہایتش
این است اقلش دو رکعت یا چہار رکعت اگر کبر سن یا صغیر باشد بکند بعد از فراغ نماز کلمہ لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ را آہستہ چنانچہ خود نیز نشنود و بگوید لیکن در اثنائے گفتن حق را جل جلالہ
حاضر و اند چنانچہ گوئیایم بنید چہ حق از رکب گم دن ہر کس باں کس نزدیک است و معنی کلمہ لا
متصرف الا اللہ باندیشد چندان کہ تواند تکرار این سبق نماید و چنان اعتقاد کند کہ در ہر نفس
از سرایاں آورد قال اللہ تعالیٰ و قبارک یا ایہا الذین آمنوا آمنوا اقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جدد و ایہا شکہ بقول لا الہ الا اللہ۔ چون نماز فجر
بکند باز بہاں تکرار خود مشغول شود تا آفتاب مقدار یک نیزہ بر آید۔ چہار رکعت اشراق بدو
سلام ادا کند۔ اگر حق تعالیٰ توفیق بدہد کہ تمام اوقات خود را مصروف این طریق بداد و واسطہ

۸۵
فیوض عظیمہ
کے ترجمہ میں
ہر کوئی اس مسئلہ پر

فیوض عظیمہ خواہد بود و من قرع باب الکریم و ليج له
اگر تو پاس داری پاس انفاس

بسلطانی رسانندت ازیں پاس

و السلام علی من اتبع الهدی

۱۲۔ بہ شیخ تاج الدین۔ دماغ خشکے شمار کہ در باب شیخ ابابکر منوہ بودند۔ خواندیم۔ ایں نوع
چیز ہا مناسب مقام شفقت و کارشناسی نیست۔ اولیاء از کباتر محفوظ نیستند۔ نامراد لیے چارہ کہ
روزے چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد۔ تا خلاف چشم داشت از وظاہر نشود
خصوصاً کہ اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد۔ استقامت صفات از منے باید چشم داشت، اگرچہ
بولایت برسد۔ خداوند و راں وقت پہ نامعقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از
نظرش پوشیدہ باشد۔ کارخانہ دیوانہا و دیگر ست نمی بیند کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است
بالجملہ ہمہ زاد و مرتبہ اش معذور سے باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی باید کرد بل محبت وجود را
باید دید او ب شناخت ایں است نفوس مختلف اند بعضے امارہ و بعضے مطمئنہ و بعضے در میان
کہ آن را الوامہ می گویند۔ آں ہم اگر از ذوی العقول باشد مطمئنہ نفوس اولیاء است۔ از باب نفوس
امارہ را نیز معذوری باید داشت بل بنظر لطفت باید دید در ہر کار سے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد
طعن اہل سنبھل را نیز انکار نمی باید کرد۔ بل بنظر ترجمہ در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند
و شیوہ نفوس را فراموش کردہ اگر عاجز سے یک گناہ بکنہ حکم بر بطلان او چہرہ کنند و مجموع امور اورا
توبیس چہرہ حکم فرمایند الحمد للہ و المنة کہ ملامت نصیب اولیا است مانوہ در ظہور ایں امور طریق دیگر
داریم ہر گاہ ملامت می رسد و خود سے نگریم و یک بد صفتی در خود سے یا ہم و ایں اشارت را مواضع غیبی
میدانیم چنانچہ وریں مادہ نیز در خود نفاق با و تبلیغات یا قییم و التجا بحضرت کرم او برویم انشاء اللہ
مرتفع شود بار سے بگوئید کہ از شنیدن ملامت سنبھلیاں چہ ضرر لاتی خواہد شد عبادت را قبول
خواہد بود یا صفائے توجہ بر طرف خواہد شد یا در گاہ خداوندی خواہد شد چہ خواہد شد۔

ع مشوقہ ترا و بر سر عالم خاک

و السلام

۱۳۔ حق سبحانہ و تعالیٰ دیکھ کر موراہ سعادت مفتوح وارد سعادت و انقیاد احکام شریعہ است و قوی ترین سبب در تحصیل انقیاد محبت خدا و رسول است۔ وسیلہ در رسیدن سعادت محبت خدا و رسول محبت و خدمت دوستان حق است۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاه ہستش ورق

۱۴۔ و تفک اللہ تعالیٰ آنکہ صور موجودات یک موجودی نماید۔ سہل است لیکن مبشر است بظہور اللہ من وراءہم محیط۔ انشاء اللہ تعالیٰ ظہور کند و آنکہ جز محبت حق تعالیٰ باقی نمی ماند۔ یک است، مبشر است بظہور استہلاک و انوار ذات رزق اللہ۔ لیکن دریافت این کہ جز محنت باقی نماندہ دشوار است و ہر گاہ محقق شد کہ جز محبت حق سبحانہ ہیچ باقی نماند و این معنی غلبہ کرد و بے شعور مطلق ساخت نوع از فنا است۔ مبارک است مبشر است بظہور سعادت وصول۔ لیکن فہم این و تحقیقش بغایت دشوار است صور شبیہ بسیار دارد بالفعل غایت اہتمام مرعی باید داشت و بکار باید کوشید۔ بعد از ملاقات تحقیق خواہم کرد۔ دیگر بر تقدیر و بر تقدیر وصول نیز سعی بلیغ باید نمود کہ انوار الہیہ بے شمار است ہمت را پست نباید داشت۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

این رقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۵۔ کتابت کہ ارسال داشتہ بودند رسید و آنچه از کثوف مذکور بد طریق آن بغایت مرضی و صحیح و مستقیم و مستحسن است۔ چوں این طریقہ شمار نہج واقع شدہ کہ بے قول و زباں چیز ہا کثوف می شود چہ حاجت است کہ بیاں ہمہ وجہ نمودہ شود۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد از ملاقات آنچه باید گفت بحضور گفتہ خواہد شد۔ ہر گاہ استخارہ کنند و ظاہر شود کہ البتہ باید آید بیا شد و الا فلا۔ الحمد للہ علی الاحسان۔ دیگر ضعف با بغایت قوی است و اندازہ اب مکتوب اول نوشتہ نہ شد یا راں این جائے یک نوع بکار طور می باشند صحیح نیست کہ واسطہ سرگرمی شود۔

ایں رقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۶۔ یہ شیخ احمد سرہندی۔ ابواب کرم یو یافو ما مفتوح باد کتابتے کہ مشتمل بر وقائع و احوال بود رسید فرصت مطالعہ و تحقیق نہ شد انشاء اللہ العزیز بعد از تحقیق چیزے نوشتہ خواهد شد۔ آنچه در نظر اجمالی در آمدہ خود نیک است تعبیر جامہ پارہ و شخص و پوست اگر بعین ثابتہ و تعین در مرتبہ و جوب باشد بسیار نیک است مرتبہ و جوب ہماں وجہ خاص است تعین حادث اذ انعکاس عین ثابتہ بظاہر وجود برزخی است بین الوجود والعدم و ہما الظاہر والباطن کا الذبۃ بین الطرفين فالممکن هو التعین الخارج الذی هو من المعقولات الثانیۃ والمعقول الثانی ایضا برزخ بین الوجود والعدم فان له من وجہ تعلقا بالوجود ومن وجہ تعلقا بالعدم۔

اما آنچه خود نوشتہ کہ آل جامہ پارہ را عین ثابتہ خود تعبیر کردہ و آل پوست را کہ آخر خود را ہماں یافتہ اید و آل جامہ را از خود بیگانہ اشارت برزخیہ داشتہ اید۔ خالی از تکلف نیست آری شما خود برزخ مذکور کہ غیر آل است کہ ما نوشتہ ایم شدہ اید و اتصال بان یافتہ لیکن بیگانگی آل جامہ پارہ ازال جملہ بعید است۔ بارے بہر حال نیک است و آنچه در رسالہ سلسلۃ الاحرار در برزخ بین الوجود والعدم نوشتہ ایم غیر اینہا است ان شاء اللہ العزیز بتفصیل کتابت اول و آخر جوابی خواہم نوشت۔ سفرو وطن را رعایت بسیار بکنید کہ تحصیل مقامات سلوک پر ضروری است۔ مولانا عبد الہادی راویں چند روز بجانب خانہ اش بفرسید تا والدہ خود را بہ بنید کہ می گویند بسیار و گیر است بعد از تسلی والدہ خود باز پیش برو و محمد صادق با ہمہ دوستان بدعا مخصوص اند

ایضا بجناب شیخ احمد سرہندی بقلم مشکین رقم صا و شد۔

۱۷۔ ابقاکم اللہ تعالیٰ۔ خدمت میاں صدر جہاں استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند تعلیم ذکر کردہ شد۔ چوں مراقبہ خاصہ این طبقہ از مقولہ درس و بیایں نیست و ایشان ارادہ ہماں داشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شما تصحیح آل نمائند حصول آل بے ظہور تصرف متعذر است انشاء اللہ تعالیٰ وجہ اتم ظاہر شود۔ دریں اوقات ضعف کاتب قوی است فرصت صحبت و

سرو برگ توجه نمائند شمایز بعد از استخاره بیائید چنانچه پیش ازین مرقوم بود که اگر البته باید آمد -
بیائید و الا فلا - شاه حسین نیز بهمان نوع کند و الدعای

۱۸- به شیخ احمد سرسندی - میاں شیخ محمد در خدمت شما خواهند بود و ملقت باشند و بر آنچه
لائی بحال ایشان است امر نمائید جناب حاجی عبدالعزیز دعا گفتند بجز اجابت مقرون با و
محمد صادق و محمد سعید و سائر اعززه دعا قبول نمائید - و الدعای

مکتوب مرغوب بجناب شیخ الهداد رقم فرمودند -

۱۹- به شیخ الهداد - جناب مخدومی میاں شیخ الهداد سالم و غام و در سیر و سلوک باشند سیر فی اللہ
را بحقیقت آنها دارند که بعد از تحصیل جذبه و استهلاک در معنی که مستفاد است از سخن اقرب
بمد و فیض الهی تزکیه نفس می یابند و از جانب دیگر محل ظهور اعتبارات حقیقت می شوند از حال
اینان جز هم سبقان نیز موش و استادان حاذق با خبر نیستند اولیائی تحت قبائی که لا یعرفهم
غیری علی روایة من قرء بباء النسبة بارے این قدر می دانیم که سلطان اہل طریقت
و گنج حقیقت قطب ارشاد و پیر آگاه خواجہ عبید اللہ احرام قدس اللہ سرہ العزیز در فقرات
فرموده اند کہ اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوٰت ائمتہا و اعتقاد اہل سنت و الجماعت
و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است چه دنیا و چه آخرت دیدار نشاء آخر صورت این نسبت
است چنانچہ بہشت صوری صورت اعمال صوری است و السلام

یکی از مخدوم زادہ این سلسلہ شریفیہ کہ بجانب ولایت بود بقلم مشکین رقم قلمی فرمودہ
بودند نام او معلوم نیست -

۲۰- یکی از مخدوم زادہ ہائے این سلسلہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از جمیع ثابا لیسنتی ہا محفوظ و
مصون دارد و خاطر مبارک متفرق نباشد - بدو ارواح طیبہ اکابر کفایت روائے نخواہد داد - آنچه
می باید آن است کہ قصد او اختیار را در اکنہ خمیثہ نمی باید در آمد باقی مجموع امور از آفات محفوظ

خواهد بود۔ ظاہر است کہ اعتماد کلی بہمت حضرات خواجگان خواهد بود۔ این کمترین مریدان نیز درین معنی موافقت خواهد نمود و از ان برگزیدگان التماس لطف خواهد نمود و خلیفہ خدمت آن بود کہ در ملازمت مولانا ترسول لبشرت ملازمت می رسید لیکن خدا علیم است کہ ضعف جسمانی سدِ راه است۔ اگرچہ بعضی از موانع دیگر نیز ہست۔ باری اگر خواست الہی باشد و رفع موانع شود بجان و دل متوجہ خدمت خواهد شد مخدوم زادہ بر خورداد بندگی قبول نمائند۔ جناب شیخ ابوالحسن نیز والدہ جامع الاخلاص۔

۲۱۔ ہماں شکستہ دل و درد مند و مسکینم
ہماں جفاکش و سرور کمند و یرینم
این بیت محلاً بار از اظہار مخزن و نات خاطر فارغ ساخت چہ عرض محرومی از وصول بہ مقصد المقاصد و چہ بیان خار خار چہرہ دل کہ تفصیل مرتبہ روح است و چہ از مجوری از مقام انفس بہ صفات جمیلہ خواہ جمال صوری خواہ جمال معنوی شاہد دل را وجوہ بسیار است بہر وجہ مائل مشاہدی است۔ آل لطیفہ روحی است کہ راہ خاص او جز احدیت صرف نیست زندگی و مروری آدمیال منوط و مربوط بہ ہمیں رفتار است از محبوبان تفصیلی بندگان درویشی منظر بکرم جوئی و آراستگی و بے عرفی ما را مشتاق خود دارند۔ دُعائے نیاز مندانہ قبول نمائند و بتوجہ و فاتحہ مددی نموده باشند۔ مخدوم مولانا محمد صوفی بحقیقت اسم خود بر سند والسلام والا کرام۔

۲۲۔ ضیق وقت مانع تمہید مقدمات مخلصانہ شد۔ لاجرم بکوتاہی املا و کمی کاغذ و بے ربطی عبارت راضی گشت چہ سخن نہر گاہ از مرکز خود بر آید۔ بر مجموع اسباب آن فتور می رود و مدعا تبیکہ از مد کہ سری زند قطب دائرہ ملاحظت است خیالی و تکلفی کہ لائق حال اہل آن است آنہا سر انجام آن می توانند داد حال بہ تمام معلوم شما است کہ خلوت خانہ اندیشہ ما را چہ می رود۔ با وجود تفصیل آنرا خود خواہم کرد انتشار اللہ تعالیٰ دریں چند روز لبشرت ملاقات خواہم رسید والسلام

۲۲۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔ برحمت سابقہ دریابد
و بیوساطت نگاہ پستے صوری و معنوی حجاب نابود مارا از ما بر باید بمنہ و کمال کرمہ و عنایت نامہ نامی
مملو از جواہر لطافت رسید دل و راہت از و روح در پرواز آمد۔ بیت ۷

زہر نکتہ حسد و کافری و گریافت

زہر خط خاطر آرامی و گریافت

الحق باہمہ اجمال و کم سخن نسخہ تفصیل آدمیت بود و مقصود آفرینش را کہ طلب مقراضی و تنفر
از اختلاط بہ و حوش صحرائی باز ماندگی باشد با خود داشت حق سبحانہ و تعالیٰ ایں شکستہ پائے زاویہ
سیاہ ولی و کاہلی طبعیہ را نیز باین برساند

ایں کتابت بجناب ملاذی امید گاہی خدمت شیخ تاج نوشتہ شد۔

۲۳۔ بہ شیخ تاج الدین۔ نیازمند مخلص و محب مختص دولت خواہ و آرزو مندی باشد۔ کرم فرمودہ
در باب رفتن با گھر مشورت کردہ بود و نہ استغنت قلبک و لو افتاک المفتون۔ ہرچہ
خاطر الہام پذیر بر آں قرار می گیر و صراط مستقیم است۔ با وجود استخارہ طریقہ مسنونہ است و
آنکہ از خواب ہائے مختلف غریب مرقوم بود بحسب تجربہ معلوم شدہ کہ گاہے منشأ آں ضعف
قوائے جسمانیہ می باشد خصوصاً کہ مردن شخصے دیدہ شود گویا کہ طبیعت خود را دیدہ ایں قدر است
کہ آں شخص را بحسب طبیعت و ضعف مناسبتے باین راہ دریں وقت پیدا شدہ خدا تعالیٰ
در حفظ خود نگہدار و باکے نخواہد بود و ایضاً بعضے از مقامات را مناسبتے موت است ہماناکہ
در اں مقام صفت افادہ ازاں سالک منعدم می شود و من ز ارحیاء و لہیرزق منہ شیئاً
فکانہما زار میتا شاید بعضے از مناسبت ہا و یکدیگر ہم باشد۔ بارے موت را بآں مقام مناسبتے ہست
و یکدیگر ظاہر ایں است کہ بعد از رفتن جماع واقع شدہ باشد و دریں میاں بعضے از ادویہ حارہ نیز خوردہ
باشند لشک نیست کہ نسبت بمزاج شریف ایں معاملہ واسطہ پریشانی خواب و فراموش کردن
آں می شود و ہم چنین واسطہ یک قسم فرو آمدن از استغراق نیز می شدہ باشد و ایں ہم سبب خواب
پریشانی می باشد انشاء اللہ العزیز خیر باشد ایں مخلص نیز بغایت ضعیف و بے قوت و فسرودہ

می باشد۔ طاقت یک ذرہ نیروئے نمانده حکیم مطلق کریم و رحیم و وہاب است کارها بر مراد خواهد شد۔ بر مرضیات خود بدارد و بر ہمالا بمیراند و در سلک اہل رضا محشور گرداند عنایت نموده بودند کہ خبر بسیار است کہ نوشتن آن خالی از غلطی نیست۔ التماس آن است کہ بر ہر تقدیر بقدرے کہ توان نوشت بنویسند و بگویند بخاری کہ او در ترقی دارد و چوں در خدمت شماست چہ حاجت کہ این جا بیاید اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آن چیز و بگیر است۔

ع من کیم لیلے و لیلے کیست من

مولانا یعقوب را کہ فرستادہ ایم نیز پان نیت البتہ خبرے بیارد و اگر مرضی است و خبر است بیارد و الا فلا۔ و کان این معاملہ چنداں گرم نیست نزدیک است کہ سر وی تمام رونماید اما خدا نگہ دارد۔ والد عامح الا خلاص اگر چہ تصدیق است لیکن ہر چہ باشد نوشتہ ارسال دارند۔

این رقعہ بیکی از طالبان وقت بہ قلم مشکبیں رقم اصدار نمودند۔ مراد از یکے طالبان وقت نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضیٰ خان است

۲۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بمنہائے مطالب برساند۔ اہل تحقیق می گویند۔ آئینہ مدرکہ را دورو است۔ یک رویش بخلق و دیگر بخالق۔ ہر گاہ کہ دُورے بخالق است در میاں آید مقصود حاصل است و این سعادت در ہر یک آن می تواند بود۔ مجذوبان سالک باہن طور اند الغرض رشتہ امید را بیچ وقتے از دست نمی باید داد۔ بیت ۷

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کسند آگاہ نباشی

این رقعہ بجناب شیخ تاج الدین قلمی فرمودند۔

۲۶۔ بہ شیخ تاج الدین۔ السلام علیکم و علیٰ من لدیکم۔ جمیع اہل بیت از خود و بزرگ و سایر اعزہ و رفاہیت و عافیت باشند صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم و ما عند اللہ باقی

استقام باید نمود که زندگانی جز در مرضیات الهی صرف نشود و بالقی زاید و بے اعتبار بل مکره و مردار است۔ حیاتِ صوریہ معلوم است تا چند و ناخواہد کرد۔ اہل عقل را فکرِ آل منزل از ضرورت است زیادہ چہ گوید والدعا۔

۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ استقامت در کار نصیب کند۔ احتیاط و رقتہ پر اگندہ و اجتناب از ظہور صفاتِ نفسِ مقوی شوق است سعی و کوشش نماید کہ لقمہ حرام و مشتبہ خوردہ نشود و صفاتِ ذمیمہ نفسانیہ از غضب و بد خلقی و شہواتِ غیر ضروریہ بظہور نیاید۔ خلاصہ از مہلکات جز بحسن اختصار و التجا بجناب حق سبحانہ بیست نیست و اما متضرع و نیاز مندی باید بود و پیش ہر ذرہ از ذرات تواضع و فروتنی باید نمود۔

بے عنایات حق و خاصان حق

مگر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

حرکت قلبی ہر گاہ بروفق حرکت ذکرے شود یا بسمع خیال کلمہ اللہ مسموع شود۔ عبارت از ذکرِ آل گوشت پارہ صنوبرے است۔ آل را نیز ذکر قلبی می گویند و از خیر اعتبار بیرون است و ذکر قلبی عبارت از حضور و شہود است۔ بجناب حق سبحانہ ہر گاہ این معنی دست دہد دل شمار از خطور اغیار برہاند و ذکر را گزاشہ محافظت او نمایند و ہر گاہ فرو نشینند باز بر سر ذکر او بروید تا زمانیکہ آل دولت ثباتی پیدا کند۔ آل زماں ذکر را با او جمع کردہ فطر الطاف بے نہایت باشد بعد از ان رسیدنی است نہ گفتنی و ہر چہ بظہور رسد بہ تفصیل مابا بنویسند۔

۲۸۔ ع۔ نیاز مند تو ایم ای نیاز پرورہ
ابن رقتہ قبل مرض موت کہ امراض مزمنہ غلبہ ہا نمودہ بود بجناب ارشاد پناہ مقرب آنحضرت
شیخ تاج الدین جویو نوشتہ بود ند بجناب مشائرا الیہ بعد از وصال آنحضرت قدس سرہ رسید۔

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں اوقات در عارضہ سردی یک قسم تخفیف ہست لیکن گاہ گاہ از حرارت و یوست و ماغی صورت عجب دوائے مہد ہد کہ بتقریر راست نمی آید انشاء اللہ

تعالیٰ واسطہ خیر باشد و در اوقاتیکہ خوش آید عبادت و شکستگی و نیازمندی ہرچہ مبیسر شود
از حمد و ثنا و استغفار و تسبیح و تہلیل و صلوة و تلاوت نیک است مگر در غیر تلاوت و صلوة
رعایت اخفا از طریقہ این خانوادہ است والسلام والا کرام

خارے یکے از امرائے مخلص مستعد کتابتے نوشتہ بود و این امیر مکرراً عرض و نیاز ہاید گاہ
عالی عرضداشت می نمودہ بود و فرصت جواب نوشتن نشدہ - در پست کتابت ہمیں خادم
چند کلمہ حسب التماس جمعے از ارباب حاجت قلمی شدہ بود و باین تقریب در جواب عرض
مشار الیہ این چند سطر شرف درو یافت - بعد از رسیدن این دوسہ سطر مسموع شد کہ در احوال
این مستعد کور تغیر بسیار راہ یافت و اثر کرد امید کہ سر رشته آنرا باعمال خیر استحکام دادہ باشد
تا برکات این تصرف سرمدی کردہ با وجود مقتضائے رب حامل فقہ الی من هو افق و
بہ توفیق اللہ تعالیٰ درویشے را مصحوب نیاز نامہ خواہد فرستاد و اشارت بروشے خواہد کرد و انشاء اللہ
تعالیٰ موافق افتد و درے مفتوح گردد -

۲۹ - بہ یکے از امرائے مخلص حضرت و اہلب العظیات از خزائنہ غیب اضعاف آنچہ دلخواہ
دولت خواہان است برساند بمنہ و کمال کرمہ امیدی دارد کہ رقیقہ مناسبتے کہ جوہر و حایتیت
عالی قطرات را در حرکت دارد - در عرصہ شعور بظہور آمدہ دست تطاول طبیعت و ہوار ابریکار و
کوتاہ دارد - این ہا ہمہ عبارت از آرائی است - اللہ عز و جل تکلیفی الی نفسی طرفہ عین - تمام
است - بیت ۵
کے بود ما ز ما جسد اماندہ
من و تو رفتہ و حسد اماندہ

و انکہ در التفات نامہ قلمے بود کہ این بے حاصل متصدی شرح طریقے شو کہ موصل
بمقصود باشد ہر چند کہ نہ در نور حال و مقام من است - بیت ۵
در عشق تو معروغم از وصل تو محروم
گرگ دہن آلودہ یوسف ندیدہ

۱۳۱۔ حق سبحانہ و تعالیٰ براں دارد کہ رضائے او باشد۔ و نیائے دین بھی است قدیم پیچ کس را
دوروز بر یک حال نگذاشته۔ عاقبت از دوستان و خویشاں بریدہ قطع و نیائے بے مدار
می باید کرد۔ عاقل آن است کہ عمر حیدر روزہ بخورد و صرف طاعت حق کرده تمام متوجہ دار
خلو باشد۔ والسلام والا کرام

۱۳۲۔ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین۔ مسلمانی کردن نهادن است احکام الهی را۔

کہ با عی

خواهی کہ بصوفی گری از خود بری

باید کہ هوا و هوس از سر به نہی

آل چیز کہ داری بکف از کف بدی

ہر سنگ بلا کہ بر تو آید نہ بھی

سخن سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ است کہ تصوف آن است کہ آنچه در سرداری
بہی و آنچه در کف داری بدی و از آنچه بر تو آید بھی۔ مسلمان آن است کہ او را در ہر دوسرا
جز حق سبحانہ مرادی نباشد۔ والسلام والا کرام

۱۳۳۔ ایں رقعہ بجناب عالی مرتبت شیخ تاج الدین در اول حال حضرت خواجہ بقلم مشکیں رقم

شرف صدور یافت۔

۱۳۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ بدانکہ سالک طریق حق را قدم اول توبہ بصوح است و اعتقاد

صحیح و درست بر مذہب اہل سنت و جماعت۔ چوں مداراں صفت بر علم است پس بر توبہ و

کہ ملازمت علماء تمام عمل پاکیزہ اعتقاد را بقدر حاجت از دست نہ دہی و حتی الامکان تحقیق

دین و ملت خود می کردہ باشی مدار ظہور حقیقت بر جذب و کشش الهی است و جذب و کشش

موقوف است بر آنکہ ترا بوصف محبوبی برگزینند و این مہبت علیا مشروط است بر متابعت

سید الاولین و آخرین ظاہر و باطناً قال تبارک و تعالیٰ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 بناگاہ غفلتے رو و آنرا گناہ عظیم شہرہ سحت متالم و محزون شوی و در آن حزن بدرگاہ حق بدرمنبالی
 کہ لوازم بشریت از تو برگیردی باید کہ ہمیشہ بصفت عجز و اضطراب بر آئی تا مجیب مضطرب کار تو
 سازد۔ دیگر بر تو باد کہ بر کسے اعتراض نکنی و آزار خاطر بخوئی و محبت دوستان حق سعادت عظمی
 شماری۔ اما از اختلاط بصوفیاں جاہل احترام نمائی۔ دیگر از غیر خدا طلب نکنی کہ حجاب بزرگ
 و سر قوی طلب از غیر اوست۔ ہر گاہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ را بگوئی در دل بندیشی کہ نیست معبود
 غیر او۔ بدانکہ ہر چہ محبوب و مقصود و لست ہماں معبود و لست و ہر چہ ہوائے لست خداے لست
 اخذ آیت من اتخذ اللہ ہواہ پس می باید کہ در گفتن آل کلمہ صادق باشی و محبت غیر او
 را بہ تمام از دل بر آری و قبلہ تو بہ خود را در ذات الہی حصر کنی۔

یارب زدو آنچه من گدای خواہم

افزون ز ہزار پادشاہ می خواہم

ہر کس زور تو طلب جتے می خواہد

من آمدہ ام از تو ترانی خواہم

سخن خواہہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ می باید کرد
 بدانکہ با این تنزہ و تقدس ہر کجا موجود است چہ در عالم معانی و آہ و اح و چہ در غیر آن مثال و
 اشباح اوست کہ از اطلاق تنزل نمودہ۔ پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در توبہ تو
 ظاہر ساز و تا چوں در آن مقام استقامت بیابی۔ ہم تفصیل او در ہمہ ہمہ او را یابی و حق را از
 باطل امتیاز دہی نہ آنکہ چوں نابینایان بے تفرقہ و تمیز ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی

رباعی

سوفسطائی کہ از خود بے خبر است

گوید عالم خیالے اندر نظر است

آری عالم ہمیں خیال است و لے

پیوستہ در حقیقتہ جلوتہ گراست

لیس کمثلہ شیءٌ وهو السبع البصیر والسلام علی من

اتبع الهدی -

یہ یکے از مریدان کہ خیلے از عمر صرف خدمتِ ملوک کرده بود و اورا انواع گرفتاریا و مستی ہا
 بود صلاح او دیریں دیدہ بودند کہ بجلالت و صفتِ قہر تربیت و پرورش فرمائند۔ مدتہا در ولایت
 بے اعتباری از ہر چہ تمام ترمی داشتندش و بطاہر نادار بود کہ باو التفاتے فرمائند بآنکہ در تربیت
 اکثر مریدان بلکہ ہمہ صفت جمال و عنایت غالب بود و ہمیں مخلص بدیں شتم تربیت اختصاص یافت
 اما بعد سرچار سال کما بیش بحمد اللہ کہ از رعونت ہا و ہستی ہا کہ غایت الغایت قوی بود و این مخلص
 از سعی خود دست شستہ بود و ببرکت الطاف حضرت پیر و تنگیر علیہ الرحمۃ حق سبحانہ خلاصی بخشید
 و آن مہر ہا با انواع الطاف تبدیل یافت چنانکہ در چیز بیاں نیاید این رقعہ بآن مخلص نوشتہ شد۔
 السلام۔ بہ یکے از مریدان۔ حق تعالی از قید ہستی و حجابِ خود پرستی برہاند۔ قوی تمیز اسباب
 وصول احترام و اجتناب از آزاد خاطر اربابِ قلوب است۔ بزرگان فرمودہ اند کہ اگر کسے از عرش
 بنفید آن قدر نیست کہ از لے بنفید القصد خوں می باید خورد و تمام ادب باید شد تا طفل نیاز و عجز
 بظہور آید۔ از پستان مکرمت شیر تربیت در خوش نشود۔ بخود سپری و خود مرادی و قلندری کارے
 پیش نمی رود۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ چوں خاطر ولی نعمت شما بسیار متوجہ مراجعت شماست
 البتہ عنانِ عزیمت بگردانید تا نخواہید آمد مارا نخواہند گذاشت ہمیشہ در تکلیف طلب شما خواہم بود
 ع۔ بیا و از دل من کوہ ہائے غم بردار
 زیادہ مبالغہ نرفت۔ واللہ عا۔

این رقعہ در فقر و نیستی و ترغیبِ بجاوہیت و بندگی نمودن بر وفق شرع شریف و از حال و سکر
 کہ مانع رعایت شرع باشد حسب متن مناسب حال طلبیہ قلمی فرمودہ اند۔
 السلام۔ بہ مناسب حال طلبیہ۔ چنداں کہ می خواہم کہ خود را در خلوت خانہ فقر و نیستی افکندہ با بود
 تا بود خود بسازم و شکایت گرفتاری و خرابی خود در میان نیارم میسر نمی شود۔

ع۔ دل ہی گوید کہ من تنگ آدم مندا کن

شیریں تو آنکہ مطلبے کہ گریباں گیر طلب و قلق گشتہ از جائے در آرد بدست نمی آید۔ پیرجام
علیہ الرحمۃ می گوید کہ آسودہ ترین خلق در ہر دوسرا غافل چندند کہ در نفس آخر تائب و موفق میزند
خوشن گفته است۔ اگر طلب حقیقی در اں وقت دامگیر شاں نشو و من کان فی ہذا اعلمی

فہو فی الخیرۃ اعمی۔ بارے بہ حال الحمد للہ علی ما انعم

ع۔ بلا و محنت شیریں کہ جز با او نیا سائی

حضرت حق سبحانہ باور و خود بداد و بہاں در و بر و بہاں در و مشور کند ہر چند کہ در نظر
باریک بیناں و عالی ہمتاں حقیقت شناس بود و نابود امور یکسان است حقیقت سر با فقر آدمی
است۔ ہر چند کہ نفس و دل را بحکم بعد و غفلت گاہ گاہ حرکت بہت مقاصد خود می شود و آن
حرکت بسطوت تجلی ذاتی و ظهور غیب ہویت فرورفتہ ناچیز می شوند۔

ع۔ صفت مغلوب را ہوتے بسند است

غائۃ الامر بہت امتثال بعضی از عبادات مامورہ و اخلاص در آن بلکہ بہت تحصیل فقر و
حقیقت بندگی آدمی محتاج است بانکہ یک دفعہ او را با بایست او در سطوت تجلی ذاتی تمام بسوزند
چوں اثر سے از آثار شعور ماند و فنا و غیبت بکمال خود برسد در اں مقام ایستادن نقص و تعطیل است
کار بندگی و عجز و مظهر شیون لا متناہی شدن دار و البتہ ہر حلیہ خود را در مقام شعور می باید داشت بشرط
آنکہ شعور و آگاہی محفوظ باشند سیر فی الدار بے نہایت است بہرچہ وجہ بنقصان راضی نباید شد کہ
خلاف مرضی حق است۔ حق تعالیٰ عالی ہمتاں را دوست می دارد۔ والقصہ عبدالوہاب می باید شد
عبادت بے غرض و بے عوض می باید کرد۔ قل ان کذبتہم تحبون اللہ فاتبعونی
یحیبکم اللہ۔

امر واجب الامتنال است ہر حالے و کما لیکہ ہست و البتہ بہت سید الاولین و آخرین
است صلی اللہ علیہ وسلم سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ می گفت کہ پیش من شراب خوردن
بہ از حالے کہ مانع رکعتہ انہ ارکان شریعت باشند رضوان اللہ تعالیٰ علیہ این است حق صریح و
علم صحیح زیادہ چہ گستاخی کند۔ والسلام والاکرام۔

در اجتناب از آنچه نباید و ترجم بر خلق بر وجهی که مرضی شرع است بیکے از سپاهیاں کہ
اظهار اخلاص می نمود صادر شده بود۔

۳۵۔ بیکے از سپاهیاں۔ حق جل جلالہ و عم نوالہ مقتضی فضل و کرم معاملہ نماید و محتاجاں را در پرتو
چراغ افروخته خود راه مقصود کشاید اِزْ حَمِّ تَرْ حَمِّ کلمہ محقق است فمن یجہل مثقال
ذرة خیراً یراک۔ ہر چیز بکاری بد روی مثلے مشہور است۔

آسائش و دگیتی تفسیر ایں دو حرف است

باد و ستان تلطف با دشمنان مدارا

سیاستے کہ بحکم شریعت غرا و نلت برہمنائے محمدیہ علی مصدر با الصلوٰۃ والتحیہ مقرر شدہ
خارج ایں حرف است امر لیت باد و ست و دشمن و نفس و غیر کردنی آن سیاست بحقیقت
مروت است۔ بیکے از حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پرسید کہ خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ حق سبحانہ در قرآن مجید ستائش آن نمودہ کہ اِنَّكَ لَعَلٰی خَلِّقٌ عَظِيْمٌ چه بود۔ آن صدیقہ
عارفہ فرمود کہ کان خلقہ القرآن یعنی ہر کجا کہ بحسب قرآن لطف بائستے نمود لطف می نمود و
ہر کجا قہر تہر، او بتام اخلاق الہیہ بود۔

بود آئینیہ کہ عکس نور شید وجود

جاوید در و بصورت اصل نمود

بالجملہ مسلمان می باید شد و بتام منقاد فرمان الہی

ع۔ ایں مشوآن مشو مسلمان شو

والد عامح الاخلاص

طالب علمے مسافر التماس نصیحت نمودہ بود از برائے او ایں چند کلمہ را نوشتند و ایں طالب علم
متوجہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تشرفا و کرامتہ بود۔ در ہماں سفر در راہ حضرت مدینہ
رحلت نمود۔ وقت مصحوب بر قفائے خود نیاز مندی کہ نسبت بخاومان ایں در گاہ نمودہ بود ازاں
عبادات چنان مفہوم بود کہ برکت نورانیت ایں سفر مبارک و تذکار محمد علیا حضرت ارشاد پناہی

وانند آنکس کوزه خود را در دست

باز ماندگی و دوری از اندیشہائے گونا گوں است و سرمایہ اندیشہ صفات بشریہ
و قوی تریں سببے در تخلص و تفریح باطن ازین ظلمات التفات خاطر برگزیدہ از خود رستہ منظر
رو و قبول گشتہ قبول او قبول وردہ اور د باید کہ دروینہ دلہائے کنی و بصد عجز و نیاز و در و دلی
پیش آدی ۛ گم و ہر درویش می گرداند گزاف

چوں نشان یابی بحب ممکن طواف
چوں ترا آل چشم باطن میں نبود
گنج مے پندار اندر هر وجود

وصیت دیگر آنکه با هر که در باطن او طلب معرفت الهی نیست صحبت ندادی از علما و دنیا
که علم را وسیله جاهد و تفاخر و زبان آوری ساخته اند چنان اجتناب نمائی که آدمی از شیر بهواره
توسل بقربات و عبادات نموده و صلیات بر سید کائنات فرستاده از خدا بخواهی که آرزوئی غیر
نخورا از دل تو بر آید و صورت لمن المالك اليوم الله الواحد القهار بظهور رساند -
ه کاریکه در و منفعتی نیست مکن

یاد رہے کہ دور و معرفتے قیمت بکیر

والسلام والاکرام

رُبَاعِی

افضل دیدی کہ ہرچہ دیدی ہیچ است

۳۷-۷

و آلِ حُجُلہ کہ گفتی و شنیدی ہیچ است

سرنا سر آفاق و دیدی ہیچ است

دال نیز کہ در کنج خریدی ہیچ است

ایں رُبَاعِی از فطرتِ عالیہ و استعدادِ لطیفِ بظہور رسیدہ - نشأ تفریدی از باطنش
 مشعلہ می زند شاعر و دین معنی اصیل بودہ یا مرتبط با صیلے چون ظہور کلامِ الہی در باطن کاتب
 وحی بہر حال طوبیٰ لہ - تفریدی سے دید جمالِ اقدس از نعمتِ جمال است و الا از نسبت دید
 بیشتر نسبت بہ ہمنہ گویم بے تجلی کنہ ذاتِ صورتِ منی بند و ہاں تا ہر زہ بر خود نہ بندی علامت
 ایں سعادتِ تبرید دل است از مجموعِ نعم و نیوی و انہروی و گزشتگی و بے نیازی از مجموعِ احوال
 مشاہدات و انجذاب و قلق و دائمی بجنابِ احدیت - آری وجودِ تعطش بمشاہدات با وجودِ نسبت
 تفرید از سادہ لوحی بہجت و ظلم و جہلِ انسانیہ بظہور می رسد کہ مورثِ لوک و مکر است یعنی شائد
 مراد من از ایں در بر آید و در بستہ من از اں جانب کشاید یا از نظرِ تطفنِ محبوب و اصطفاہ او یا از
 عاصمِ اطلاع بحقائقِ رسد - بالجملہ مفہور را از آنچه در اں است از اں تشریب و انقطاع شرط است
 اکنون آیدیم بطریقِ تحصیلِ ایں سعادتِ عظمیٰ اقرب طرقِ نیازمندی و دوامِ ملازمت و رعایتِ اہم
 باقصی الغایت نسبت کسی کہ باطنش توجہ راست بجنابِ الہی پیدا کردہ باشد و خود را در اں
 توجہ بر باد دادہ و از توجہ نیز مفلس گشتہ باشد و بعد از اں تعلم و کرم یا مراقبہ از اں متمکن عزیز الوجود
 والسلام والا کرام

ایں رقعہ بیکے از مریدانِ مخلص کہ در کسوتِ تائبانِ خود رami گرفت از رُوسے لطف

نوشته بودند -

۳۸- بیکے از مریدانِ مخلص - از کارِ رفته محمد الباقی عرضداشت می کنند کہ خاطر پریشان را ہموار

نگرانِ آجناب دانستہ از حق سبحانہ و تعالیٰ عافیتِ حقیقی آلِ حضرتِ مسالمت می نماید با حاجت

مقرول گرد و امید که فضلاً و کرمًا از ان طرف نیز این معنی به ظهور رسد و تا هنگام شرف دریافت آگاہان گوشه خاطر دریغ نباشد مخلص پناہ نفی وجود و بدل روندگان را و وبال است که بامداد آن در فضائے نیستی طیران کرده بسواد اعظم فقری رسند خوش وقت آنکه توفیق قبول این دو مسافر غیبی پیدا کند والسلام علی من اتبع الهدی

۱۳۹ این رقعہ در مصیبت پرسی یکے از آشنایان قدیم نوشته بودند۔
 ۱۴۰ حق سبحانہ و تعالیٰ بان خود وارد و از اندیشہ غیر خود رہائی کرامت فرماید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل ے خدا است آنکہ نہ مر و است و جاد و ال جامی
 و ما سوا و خیال مزخرف باطل
 حقیقت ایمان کردن و پیوستن است۔

یعنی از غیر کنی دل بحد اپویدی
 درویشی بہمانا این معنی را از پی خود سوال کرده و جواب بقطع ماسوی شنیدہ سکر حال سائیل
 را بر آں آورده کہ در برابر گفتہ کہ پیش ازین اگر این حقیقت را می شنیدم بتو نیز نہی پیوستم الخ
 ے تعلق حجاب است و بے حاصلی
 چو پیوند با بگسی و حاصلی
 زیادہ چہ گستاخی کرده شود و عذر تقصیر ہر چند کہ در چیز قبول نیفتد ناچار اشارتے بآن عیباید کرد
 خدمت طغائی کہ از بے قوتے و صنعت ما باخیر اند و از شیوہ تکلیف مبرا اند بیان عذر ما خواہند
 کرد حق علیم است کہ کبر و ہستی و کاہلی و خوششتن داری و عدم اخلاص و حقیقت نا اندیشی
 مانع نیست۔ والدعا

یکے از علما مخلص کہ بنا بر ضرورت معیشت بلشکریان ہمراہی اختیار نموده بودند و بے
 ضروریں ملک ہند تحصیل معیشت بے این چنین صورتے مشکل بود و ترک این علاقہ در نظر
 عقول زمانیان مستبعد بل محال ہی نمود و عالم مذکور خواست کہ ترک اسباب معیشت نماید و بایں

آستان راستاں رجوع کند و آن سپاہی کہ ہمراہ بودند نزد ایشان سبق می خواندند۔ بیکے از مخلصان در گاہ کہ در آن شهر بود رجوع نمود کہ سعی باید نمود کہ حضرت ارشاد پناہی منع مشائرا الیہ ایں خیال کند و تجویز فرماید کہ ماہم باشیم و درس ہم بر پا باشد آن مخلص عرض داشتے نوشت متضمن آنکہ ایں ولولہ ترک ایں عالم مسطور خوب معلوم نیست کہ مستحکم باشد یا نہ مبادا تفرقہ بار عیال سبب عدم حصول جمعیت مطلوبہ گردد بلکہ ایں مخلص گمان غالب داشت کہ ایں عالم طاقت محنت نمی آرد و در سے کہ منعقد است بر ہم می خورد۔ اگر ایں عزیز مدرس را از ترک معیشت و آمدن منع فرماید صورتی دارد۔ در جواب آن مخلص ایں رقعہ نوشتہ شد۔

۴۰۔ بیکے از علماء مخلص۔ ان بعض الظن اشهر حسن ظن بدانایان آخرت ہیں آنست کہ مطالعہ فنائے دنیا و بے حاصلی اہل آل و جمال توجہ بطلب علیا ارباب ہمت از خود و مراد خود و گزشتن و از ننگ مطلب قاصر و بے حاصل بودن و از دائرہ وجود رستن خبر کرده باشند اکنون صاحب ایں دیدہ اگر در ہمراہی لشکر کہ بے نیت صحیحہ شرعیہ مجوزہ نیست فتور سے در اسباب تحصیل مقصد مذکورہ بیند چوں تواند خود را ببودن لشکر قرار داد غم رزق فرزندان لائق بحال توکل نیست اگر در خود ایں حال را بیاند فہو المراد والا بضرورت بامور مجوزہ شریعت چنگ می باید زد و بالجملہ ہر کجا کہ عبادت حق سبحانہ بر وجہ اتم بظہور می رسد و ہم تفرقہ نیست آنجا را از دست نمی باید داد و شک نیست کہ تعلیم علوم دین از عبادت است خصوصاً وقتے کہ متعلم منقاد احکام دین شود و بصواب دید عالم در امور شرعیہ عمل نماید باقی علم خدمت مولوی نسبت بفقر اتم است

در جواب مخدومی ملاذی استاد میاں شیخ احمد سلمہ اللہ کہ متضمن احوال میاں محمد صادق و میاں مسعود ہم بود صادر شدہ و چنان بخاطر است کہ اول کتابتے کہ حضرت ارشاد پناہی باستادی مشائرا الیہ نوشتہ اند ایں است و محمد صادق مذکور کہ ولد استادی مشائرا الیہ است از طفولیت بعض آثار و احوال عظیم او ظاہر است و در زمان نوشتن ایں عنایت نامہ بنجایت خود سال بود بنا بر حکمت و مصلحتی ابتداء و کتابت بنام ایں ولد شریف ایشان نوشتہ شد۔

۴۱۔ بہ محمد صادق و شیخ احمد سرہندی۔ قرۃ العین محمد صادق بر خود و از ظاہر و باطن گرد و احوال

چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد است بر ہماں حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشہ نیست
 انشاء اللہ العزیز از سکر بھو آید و فدا و شہور اندراج یابد مولینا محمد مسعود از کشف قبور اعتبار سے
 نگیر و کشف صورتی محل خطا و لغزش است سعی کند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیرد۔
 ہر چند کہ عالم صاف شدہ باشد و معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استقاط یافتہ و کار و سعی باشد
 کہ جذبہ خواہما و حضور ایشان دیگر است۔ وراں موطن از ماسوی نام و نشانی نیست و گاہے بالکلیہ
 و اکثر بالاصالہ توجہی است۔ از شش بہت معرا گاہے بہت فوق بہت خصوصیتے کہ عرش مجید است
 و در ہم می آید و گاہے ہم بہت را فرو می گیر و معنی واللہ من در انہم محیط بظہور می رسد۔
 اگر صور معنویہ و اشکال صوریہ محو شدہ اند و همچون خیال و سراب بے اعتبار افتادہ و در ہمیں وقت
 نزد دریافت خیالیہ صور ہوا الاول والاخر نیز در میاں می آید و اگر در وقت فرو گرفتن آن توجہ
 ہم بہت را یا اکثر اصور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفائے اتم بظہور رسد و معنی لیس فی الدیار
 غیبہ دیار در جلوہ آید بہوش باید بود کہ کسوت معنویہ در میان است لا اقل صفت حیوۃ
 و مستی اکنوں یک و قیقہ دیگر شناسند کہ در وقت ظہور واللہ من در انہم محیط نیز می تواند بود
 کہ ہم چین کسوتے در میان باشد بارے حقیقت مقصود و دریافت و ادراک نمی آید آنجا عشق و
 محبت است و تصفیہ سر از ماسوی و آن تحقیقات کہ در سالہ سلسلہ الاحرار نوشتہ شد۔ بغایت
 غامض است و این محبت آن را بگزاردند و مدار برادر اک متعارف بہ ہند حضرت خواجہ نقشب بندہ
 خواجہ پاک نقش و پاک نفس

قدس اللہ سرہ الاقدس

می فرمودہ اند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است بکلمہ لا آثر انقی باید کرد میاں
 شیخ احمد نیز حال خود را دریں صحیفہ مطالعہ نمائند و بدانند کہ تا استغراق و استہلاک در حضور ذاتی و
 وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اصل این سلسلہ اسم فنا براں نمی نهند و آنکہ ما بودیم کہ یک درجہ
 دیگر در میان است این است حقیقت این سخنان مشافہہ معلوم می شود با وجود برائے
 خاطر شما نوشتم والسلام والا کرام

اسی رقعہ یکے از مخلصان و رابندہا نوشتہ بودند۔

۴۲۔ بہ یکے از مخلصان و رابندہا عبارتیکہ ترجمان حال ایں بے حاصل تواند بود۔ مہم تکلف است بنارعلیہ ازاں مقولہ اغماض عین نمودہ بدعاے سلامت قلب و استقامت عمل می کوشد حق سبحانہ و تعالیٰ ظاہر را بمقتضائے شریعت و باطن را در استیلائے حقیقت وارد۔ فوق ہمہ سعادت ایں است قبول دعا و ظہور تصرف لازم کمال نیست۔ ع

تو میباش اصل کمال ایں است و بس

چوں در عمل تمام انقیاد و متابعت شدی و در علم بے تعین و بے نہایت وجود تو از میاں برخواست
بعد ازاں اگر تعین نمودیم تواند ع

رو در و گم شود وصال ایں است و بس

بعد از ظہور حقیقت وصال صحبت و اصل کبریت احمر است و مفید کامل گو منظر تصرف
نباش۔ بارے آنچه از سخنان اکابر دین ہمیدہ ایم و مطلب باطن ما آن است حصول ایں چنین
سعادتے است رزقنا اللہ تعالیٰ و ایا کہ چوں از عنایت نامہ اشرف بوائے آن می آید
کہ قبول دعا و افادہ تصرفے را داخل مطالب داشتہ باشند بفتح آن قلم جریان یافت۔ امید
گاہ ہمت براں گماید کہ خاطر اہل حقوق خصوصاً والدہ از شہاد بار تباشد واللہ العظیم
کہ بشرط اعظم در و رود و موہبت الہی ایں خلق است باقی حاکم اند و انداز جذبہ الہی و قوت حال کہ فیقتے
کہ اختیار از دست رود و دیگر است ما براں اطلاع ندایم اگر پیدا شدہ عذر را می خواہد القصہ
مدار ایں راہ بر تیز ہوشی و نیز گوشی است اقلق و اضطراب و دید بعد و نقصان و مضطرب و ان در
احکام الہی بتوسط خاطر جوئی و سلیم ولی مقصود آفرینش است مشاہدہ خود در عالم ارواح ہم بود خواہ
ابوالمظفر کہ معاصر شیخ ابوسعید ابوالخیر بود می گفت کہ مثل ما با شیخ ابوسعید چوں کاسہ اذراں است
کہ یک دانہ شیخ است و باقی من و چوں شیخ نشینند تو اضع نمودند و فرمودند کہ آن یک دانہ نیز
ایشانند ما ہیچ نہ ایم می گفتہ اند کہ آنچه مردم در قطع بوادی و مفاد نہ یافتہ اند ما در چار بالش صدارت
یافتہ ایم۔ فی الواقع ایں معنی را ہیچ چیز حالی نیست۔ نیاز مندی و شکستہ ولی می باید آن نیز در اغلب
بارے از برائے خدا خاطر ضعیفان را بے ضرورت شرعی شکستہ نسازند۔ در جمع سخنان مولانا زین الدین

محمود کی نگہ نوشتہ اند کہ مولانا علاؤ الدین مکتب دار می فرمودند کہ یک بار خاطر پدر فقیر از فقیر دربار
 بود و بحسب شریعت حق در جانب من بود و مع ذلک فوطہ در گردن انداختہ ہر بر زمین نہاد و
 عذر خواستم با وجود سی سال است کہ زیان آنرا در خود بخیم و رفحات در ذکر بعضی از اکابر مذکور است
 کہ در نصیحت بعضی از طالبان کہ خدمت والدہ را گزاشتہ بچ می رفتند۔ فرمودہ اند کہ من سی ج
 پیادہ بے زاد و راحلہ کردہ ام بتومی و ہم تو اصالتے خاطر والدہ من دہ۔ زیادہ چہ گویم۔ والسلام۔

ایں رقعہ بیکے از مریدان شرف صدور یافتہ

۴۳۔ بیکے از مریدان۔ عرضداشت و در ترین مخلصان محمد الباقی مبنی و اند کہ چہ نو بید نہ دے کہ
 مرآت شیون و احوال خود شدہ محض بدست آرو و نہ بالی کہ بقوت فصاحت تمثالی از شکست و
 ریخت باطن بر عرصہ ظہور ہنگار و۔ القصہ ہماں طفلم کہ نہ از مرض اکاہم و نہ از بیان این کہ بر سر آغم
 و با ظہار وجود سید طریق ترقی می کنم نیز از قوی ترین مرصہا است
 ہر چہ گیر و علتے علت شود

ایں ہا ہمہ یک طرف خود را بر شاہراہ فضل و کرم انداختہ ام۔

تو بسم ازل مرا دیدی

دیدی آنکہ بعیب بخزیدی

تو بعلم آں و من بعیب ہماں

رو مکن آنچہ خود پسندیدی

عروہ و ثقی ہمیں قبول است حق سبحانہ و تعالی آثار و برماست آں بظہور رساند۔

مخلصی بعنائت الہی و برکت صحبت عالی حضرت الیشاں از کسب و محبتنگی کہ داشت

قطع نظر نمودہ بود و دریں وقت بحسب ضرورت و حکم سلطان وقت از شرف صحبت و در افتادہ

بود۔ این رقعہ برائے او نوشتہ بودند۔

۴۴۔ بہ مخلصی۔ الحدیث۔ انہا الاعمال بالنیات و لکل امری ما نوی من کانت

هجر قد الى الله والى رسوله فهجرتك الى الله والى رسوله (الحديث) مبارک باشد
 ہر کہ تہی کبیرہ تر آسودہ تر خصوصاً دریں وقت کہ دنیا طلبی و عزت جوئی عین بے بینی و چشم از آخرت
 پوشیدن است آنچه سابقاً مرقوم بود نہ باختیار ما بود و شکستہ دلی ہائے خلق بیک باز خاطر ما را
 در بود و در تحت سلطان شفقت علم العظیم لاہر اللہ جمال خود را از ما پوشیدہ قلب المؤمن
 بین الاصبیحین من اصباح الرحمن یقلبہا کیف یشاء با این ہمہ مخیاں بر سر آنیم کہ
 تعظیم امر والدہ در اموریکہ علماء دین پرور قرار دادہ اند اہم امور است تحقیق و تفتیش بلیغ نمودہ
 ساختہ و مہیا خدمت باشند مرضی ولی نعمت آنست کہ خود را بجانب کابل بکشند و بہت شہادہ
 معاشی بامداد آشنایان در آن جانب بگیرند چنانچہ بمرزا کوکہ و والدہ ایشان و بعضی از عورات
 دیگر این معنی را ظاہر ساختہ اند انشاء اللہ العزیز آنچه مرضی حق باشد بر آن قرار یابد سخن خواجہ عبداللہ
 انصاری است کہ اگر خواستی داوہ و داومی خواست غایتش دریں میاں نازہا و محبوبی ہامی رود۔
 این نیز یاسینی است۔ مثنوی ۷

چہ خوش نازی است ناز خود برویاں

زودیدہ راندہ و زودیدہ جویاں

بچشم ناز بے اندازہ کردن

بدگیر چشم عذر سے نازہ کرولی

اگر نیک و رنگری از تو ہمیں طلب و نیاز مندی و لیے آرا می مقصود است نہایت محبت

آن است کہ مجوز محبت طلبی نماید مثنوی ۷

عشق عاشق چو سر کشد بکمال

باشد از غیر عشق تار غبال

عشق را تبتد گاہ خود سازد

دل ز محشوق ہسم بہ پروازد

ایں جا است کہ در عین مراد از مراد نامراد شوی ۷

دریں مشہد کہ انوار تجلی است سخن دالم و لے نا گفتن اوے

دیں روز ہا داعیہ سیر ولایت قوی گشتہ امید است کہ بعد از چند روز دیگر متوجہ شویم
خدمت میاں شیخ الہدای و خویشی داری کردہ خود را بودن و ماندن قرار داده از طوبی من
یکون معہ فیغورہ فیذا عظیمہ۔

بیت ۷

داغ بے یاری و درد بے دلی

ایں ہمہ بر خود پسندیدیم و رفت

یاد سے ہر کرا ملازمت ایشاں طبر شود غنیمت است حقا و بعزت اللہ کہ نہ تنگ کف میگویم
و ادیم نشان رنج مقصود تو

گر مانرسیدیم تو شاید برسی

۴۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ لطیفہ انسانہ را بر صراط مستقیم وارد۔ توجہ راست کہ گرفتار غیب
ذات بودن و از حقائق توحید یہ و فروغ آں پر ہیز نمودن است بالاترین ہمہ سعادتہا است
انشاء اللہ العزیز صفائے آں و استقامت و راں روزے گردد۔

ایں رقعہ بجانب یکے از امراء کہ اظہار اخلاص می نمود بانہاس و مبالغہ مخلصے کہ خود را در
لباس صلحامی گرفت قلمی فرمودہ بودند و آں مخلص را دریں التماس میآخرت بود۔
۴۶۔ بہ یکے از امراء۔ حق سبحانہ بفتحائے مقاصد کہ ہمگی امر و فرمان شدن است رساند اعتماد
جز براں نیست کہ ما و بایست ما بر خیزد و شرع و بایست آں بجائے ما بہ نشینند۔ حقیقتا آدمی
کہ بہ نزد اہل تحقیق روح مجرد است مجال مخالفت بمعبود خود ندارد۔ چہ از عالم امر است۔ و
عالم امر حلے را گویند کہ بہت عدم قدرت بر نافرمانی نہی از فعل تا مرضی در آن عالم واقع
نشده۔ اما چون تعلق حسی باین سیکہ بیولانی پیدا کرد خود را در و گم ساخت و با حکام او متحقق شد۔
تا بحدیکہ بسیارے منکر وجود خود شدند و ہمیکل محسوس را بخودی برداشتند۔ فانی از خود و باقی بھوانی
زیستند و بعضے پیشتر فرود رفتند و ظلمت و افر کسب کردند۔ ہوائے نفس را خدائے خود دانستند

بتمام منقاد فرماں او شدند القصہ مقصود آدم شدن است کہ از لوازم آن است انقیاد و تسلیم تام
و این جزبہ فنائے نفس و روح بدست نیاید و این فنا اگرچہ موہبت محض است شرائط دارد و آن
سبق کہ در خانوادہ عالیہ بعضی از بزرگان است مجملًا شامل شرائط است و بے آنها حصول مقصود
بطریق سلوک متعذر و محال است و آنچه گفتیم کہ ہمگی مقصود آدمی شدن است بہت آن است کہ
و لگیہ ہرچہ از احوال و مقامات است از نتائج است۔ اگر ویریں نشاء بظہور نرسد در نشاء آخر کہ محل
ظہور نتائج است بروجہ اتم و اکمل بظہور خواہد رسید۔ سبحان اللہ چہ جائے احوال و مقامات است
و صاحب دوتے کہ بغنائے نفس و روح مشرف شدہ لابد استیلائے شہود و وجہ مطلق و صفت
لازم باطنش گشتہ حقیقت آن۔ رباعی بزرگوار این است ہ رباعی

امروز ویریں خانہ یکے رقصاں است

کہ کل دو کول پیش او یکسان است

گر در تو ذانصاف رگے جہان است

آں ماہ در اں کار تو ہم تابان است

غذائے روحش شدہ من حیث الباطن نہ خبر از خود دارد و نہ از ماسوی۔ اگرچہ من حیث الظاہ
حاضر است بر آنچه می رود و کما تقر عند الذاہیین الی اللہ والسلام علی من اتبع الہدی
از جملہ فنائے روح آست کہ دنیا و آخرت در نظر بہت حقیر و آید و در کشف عظمت و کبریائی
حق کرامات و مقامات از خاطر محو گردد۔ طالبان و سالکان راہ حق را قدم اول در طریق توبہ بوضوح
است چہ جو بہر اول را کہ آئینہ جمال نمائی مقصود است بقدر معصیت و نافرمانی و غفلت و پریشانی
ظلمت و زنگار فرومی گیرد و بقدر ظلمت نابینائی و تیر و دظہور می کند۔ ہمہ خرابی با ازیں جا است۔
مقاصد را بپیراغ دودناک آلودہ بمعاصی می جوئند۔ لاجرم بدلالیت مظاہر اسم المصل در باد یہ
حیرت و ہادیہ بطلالت می افتند سخن آن عارف ربانی ابوالحسن خرقانی است کہ راہ دوست یکے از
بندہ حق و دیگرے از حق بہ بندہ۔ اول ہمہ ضلالت بر ضلالت است۔ دوم ہمہ ہدایت بر ہدایت است
آدمی چوں آئینہ دل بکمال صفاء رسید و نور ظہور ہستی حق تاباں شد معنی یکدی اللہ لنورہ من یشاء
روشن می شود و حقیقت ایمان روشن می نماید۔ اکنون در ہرچہ رجوع بدل می کند حق می کند

قلب المؤمن عرش الرحمن ازیں جاست۔ ایں دل خرمینہ اسرار و صدف چندیں ہزار دُر
 شاہوار است۔ خطاب حضرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ استغذت قلبک بایں
 چنین صاحب دولت است الغرض چوں بتاثر اسم الہادی ارادۃ وصول بمقصود حقیقی و
 مشرف شدن بایمان تحقیقی در صاحب دولت پیداشد۔ قدم اول آن است کہ در پرتو نور
 معرفت و ایمان بہ بنید کہ گناہ زہر قاتل است و دے ایں زہر بسیار خورده و بہلاک نزدیک
 رسیدہ بصورت پشیمان شود و ہر اسے در دلش پدید آید و در مقام تدارک آید۔ چوں کہ
 زہر قاتل خورده و پشیمان شدہ و ازاں ہر اس انگشت بگوفرومی برو و تدبیر دارومی کند تا آل
 اثرے کہ از زہر حاصل آمدہ از خویش بیرون کند ہم چنین چوں بہ بنید تا تب کہ ہر شہوت کہ رائدہ
 است چوں انگبیں بُوَدہ کہ در زہر تعبیه بُوَدہ است در حالے اگرچہ شیریں بُوَدہ باختر اثر پیدا کند
 و دے پشیمانی پدید آید برگزشتہ و آتش خوف و پشیمانی شرہ شہوت گناہ را بسوزد و آل شرہ عبرت
 بدل شود و عزم کند کہ گزشتہ را تدارک کند و در مستقبل ہر سر آں نشود۔ ہمہ حرکات و سکنات بدل کند
 پیش ازیں اگر باہل شادی و رنج بود اکنوں باہل معرفت باشد پس نفس تو بہ پشیمانی آمدہ و اصل
 آن نور معرفت و ایمان و فروغ آن بدل کردن احوال و نقل کردن جملہ اندام ہا از معصیت و
 مخالفت و دے آوردن بطاعت و موافقت۔ پس صاحب ہر نفسے را کہ ایں معنی بطہور فرسید
 ہر رنجیکہ کشد ضائع است و بیہودہ باید کہ آگاہ باشد کہ ہنوز از ظالباں نشدہ طلب حق حقیقی متنبعث
 از معرفت و ایمان است و نور ایں ناچار آن معنی را ظاہری سازد و اگر صورت طلبی در نظرش
 می آید منشائے آل طبعی است کہ بخطوط نفسانی خو گرفتہ چہ در شنیدن مقامات و احوال ایں طائفہ
 و بزرگی شال ایشان خود را و احوال خود را ناقص و ناچیز می یابد۔ حجت جاہ عن الناس و یا عند الحق
 و حرکت می آید و خلقے در و پیدامی شود و تاثرہ ندارد دے شرہ آن دم و بد کہ یقین بدانند کہ ایں احوال
 مقامات بوزرش شریعت حقہ بہم رسیدہ باشند و در مقام و رززش افتد ناچار از مخالفت روگرداند
 و موافقات بیاراد صورت تو بہ بدست آرد بے صورت طلب جو صورت تو بہ بر نہ بد تا آنکہ ایں
 نیز تجزہ بنور ایمان بشریعت بدست نیاید ازیں مقدمات روشن شدہ کہ تو بہ نیز ازاں جانب
 است چہ بطہور نور معرفت و ایمان ازاں جانب است ایں جاسخن قطب وقت خودی شیخ ابوالحسن

خزقانی رحمۃ اللہ علیہ رامعنی دیگر بدست آمد مخفی نما ند کہ توبہ را درجات است۔ درجہ اول توبہ اند
 کفر است بعد ازاں از ایمان تقلیدی بعد ازاں از صفاتی کہ تخم این معاصی است چون شرہ
 طعام و شرہ سخن و دوستی مال و جہ و خذر کرد ریا و امثال این مہلکات بعد ازاں از دسواس و
 حدیث نفس و اندیشہائے ناکردنی بعد ازاں از غفلت از ذکر حق و اگرچہ ساعتی باشد چون
 درجات ذکر را کہ عبارت از حضور و آگاہی است نہایتے نیست توبہ را نیز نہایتے نخواہد بود
 چہ توبہ از ہر چہ ناقص است واجب و لازم است پس در قدم اول پشیمان شدن از ہر چہ
 گذشت و عزم بر آنکہ در آئندہ آنچه قدرت داشتہ باشد بر سر آن نیاید از لوازم طلب است
 این چنین توبہ اگرچہ در قدم اول ظاہری شود و بیچ وقت از سالک منفک نیست سخن سہل تسری
 رضی اللہ عنہ کہ توبہ آن است کہ گناہ فراموش کنی۔ نظرے بر این معنی ہم وارد چہ توبہ ہر گاہ پشیمانی
 از جمیع حجابات و منازل باشد ہر گز باختر نمی رسد المرید ہوا لرامی بادل قصۃ الی اللہ
 چون انجذاب از مبد و حقیقی شدہ نظر باطنش بر انجا افتادہ ہر چہ در میان است گناہ دانستہ بہیں
 نظر جمعے مشاہدہ را بر مجاہدہ مقدم داشتہ اند و آن نصوص کہ صفت توبہ افتادہ فعلی است بمعنی
 فاعل یعنی کثیر النصیح و کثرۃ النصیح بہیں اعتبار می تواند بود اگرچہ معانی دیگر نیز وارد و بعضے از انہا
 این است کہ حسرت و پشیمانی توبہ چنان لازم تائب گردد کہ قدرت بر ارادہ اقدام بر گناہ نما ند
 و آنچه آن بزرگ گفتہ کہ توبہ آن است کہ گناہ فراموش نکند مطابق این است و آنچه از سید الطائفہ
 جنید مروی است کہ توبہ آن است کہ گناہ را فراموش کنی ہم از رویے این است انجا یادداشت
 حسرت و این جا فراموشی حلاوت فالنصوص مبالغۃ الناصح بمعنی قوی النصیح غایۃ
 قوۃ او کثرۃ النصیح بمعنی انها ینصح التائب لحظۃ بعد لحظۃ فیحفظ عن
 استماع حدیث النفس و تلبیس الخناس فی اظہار المعاصی المہلکۃ فی صورۃ
 المحسنۃ۔

این رقعہ بیکے از خلفاء و رجواب عریضہ کہ رسیدہ بود قلمی فرمودہ اند۔

۴۷۔ بیکے از خلفاء حق سبحانہ و تعالیٰ یوماً فیوماً آثار عنایت و انوار ہدایت را در ترازند

و ادو سخن در باب درویشی که بطریق رابطہ مشغول بود و در سطوت آن مغلوب و غائب می گشته نوشته بودند۔ این نوع چیز با چه لازم است که از ما پُر سندر۔ در اوقات صاف از اکابر با هم از روحانیت فقیر تحقیق نمایند و اگر بناگاه تحقیق نشود و پس بطریق خفیه بے وقوف طالبان بنویسند بارے معنی یا معنی اکنون علاج آن نوع مشغول آن است که روزے چند کار پائے و نبوی را بگوشه بگذارند و بجد و اہتمام تمام اوقات خود را مصروف آن شغل سازند تا از مراتب صوفی و اشکال عبد مودہ بشرف حضور برسد و در آن ممکن یابد و در اوقات شخصی را متعین کنند تا او را حاضر سازند و اگر در اثنا شغل او توہمات متعدد بر او برسد امید است کہ نہ و نہ عبور نماید اما بشرطیکہ حقوق عیال و امن گیر او نباشد و الا ہماں توجہ اول کافی است لیکن در اثنا شغل اگر دروازه کشف را برو بکشاند و سیرش بعالم مثال افتد اصلح و اولی آن است کہ او را بگویند کہ نفی آن وقائع بکنند و نظر خود را از دائرہ وجود خود بیرون نمایند و ہمیشہ سعی در صفا و فنا شے خود می کردہ باشد مگر آنکہ غیبیہ دست و پد۔ آن زمان خود را باں بے شعورے و پد و اگر در اثنا شے بے شعوری باز صور مثالیہ ظہور کنند ہماں نفی را از دست نہ بد کلمہ بازگشت را کہ خداوند مقصود من توفی و رضائے تو در نفی وقائع دخل تمام است اگر پیش از فنا ارواح انبیاء و خواص اولیاء ظہور کند محل اعتبار سازد کہ اکثر لطائف ایشان است نہ ایشان و محقق شدہ کہ در انسان کامل بہفت لطیفہ است لطیفہ قلبی و لطیفہ نفسی و لطیفہ قلبی و لطیفہ دوجی و لطیفہ سہری و لطیفہ خفی و لطیفہ اخفی و محبت روح مظهر انسان است کہ جمیع لطائف است و آثار ہر لطیفہ علیحدہ چندان معتبر نیست اگرچہ ظہور ایشان بیشتر سعادت است۔ واللہ اعلم

یکے از مخلصان مستعد بود کہ سر رشته وقائع ارادت و حقوق خدمت را نمی دانست و ازین سبب متضرر می گشت این کتابت برائے او نوشته بودند ہنوز قاصد نبودہ بود کہ بقریب غیب پیش آمد و این وعدہ توجہ قریبہ عظیمہ کہ درین کتابت است بدیکرے از اصحاب کہا کہ حاضر بود و ظہور رسید و ہمیں کتابت را بایں عزیز داند و انواع ابواب ہدایت و ارشاد و پرو کثادہ شد۔

۴۸۔ بہ یکے از مخلصان مستعد

کاری مکن کہ وحشت اشکم فروں شود

صیدی چوں من ز دایم وفایت بروں شود

مرغ دست آموز شما مزاج نازکے دارد واللہ کہ بدست این مسکین نیز نیست کم پزنی
است گرم و سرد این بیاباں ندیدہ بالجملہ بنازش می باید داشت بسنت اللہ تعالیٰ بریں جاری
است کہ اعزاز واسطہ و تعظیم او مورث فیض لایتناہی است
چوں ز مای بغیر ما منگر

الحذر الحذر ز غیرت ما

زیادہ گستاخی است انتشار اللہ تعالیٰ و بریں پنج شمش روز متوجہ شما خواہیم شد پیش
ایں بیک روز یک نوع اشارت شد با آنکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ
نیز ہمت بر ترقی شما بر بندیم بتوفیق اللہ تعالیٰ تقصیر نخواہیم کرد۔ دیگر ظاہر شد کہ شمارانی الجملہ
بتنگ و نزاع در میان است اینہا در چین و قتبہ چہ مناسب اہتمامے نمایند کہ از چین ایعتین
بحق الیقین رسیدہ در اوج بقا باشند نزول فرمایند تا آثار سیر معشوق در عاشق مشاہدہ افتد معنی
مارمیت اذ رمیت و لکن اللہ رھی ذوق شود و سہ کل شئی ہالاک اکا وجہ
بتحقیق رسید خلافت الہیہ جزو بریں موطن صورت نمی بند و سلطان مملکت تحقیق خواہد احرار
می فرمودہ اند کہ تا پر تو مارمیت اذ رمیت در باطن نیفتد و اصل نمی توان گفت کسے را کماں
نشود کہ این معنی در ظہور انوار توحید بدست می آید۔ ہمہ را بہ نعت ہمگی دیدن و بگر است و ہمہ را بہ نعت
یگانگی دیدن فہم من فہم این معنی ظہور کان اللہ ولہ یکن معہ شئی است چنانچہ در ازل
بود باز سر آں کما کان و بگر است دقیق است گنجائش تحریر و تقریر ندارد۔
والسلام والا کرام

این رقعہ بیکے از خلفا صادر شدہ

۴۹۔ بہ یکے از خلفا محبت نامہ آں خلاصہ مختصرات مشیر از احوال و آثار رسید حق سبحانہ و تعالیٰ

باعلائے درجات و منتہائے مقاصد برساند کشتوف ضمیر فیض پذیر خواهد بود و کہ وقت بغایت نازک
است ہمہ مقامات را انسیاً منسیاً می باید کرد و بتمام قوی و مشاعر آں را بطہ مقصود را بقلب صبور برے
می باید رسانید تا کمال حق الیقین بظہور رسد و نیز دریں پنج شش روز متوجہ شما خواہیم شد۔
اشارات خواجہ بزرگ بر ایں است کہ شمارا دریں وقت تنہا نگذاریم۔ ہر چند کہ ازیں جانب غافل
نیستیم چہ توان کرد و ما را خادیم شما ساخته اند یاد اؤد اِذَا سَأَلْتِ لِی طَالِبًا فَخُذْنِیْ لَکَ خَادِمًا
الحمد لله والمنة

۵۰۔ زادکم الله تعالى شہود او معرفت صورت واقعہ جمیل است انشاء اللہ
تعالیٰ آں را کہ فنا سوختہ شدن تعینات و ظہور آتش تجلی است برو وجہ اتم ظاہر گردانند می باید
کہ متفرس و متجسس باشید کہ توحید و جو و نسبت سابق چہ رنگ پیدا کرد و چہ تفاوت یافتہ اگر
رنگ دیگر است و ترقی در درجات ہست پس صورت معنی جدید است والا صورت حال
سابق مطالع افتادہ بارے بعد از ملاقات متحقق خواہد شد ایضاً
ع او بما از ما بسے نزدیک تر

ایں اشارت بکمال قرب است کہ از صفات سلبیہ است و عبارت از عدم بعد است یا تفرق باعتبار
صورت و حقیقت است یا ثانی عبارت از صورت است و یا اول عبارت از حقیقت و قرب
مطلق است نسبت بمقید از صفات سلبیہ است و قرب مقید بمقدار صفات ثبوتیہ بلکہ
قرب مخصوص توہمے بیش نیست العالم غیب لا یتھرقط۔ اصل است محقق والسلام

۵۱۔ ان الله يحول بين المرء وقلبه۔ کلامیست جامع مرظور امور بخلاف ارادت
را و ظہور حق و فنائے مطلق را کہ شعور بشعور نیز نماند خواہ مرء را عبارت از اندیشہ بگیرد خواہ
قلب را یعنی رفع شعور بالکلیہ جز بشعور ذات الہی میسر نیست و اگر چہ ضعیف الحال و ابتداء
باین معنی مطلع نباشد ہم چنین خواہ مرء را عبارت از تعین اول گیری خواہ متعین و اگر قلب را
عبارت از ان حقیقت جامعہ کہ عرش الرحمن است گیری نیز تمام است چہ مانع از ظہور آں

حقیقت مرادات و خواطر پراگندہ است و مجموع این با صورت تجلیات حق از من لہر بیلک عینہ
 فلا قلب لہ صاحب دل کسی است کہ بر تہ عین رسیدہ است و مقرر است کہ ارادہ وجہ باقی
 مستخر است چہ ارادہ بے شعور بجز او متصور نیست و ہمیں شعور عبارت از عین است پوشیدہ نماید
 کہ توجہی کہ نزد فقدان شعور بعد از ظهورش سالک راجی باشد با وجود کہ مطلقاً بے شعور نیست
 و آں نیز جائے است مندرج در علم بے ادبیا و است فی الحقیقت ارادہ وجہ باقی نیست بلکہ
 ارادہ حصول اوست پس آنرا کہ متصرفات الہیہ باطلہ نظر منصرف باشد ہلاک اوست چہ آدمی
 بوجود دل نسبتہ با آدم و ارادہ

ہر کس کہ بصورت آدمی شد
 خاصیت آدمش ندادند
 این ہر نہ زہر سری توان یافت
 تا نور یقین کج نہاوند

۱۵۔ از سہل تستری پرسیدند کہ مایقین گفت المیقین هو اللہ اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ
 تعالیٰ ارواحہم فرمودہ اند کہ طریقہ ما دوام حضور و آگاہی است بے آنکہ پراگندگی عزیمت و فتور
 متخلل شود و خواہ در لباس ذکر و خواہ در صورت توجہ و خواہ بتوسط رابطہ کیف ما کان مقصود حضور
 مع اللہ است۔ ہر گاہ حضور بکیفیتی شد کہ شعور بوجود و غیرے مزاحم او نشد آن حضور را وجود عدم
 می گویند و ہر گاہ کہ این معنی ملکہ سالک شدہ مشاہدہ می گویند و ہر گاہ نعت حضور را نیز از خود ندید
 بفنائے حقیقی مشرف شد این جامع لا یعرف اللہ الا اللہ متحقق می شود و دریں موطن نہ
 ارواح است نہ اشباح شہود بجانب مشاہدہ افتاد و ہر گاہ لباس وجود حقانی پوشیدہ بظاہر آید

لے چہ فیض حق ناگاہ رسد اما بر دل آگاہ رسد۔ دوام بر دل آگاہ رسد۔ دوام مراقبہ و ولتے است
 بس بزرگ سبب قبول دلہا است و قبول دلہا نتیجہ قبول الہی است۔ القصہ چون حال بریں متوال است
 روزے چند خود را بر قبلہ خود و وقت فرض راہ است۔ دریں طریق اور او را از کار مختلف نیست کہ بعد از فراغ
 آنہا بہ کار ہائے دیگر پردازند۔ و درو اینہا ہوش در دم است سخن حضرت مولوی نجستہ فرجامی مولانا عبد الرحمن جامی
 است کہ اول چراغ روشن می باید کرد و بعد از آن بطلالہ مشغول می باید شد۔
 دل چہ را سے کہ دانی دل در بند
 و گر چشم از ہمہ عالم فرو بند
 منہ قدس سرہ

و مجموع صفات خود را همچون حضور و نبیاید تواند بود که فضل الهی بدو نماید و فصول و اجناس اجسام را اعراض به بیند و بودن اعراض را از معقولات ثانویه دریابد و سرالاحیان ماضی را شمه الوجود و رو آشکارا شود و بزبان حال باین قرآنه مترجم آید - که باعی سه

تا حق بدو چشم سر نه بینم هر دم

از پائے طلب نه می نشینم هر دم

گویند که چشم سر نتوان دید

آں ایشانند من چنینم هر دم

و آنکه در راه سلوک تجلیات الهی را بعضی سه قسم نهاده اند و قسم اول را که تجلی صوری است نسبت به مبتدیان داشته اند و قسم ثانی را که تجلی معنوی است نسبت به متوسطان داشته و قسم ثالث را که تجلی ذاتی است نسبت به منتهیان داشته اند و هم چنین آنکه بعضی چهار قسم داشته اند باین طریق که قسم اول را دو قسم کرده اند - تجلی صوری و تجلی نوری نام نهاده اند و در طریقه اکابر صریحاً نیست از هلاک الحاد و حلول و تشبیه فارغ از غفالت الامر در ظهور وجود عدم اسرار غامضه است بعد از رسیدن نهایت بعضی از اهل اسرار منکشف می شود و تجلی صوری و نوری و معنوی را در آن مشهود مندرج می نماید - اکابر و کتب تفسیر باین معنی نکرده اند و نیز طریق متابعت سپرده قلم را از تحریر آں نگه داشتیم -

بیکه از طالبان نوشته بودند

این کتابت را بتقریب بزرگ زاده مخلصه بر وفق استعداد او نوشته شده که مائل براتب علیانی توهمید بود و نوشته بودند - و چون نسبت این سلسله شریفه جامع نسبت است

له اول در آمد اینها و در فنا است که محل انوار تجلی ذات است - اینها رفیع تعینات از وجه ذات احد می کنند چون مبدا و مرجع همه است حقیقت به یکبار منکشف می شود و مشاهده در منظر است اما منظر در میان نه - چون شوی فانی احد یعنی همه منه قدس سره

از راه توحید بمقصود حقیقی راهبری نموده اند و اگر نه تقید توحید را با نسبت این برگزیدگان جمع نمودن صورت پذیر نیست.

۱۵- به بزرگ زاده مخلص حضرت حق جل جلاله و علم نواله از اطلاق تنزل نموده در لباس روح متجلی شده ارواح را از غایت لطافت قوت آن داد که هر چه متوجه می شوند حکم آن می گیرند و رنگ آن می پریند و از غایت امتزاج خود را از آن نمی شناسند چنانچه عامه ناس خود را از پیکر هیولانی امتیاز نمی کنند و ایضاً هر مخلوقی جمیع مخلوقات را مندرج ساخته چون این چند مقدمه معلوم شد بدانکه هرگاه روح مقید گرفتاری را بخواهند که لباس تقید و تعلق از بر بکشند و بوطن اصلی خود بروند بعضی از اذکار را که حکم بر رخ دارد من حیث الوضیع مناسب اطلاق است و من حیث التلطف و التخیل مناسب تقید مونس او می گردانند سرعاً و بطیئاً علی حسب الاستعداد رُوی بآن جانب می آید و چون رشته تعلقش ببدن عنصری محکم است و معذکات توجیه بقلب صنوبری که معظم ارکان او ست می فرمایند در همین شاهراه می در آید تا مشاغل بیرونی رو بانهدام نهی و اس محطل نشود. قوت لامسه که مدار علیه دریافت صورت بدان است از هم فروریزد و چون

له و رفقات قدسی آیات خواجه ماسطور است که و اذ کربک اذا نسیت یعنی اذا نسیت غیره ثم نسیت نفسك ثم نسیت ذکرک فی ذکرک ثم نسیت فی ذکر الحق ایاک کمل ذکر خواجه مابزرگ مشغولان طریق را در مقدمه ظهور بخودی می فرمودند که - مرا مان و خود را به آن بخودی در ده - در راه خود اول از خودم بخود کن و آنکه بخود از خود بخود را هم ده

در اشتغال بفراتر و سنن مؤکده چاره نیست صاحب لمعات درین معنی میگوید ترک محبوب غالباً بعد از فراق محب می طلبیده هجره که بود مراد محبوب از وصل هزار بار خوشتر

کار بر خود در اندنی باید کرد سعی و اهتمام می باید کرد که ملکه یادداشت حاصل شود آن زمان هر مباحی که خوش آید بکنند استاد تو عشق است چو آنجی برسی او خود بنه بان حال گوید که چه کن من قدس

هذه الدائرة فصل عن الوصول منه قدس سره

فصل الدائرة مغنی عن الوصول منه قدس سره

معیت دُوح با بدن ثابت است و جو حقیقی بدان کہ پر تو صفت حیات است تجلی نماید و چوں
تلبس ظاہر و جو و با حکام حقائق الہی موجب تعدد و جو وے نیست حقیقت منکشف شود و فنا
وست و بد چہ تجلی معنوی معیت است و بقائے مترتب بر آن مورد شایع بیصر و پی کیست مع
و کمالی این آنکہ ہدای

عشق آمد و شد چو نو غم اندر رگ و پوست
تا کہ و مرا تہی و پر کرد ز دوست
اجزاء و جو و من ہمہ دوست گرفت
نامی است ز من بر من و باقی ہمہ دوست

و از انجا کہ الکی بیند رج فی الکی است و در حالت شعور با اختیار خود ممکن و پس معتم
بہ تجلی نور می کہ عبارت از تجلی بصورت نور بیرنگ بے خیر بے شکل است می تواند مشرف شد چہ این
فرد و منزل است این است و قائل منزل و جو و عدم اما و جو و فنا در مقام لا یعرف اللہ الا
اللہ است و این فنا را فنائے اتم می گویند۔ جناب ارشاد مآب محمد می و قبلہ گاہی مولانا خواجہ
قدس اللہ تعالیٰ سرہ در اشارات بفنائے اتم این بیت می خواندند کہ
مدح و ذمت گرد تفاوت می کند

بیت گوے باشی کہ رویت می کند

می فرمودند کہ تاثیر مدح و ذم باید کہ آن توجہ و شکستگی را کہ بجانب حق سبحانہ است
مزاحم نشود تا فنائے اتم گویند ازین جامعنی آن سخن کہ از خواجہ بزرگ قدس سرہ مروی است کہ
وجود عدم بوجہ بشریت عود کن اما و جو و فنا ہرگز عود نکند معلوم می شود والسلام والا کرام

لے این جا حقیقت روحانیت کہ منظر تجلی حق سبحانہ بہت احدیت است ظہور کند۔ خواجہ ما قدسی آیات خود می فرماید
کہ بربیدہ شدن و تہی گشتن دل از ماسولے حق سبحانہ دلیل است بر منظریت مرتجلی حق سبحانہ را بہت احدیت
کہ نیل معارف بحقائق اسماء و صفات این معنی متعذر است واضح باشد کہ گرفتار مشاہدہ نیز گرفتار غیر است ایشان
در عین مراد از مراد نامزداند۔ منہ قدس سرہ

۵۴۲۔ دعا گو محمد الباقی در اگره گستاخی نموده این کتابت سر ممبر را مفتوح ساخت و نیاز خود را در
ضمن عرض مرسل کتابت اندراج نمود و انشاء اللہ العزیزه مقبول افتد هر چند که این پروا نجات جمیع
بر محل و کثیر الاجراست و دخل در قبول و جریاں او مورد ثواب لیکن چون سابقه محبت و معرفت
مانسبت بمیان شیخ رفیع الدین واقع است در باب پروانه ایشان زیاده و تفریط اظهاری کند
حسن امید آن است که در محل قبول افتد ثانیاً گستاخی می نمایند که مروی است وجوه استحقاق
از صلاح علم و معنی در ایشان و ارتباط نسبت با کابر ایشان دارد و بعلت احتیاج و بعضی حوادث
ضروریه مبلغ و نیست و پیوسته محتاج الیه او شده آن در ویشی در باب این احتیاج بغایت
مضطرب و متفرق است۔ این خیر را بخیر اتیکه جناب خواجہ حسام الدین مستور ساخته اند جمع نموده
در محل لائق سهل الحصول تنخواه فرمائید موجب سرور و لهائے مومنان خواهد شد۔

این رتبه بشیخ نظام تھانیسمی که یکے از مشایخ وقت است و بمقتضائے آنچه از زبان
هر یک شنوده می شود و درین زمان سلوک بیچ یک از در ایشان هند با و منی رسد تخصیص چشتیاں
و چون خود تحقیق عقائد اہل دین و تفحص طرق اہل طریق نہ نموده و با این از قوت فهم و روشنی باطن
در ادراک سخنان طریقه کہ با اصطلاحی وابستہ نباشد فهم و ذوقی دارد و از تصنیفات اکابر و مجالس
خود حاضر نموده ترجمہ عربی و یا فارسی را از بعضی طالب علمای و علماء زبان دان شنوده قیاس با دراک
سلوک و مشرب خود و تحقیق آن مسجت می نماید و چون علماء مذکور در بیان ترجمہ و اصطلاح مردم
غلطی می زنند چه فهم سخنان بزرگان از مشکلات است و تحقیقات و تصنیفات شیخ مذکور
بدنی نیز ترجمہ مسطورہ است و درین تصانیف نقصانها و غلطها ظاہر می شود و بواسطہ گرمی وقت
و امتیاز شیخ مذکور از اقران خود مرجع خلق است و نیز بر حسب این ترجمات غلطها و نقصانها بعضی
اکابر و گوشتندگان اسناد می نمود حضرت ایشان نور مرقدہ بواسطہ اظهار حق بالمشافہ کلمات الحق
بظہور رسانید و نیز این کتابت در آن باب بمشارئ الیہ نوشته فرستادند و بعد از آن در آن مسائل
مبسوط عنہ از بعضی یاران این عزیز و یدہ شد تغیرات تقریری کند لیکن یقین نہ شد کہ شیخ مذکور
کہ در اصل جوہر عالی دارد پس مقصود بیدہ یا نہ حق سبحانہ مشارئ الیہ را و ہمہ طالبان خود را در شاہراہ

شریعت دارد، بخوده و دجو و حیدیه صلی اللہ علیہ وسلم

۵۵- حق سبحانہ و تعالیٰ بمنہائے مقاصد رساند مقصود و ازین ہمہ گستاخی جز رواج مذہب ذرۃ
 ناجیہ کہ متوسلان بکتاب و سنت اند و بشرت ما انا علیہ ذاک صحابی مشرف اند نیست و
 ایضا تحقیق سخن اکابر این فرقہ کہ طائفہ عالیہ صوفیہ اند منظور است تا مبادا ساده دلی بخلط افتد
 و طعن این برگزیدگان را در دل جائے و بد یا خودش در ورطہ بد اعتقادی افتاده ہلاک شود۔
 الغرض آن روز در خدمت ایشان بیاں کردیم کہ کشف ملکوت و جبروت داخل در تجلی صوری
 است و کشف لاہوت شمایز بطور صاحب لمعات داخل در تجلی صوری است۔ چہ تجلی صوری
 نزد آن برگزیدہ عبارت از ظهور حق است۔ در صورت ممکن از ممکنات موجودہ فی الخارج خواہ
 از عالم حس شہادت باشد و خواہ از عالم مثال خواہ این صورت نور بے رنگ بے شکل بے چیز
 باشد و خواہ امر دیگر باشد۔ و نزد ابوالبرکات شیخ علامہ الدولہ سمنانی تجلی نوری است و آن
 متوسطان سلوک را در بدایت توسط دست می و بد۔ شفا و عنایت کرده فرمودہ بودند کہ تجلی
 در صورت نور بے رنگ بے شکل بے چیز تجلی ذات مطلق و دیگر در میان مشہد اثبات رویت و
 دریافت بہ بصیرت می کند و این درین نشاۃ از خواص تجلی صوری است بمذہب ثانی قطب المحققین
 و برہان الموحیدین خواجہ محمد یار ساد کتاب تحقیقات مفصل بیان نفی رویت درین نشاۃ کردہ اند
 از جملہ عبارات قدسی سمات ایشان در آن کتاب این است ہمہ مشائخ اتفاق کردہ اند۔ بتضلیل
 آنکہ این سخن گوید و تکذیب آنکہ این دعوی کند۔ و بر آنند کہ ہر کس این دعوی کند حق سبحانہ و تعالیٰ
 را نمی شناسد و ابوسعید خرازی و جنید و دیگر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ و تکذیب و تضلیل مدعی این معنی
 سخن بسیار رانده اند و کتب و رسائل بسیار ساختہ اند و کتب و رسائل ایشان شاہد است
 برین معنی۔ تم کلامہ مخفی نمائد کہ تجلی معنوی در صورت علوم و معارف و اذواق می باشد و فرق
 عظیم است۔ میان علم و صورت مثالی۔ و مراد ازین علم علم سالک است و تجلی ذاتی عبارت از
 ظهور ذات است در صورت اسمی کہ مبدع تعین صاحب تجلی است و مشاہدہ جمال مطلق کہ
 در فنا فی اللہ می گویند معنی دیگر دارد۔ و آن عبارت از انجذاب روح است۔ بہ جمال ہستی
 حقیقی کہ عبارت از حیثیت از حیثیات ذات است۔ بہ کیفیت کہ شعور بہ این انجذاب نیز نمائد

بطور متوجہاں بوجہ خاص و مشاہدہ جمال ذات است و پروردہ ہماں اہم بطور سالکان طریق تربیت
ہر گاہ منتهی بہ آل اسم نشود و مطلق گفتن باعتبار اطلاق اوست از تعینات گویند و تعین عبارت
از آن معنی است کہ از معقولات ثانویہ است نہ امر مشکل۔ و امثال آن است و دیگر صور مثالیہ را
کہ عالم جبروت می گویند صفات حق ندانند صفات حقیقیہ علم و قدرت صفات اضافیہ عبارت
از خالقیت و رزاقیت و امثال آنها است دیگر کشف ملکوت و جبروت کہ باصطلاح شہا است
و عبارت از کشف در عالم حس و مثال است بکشف در عالمی است کہ بحقیقت موجود است
و وجود او عین وجود حق است نزد صوفیہ موحده و غیر وجود حق است نزد علماء و بعضی از صوفیہ و
اگر بہ ناگاہ کسی نہ عین و نہ غیر گفتہ باشند بآن معنی است کہ شہامی گویند و آن معنی مخالف عقل است
بہ آن معنیست کہ نہ عینست من حیث الاطلاق و نہ غیر است من حیث الوجود۔ و آنچه نزد کان در
صفات الہی گفتہ اند معنی آن در کتب مبین است۔ القصہ اگر شمارا دریں سخنان توقفی باشد امر کنید
تا چندے از عالمان محقق بلکہ بعضی از صوفیہ را نیز جمع کردہ بیان این امور نمایم۔ بمنہ و کمال کرمہ

در سفارش عالمیکہ دولتندے طلب نمودہ بود قلے فرمودہ اند و ایں دولتند در عبادت
بنائت موفق و در زمرہ صلحا بود بر حسب ضرورت بخدمت سلاطین مبتلا شد و تا وقت تحریر اینچہ نشود
می شود ہنوز اوصافش بخیر مائل است و کثیر العبادت است۔

۵۶۔ بیکے از دولت مندوں حق تعالیٰ و سبحانہ عافیت امور را در مستحبات و مرضیات
فرو داد انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفی مسلما والحقنی بالصالحین۔

بس گبر کہ از کرم مسلمان کردی
یک گبر و گبر کنی مسلمان چہ شود

بالجملہ مقصد یہیں است امید کہ ہمتے بندید و فاتحہ بخوانید کہ حق عز و علی ایں فرود افتادہ عاجز
را بہنتہائے ایں مطلب برساند بقیۃ المقصود خدمت مخدومی اخوندی بر حسب ارادہ شہا ایں ہمہ
ساخت قطع کردہ رضا و خوشنودی شمارا بر فراغت و آرام خود اختیار کردند پاداش ایں عملی نیست
مگر آنکہ شہانیز خوشنودی و رضائے ایشان را بر مراد خود بکنیزید احسن کم احسن اللہ الیک

اصلی محقق است والدعاء مع الاخلاص -

۵۷ - من از محیط محبت ہمیں نشان دیدم
کہ استخوان عزیزاں بساحل افتادہ است

بعون اللہ تعالیٰ بولایت بلخ رسیدیم از جماعتی کہ در مسند ارشاد مقرر اند علم عدم مناسبت ذاتی تاثیر نیافتیم بشمرغان بقصد ملازمت ملا کہ رفتیم بحمد اللہ تعالیٰ بر منزل خود و بصفا و نظر آمد خدمت مولوی بکمال تجرید باطن اند آثا معرفت از ویوان شعر ایشان کہ دریں ایام در اتمام آند ظاہر و ہویہ است و دستہ روز آنجا بودم زیارت هزار فاضل الا نوار برہان المحققین و حجتہ المشریین حضرت خواجہ احمد اقدس سرہ در خاطر ممکن بود آنجا نیز نتوانستیم قرار گرفت شکستہ و مایوس طے منازل می کنیم تا بعد ازیں چہ روتے و ہد بفاطمہ اداوے نمودہ باشند بفتہائے مقاصد برسند ناظم مناظم طریقہ درویش نظر مجذوب الاطوار بندگی قبول نمائند فریاد از نفسہائے از کشف برخاستہ و ایشان از حال ما غافل نباشند والسلام

صالحہ از منتسبان آستان ہدایت نشان بود و تجویز آمدن بجنور شریف منی فرمودند بہ تقریبی از شوہر ش حال صالحہ مذکورہ را پسیدند و ایں نوشتہ را فرمودند کہ شوہر ش نزد او بروہ بخواند و بفہماند شوہر حیراں بماند کہ عورتے ہندی نام را دے کہ فارسی خوب منی داند ایں مضمون را چہ طور تواند فہمید لیکن حسب الامر زفقہ نزد او خواند و معنی را ہندی گفت ظاہر شد کہ خوب فہمیدہ و ایں صورت در نظر شوہر مذکور از خوارق عظمیٰ می نماید

۵۸ - بہ یکے از زنان صالحہ ملاحظہ بکنید کہ در وقت صفائے دل مراقب نفی و اثبات اند یا اثبات تنہا و بر تقدیر یکہ نفی و اثبات باشد تحقیق نمائند کہ نفی معلوم و اثبات مجهول است یا نفی معلومی و اثبات معلومی است یا نفی مہوم و اثبات معلوم است و بر تقدیر یکہ و اثبات معلومی است یا نفی مہوم و اثبات معلوم است بتقدیر یکہ اثبات تنہا باشد نیز تفتیش کنند کہ اثبات معلوم است یا اثبات مجهول است و در صورت اول معلوم جدید است یا قدیم بارے بر تقدیر لہ شاید یہ مودت ہندی نژادے ہوگا (میزدانی)

اثبات تنہا کو شمش نماںد تا اثبات مہول شود
واند اعنی کہ مادر سے دارد

لیک چو نے بو ہم در نارد
القصہ سعی و اہتمام در نفی می باید کرد و بیج معلوم در خاطر نمی باید گذاشت۔

۵۹۔ حق سبحانہ و تعالیٰ تاج کرامت و لباس معرفت و محبت خود را بر وجہ اتم عطا نمود ہ
مستقیم دارد۔ این از پاور افتادہ گرفتار را بہ پر تو سے ازاں مشرف گرداند و رعنایت نامہ جناب
خواجہ حسام الدین مرقوم بود کہ واسطہ نا نوشتن کتاب بفلانہ عدم ظہور احوال و مقامات است
چہ حکایت رسمے راجہ نویسم عجب است نسبت محبت و واد طالب زواید اخبار نیست مجرود
صحت و استقامت شریعت و صفائی توجہ بحضرت یحییٰ و غلو محبت و گستگی از ماسوی
مطلوب است اللہم ارزقنا بحرمة النبی و آلہ

۶۰۔ بہ شیخ احمد مرندی۔ برادر عزیز میاں شیخ احمد و محمد صادق دُعائے مخلصانہ قبول نماںد کتبہ
کہ مشتمل بر شرح احوال مشائرا الیہما بود رسید۔ الحمد للہ و المنة کہ دوستاں را با خود می دارد و در خاطر بود
کہ جواب بہ مقدمہ را علیحدہ بتفصیل بنویسم غایتہ الامر تا مشافہہ مذکور نشود و شفا سے تمام حاصل نمی
شود بناً علیہ ترک نمودیم بار سے محمل آنکہ حال محمد صادق بغایت اصیل است و حال شیخ احمد کہ گاہے
توحید است و عبارت غایت شاہد است از علم بعین آمد و از گوش باغوش در اں مقام نوشته محل تفتیش
است کہ یارب مطالعہ احدیت و کثرت یا توحید صوری اگر اول است مبارک است و کمال و
اگر دوم است بر تقدیر سے اصیل است و بر تقدیر سے معلول اکنوں محل تفصیل تقادیر نیست اگر
سوم است خود البتہ معلول است لیکن ظاہر عبارت مشائرا الیہ ناظر و دوم است انشاء اللہ تعالیٰ
کہ از قسم اصیل باشد دیگر آن کہ باعی محمدانہ کہ نوشته بودند در غایت سفاہت است حاشا کہ قائل

لے رباعی محمدانہ این است اے دروغا کس شریعت ملت انمائی است ملت ماکافری و ملت ترسانی است
کفر ایماں ہر دو زلف و روئے آن زیبا بی است کفر و ایماں ہر دو انداز یکسانی است

آن مقبولے باشند نہاد ادب نگہدارید کہ کارخانہ الہی محل استخار و غیرت است والسلام

ایں رقمہ در جواب عرضینہ مخدومی ملاذی میاں شیخ احمد سلمہ ربہ نوشتہ شدہ۔

۱۱۔ بہ شیخ احمد سرمندی بحق سبحانہ و تعالیٰ در مدارج کمال و تکمیل ترقیات جبہ نہایت کرامت نمائند کتابتے کہ قاضی زادہ آورہ بودند بشریف مطالعہ آن رسید بخاطر داشت کہ مفصلاً جوابی بنویسد در وقتے کہ بر سر آن آمد آن کتابت را نیافت الخیر فیما صنع اللہ الحق تحقیق و تشخیص ای نوع سخنان جز بمشافہ و حضور بدست نمی آید۔ چنانچہ مکرر تجربہ کردہ باشند بارے آن قدر کہ مجید نوشتہ آنست کہ حضرت خواجہ احرار نہایت رافعا و عیسیٰ داشتہ اند و از خواجہ قدسی انتظام ایشان چنان معلوم می شود کہ تا سالک بحقیقت تجلی ذاتی نمی رسد ایں معنی بدست نمی آید تا در مشاہدات کہ در مراتب تنزل است بند است گرفتار آن مشاہدہ است اگرچہ بدوام شہود و استقامت آنکہ عبارت از اتجا و مشاہد و مشاہد است۔ و فمائی آنکہ عبارت از استتار آنست و سطوت وحدت آن گرفتار و نظر نمی آید ہمانا کشف بقائے صفت ارادہ و فمائیے مرادات وین مقام است فاذا کشف الاستار ای ظہر سترتھا ظہوراً عینیا و اندراج العلم بین السائر و المستند تحصل ما اشار الیہ الشیخ الکامل سید الاحرار فی وقتہ فطوبی لمن ادركہ۔ ایضاً مشرب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ وحدت وجود نیست آری شہود و ایشان شہود اکمل است۔ فرق آنست کہ جماعتی از علماء اشیا را معبودم خارجے میدانند و ظہور ایشان را در خارج چون ظہور صورت در مرآت می گویند و ذوقاً موجود جنیکی را نمی داند و حضرت شیخ با وجود قوت شہود و ارتفاع آن اشیا را موجود خارجی می گویند و نیز فرق دیگر در حقیقت اشیا است کہ جماعتی اولی مظاہر شیون اصل می دانند و ایشان نیز آنکہ بہت قوت حال اشیا نسباً منسباً شدہ باشند امر دیگر است با وجود صفات و افعال را باصل خواہد و اولیاء و مقام لا تبقی ولا تذرا از جملہ احوال است و آنچه شیخ کبیر محمد الدین ابن عربی فرمودہ از علوم است حال را با علم نزلے ہست اما علم را با حال نزلے نیست۔

من از شہر کلام نہ از ازاں وہ کہ توئی باہمہ خلق جہاں دار مدارے دارم

لہ باقاعدہ اعراب کے استعمال سے اسے شہاد و مشاہد پڑھا جائے۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اذ ابائے ممکنین است۔ حق شناسی است۔ در مرتبہ حق آں قیام
می نماید و آنچه شیخ مہندہ قدس سرہ فرمودہ در جواب سائل است چوں سائل از حال سوال کردہ
بود ایشان نیز از حال جواب گفتند۔ والدعا

این رسالہ بہ التماس یکے از مخلصان مخصوص الالہ شہادۃ عظیم القدر شروع فرمودہ بودند۔ چوں
آں عزیز از خدمت حضور بہ وطن خود رخصت شد دیگرے بہ التماس گستاخی نتوانست نمود و ایشان
ما خود تقید بہ این امور نبود بل احترام تمام ظاہری شود بہ این سبب این رسالہ نام تمام ماند۔
۴۲۔ رسالہ نام تمام در سلوک۔ بدان اید کہ اللہ تعالیٰ بتوہ القدس کہ طریق وصول بقضائے حقیقی دو
است۔ یکے طریق نفی و دیگر طریق اثبات۔ اگرچہ طریق اثبات با طریق نفی مندرج و لازم است و
از اصناف طریق نفی یکے طریق غیبت و بخودی است از لوازم وجود جسمانی خود و صفات او چوں
بہ کمال این غیبت می رسند ظلمت حادثہ روئے بہ نور انیست می نهد و شعاع آگاہی بجناب الہی ظہور
می کند۔ چوں جذب باطن بجمال آں نور قوت می یابد بے شعوری از لوازم وجود روحانی نیز دست
می دہد و حجاب بالکلیہ مرتفع می گردد و بشجرہ سر دران آتش حقیقی بہ تمام و کمال می سوزد۔ اکنون
دریں خلوت می تواند کہ کسوت معرفت پوشانند و بعد از سر بر آوردن از آن گرداب دیدار آب
و این باب دہد لمن الملک الیوم باللہ الواحد القہار۔ این وجہ خاص است اقرب طرق
است واسلم و اودوم۔ رعایت وقوف قلبی کہ عبارت از توجہ است بقلب صنوبری موصل این
طریق است و ہم چنین رعایت بازگشت نیز در ذکر بوجدان مذکور محمد این طریق است و ہم چنین
بدون رابطہ از قضائے سیدہ بجانب قلب صنوبری بہ تمام ہمت محمد این طریق است و ہم چنین مجرد
صحبت و نشست و برخاست با ہم کنال از اباب وصول نیز موصل بہ این طریق است و معنی
اندراج نہایت در بدایت دریں طریق است خلوت و رانجمن کہ یکے از اساس طریقہ نقشبندیہ است
بحقیقت دریں طریقہ است چہ ابتدا بہت معینے کہ حق را سبحانہ بہ اوست متوجہ حق صرفت می شود

۱۔ یعنی حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ مہندہ سے مشہور ہیں۔

و در طرق دیگر چنانچه بیان خواہم کرد خلوت با حق صرف نیست خلوت بہ انوار کشوفہ و صور تجلیات
 و امثال آن است۔ و همچنین نظر بر قدم چہ ظهور انوار و ادوار کم است کہ بے پروا گندگی نظر باشد۔
 درین طریق چوں سیرش مستدیر است نظرش تمام بر قدم است بل بر قدم چوں قدم سالک ہماں
 نظر است ہر دو یکے است و همچنین سفر و وطن چہ سیرش مستدیر است۔ روشن است کہ ابتداء
 توجہ ایں سالک بوجہ ایست کہ منبع شیون و منشأ انسان است و سیرش تمام مراتب ظهور
 نور اوست و دیگر ہمیں سیر اصل صفات ذمیمہ از زمین باطن کندہ می شود بے آنکہ سالک خود را
 در مقام قلع آہنہ بیاورد و خاطر را پر اگندہ و متفرق گرداند پس بحقیقت ہماں سیر حاصل است
 بے حرکت اقدام و همچنین ہوش و روم کہ عبارت از دوام توجہ است بجناب حق سبحانہ و تعالیٰ
 آن غیبیہ کہ ابتداء ایں طریق است آن نیز از مقولہ توجہ است ہر چند کہ بہت ضعف باطن سالک
 با تیرہ باشد مخفی نماند کہ از جملہ امورے کہ مناسب ایں طریق نیست۔ یکے مطالعہ کتب صوفیہ
 و شنودن سخنان بلند ایشان است چہ جمال آن مواجید کہ بفہم سالک می آید خاطر او را بخود می کشد۔
 و در و رزش ایں طریق علیہ فتوہ می افتد جمال ایں نسبت را نمی بلید مگر منہی۔ ازیں مقدمہ بدریاب
 کہ سماع کلمات و اشعار توحید آمیز و امثال آن چہ نسبت دارد۔ ایں ہم و فنیکہ در لباس نغمہ نباشد
 والا خارج محبت است۔ سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معانی باشد اما سماع طبیعی کہ
 سماع نغمہ است محل اختلاف است۔ عامہ علماء حرامش میدانند و جمع مشائخ در مقام علاج تجویزش
 کردہ اند نہ آنکہ او را از قربات و اندوآلہی گویند و جمعے دیگر بہت تزویج و تزئین مستحسن شمرودہ اند۔
 لیکن مبتدی را اہل آن نمی دانند چہ ہنوز از ارباب قلوب و اہل محبت نشدہ طبیعتش بر ہماں نغمہ
 می اندازد و از معانی کلمات و ذوق آن بے بہرہ می ماند و جمعے دیگر ہر چند کہ مباحث می دانند اولی
 ترکش را می گویند چنانچہ از قطب طریق خواجہ بہاء الحق و الدین مشہور است کہ می فرمودند نہ ایں کار
 می کنم و نہ انکار می کنم ایں مذہب صاحب فتوحات مکیہ است رضی اللہ عنہ۔ نزد ایں نور انعم سماع
 نغمہ قطعاً روحانی نیست رقت حاصلہ ازیں سماع را رقت طبیعت میگوید و حرکت او را حرکت طبیعیہ
 و میاں عمل متحرک بسماع نغمہ و میاں سالک متحرک بحرکت دوریہ از استماع نغمہ ہیچ فرق نمی ہند۔ ہمدراں
 کتاب از ابویزد بسطامی کہ از مشائخ ایں سلسلہ عالیہ است می گوید کہ او کمرہ میداشت۔ استماع

سماع

نغمہ را۔ و ہمد راں کتاب از اقطاب نیاب کہ اکبر ایشان صدیق اکبر راضی اللہ تعالیٰ عنہ می گوید
و منہائے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ می نویسند کہ ایشان قاتل بساج نغمہ نیستند و ساج مقید نغمہ
راوین خالص نمی گویند و بہ حکم اَللّٰہِ الَّذِیْ یُنِیْ الخالص ترک او نموده اند۔ ہمد راں کتاب حضرت
صدیق و سلمان فارسی و ابو یزید بسطامی را کہ داخل شجرہ پیران ما اند از کبرائے ملا مقید می نویسند و ملا متی
جماعتی رامی گوید کہ در کسوت عامہ مسلمانان اند و در ظاہر بہ عملی از عامہ ممتاز نیستند و در تمام مقام شریعت
اند و منابع سنت چنانچہ سراسر جماعت حضرت رسالت پناہ راضی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم می نویسند۔
حاصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق ما نیست۔ و آنکہ جمعی بہت علاج تجویز کرده اند و بریں طریق
سند می شود و چہ آل علاج عباد و ذوی الاحوال و ذوی الاشتغال راستہ مزاج شرب اہل این
طریق از حشمتہ مقربین است عباد و از باب احوال را ازین مشرب نیست۔ و چون ایشان در مقام
لَا تُلْهِیْہُمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ می در آیند و صبر مع اللہ را رعایت می کنند از
ذوی الاشتغال نیز نیستند۔ سخن بہ طول انجامید و از خلاصہ مقصود باز ماندیم۔ اکنون بر سر مقصود
بیانیم۔ دیگر از اصناف طریق نفی طریق بے شعوری از صور اجسام عالم است۔ صاحب این طریق عالم
را خالی محض می باید۔ سلطان وحدت از ورائے کثرت بصیرتش را بخود کشیدہ و ظلمت طبیعت غبار
دیدش شدہ۔ لاجرم در بر زخ حیرت مجوس مہطل ماندہ چون آل کشمش قوت یابد و صورت خود را
نیز برباد دہد و از غرابت مقام بر آید عروس مقصود و کسوت نور صاف جلوه گر آید و تمام عالم حق
را یابد معری از نقوش و اشکال و الوان و تعدد۔ بعد ازین ہر خد کشمش قوی تر جبستی کمتر آل
نور لطیف تر و چشم سالک روشن تر۔ در مقام فنای جسمانی کہ بعد از کمال لطافت بظہور میرسد بہت
معیّنہ کہ میان روح و بدن ثابت است بنیندہ نیز حق رامی یابد لیکن بہت وجود روحانی حجب مخفیہ
باقی اند چون در ہمیں طریق عروج نماید جہات و معنی نورانیت بلکہ این دید را نیز گم کند چیران صرف شود
نہ عالم و نہ خلایق متوہم و نہ نور و نہ حضور چون این حیرت غلبہ نماید فنا بر اتب وجود روحانی نیز بوسد
بعد از افاقت اگر مراتب بقا حضورش بتدریج شود و تفاوت ہا در خود یابد کہ جز او کس نداند این
زماں حاصل معرفتش آنکہ در عرصہ وجود جز یک ذات نہ بیند انّ الی ربّک المُنْتَهِی غالب این
است کہ صاحب این دید صور عالم را وہم و خیال و اند و نمود بے بود شناسد و اگر از ہاں طریق

اول بر این وید برسد متحیر شود و هو توحید المحبة و کشف الغلبة یعنی از غلبه محبت و
 نظر کشفش جز یک ذات مانند غالب برین سالک حیرت است نه آنکه صور عالم را و هم و خیال
 گوید مخفی مانند که صاحب طریق دوم از طریق نفی اغلب آن است که سر او را از راه رابطہ بسر
 مرشد و اصل اتصال دست میدهد و از ان اتصال نور را گاهی کسب میکند و متوجه طریق اول
 می شود لیکن پیش از آنکه آن نور بکسب قوت گیر و هم به تبعیت نظر مرشد نظر طالب بجهت عالم می افتد
 چون آشنائی نور وحدت شده بوی مقصود و از و رای صور و رے اروا تش را بخود می انگند فیظهر
 ما یظهر مما سلف من مراتب التَّكْوِينِ لیکن این چنین طالب را بشارت است بوسعت
 دایره اگر فضل حق و استگیری کند و در پرتو تحقیق بر ویش بکشایند بعد از ان که به منتهای جذب رسیده
 باشد بر این وحدت را در کثرت در یابد و مستغرق وحدت صرف شود فَاَتَّخَذَ الشَّاهِدُ
 وَالشَّهُودُ وَالْمَشْهُودُ

کجا غیر کو غیره کو نقش غیره سوی الله و الله ما فی الوجود
 این تجلی تجلی ذات است و مخصوص است به بعضی از کمال افراد انسانیت اینجا از تعین اول حلقه
 بگیر و چون تنزل نماید و تا بر تبه شهادت برسد تمام موجودات عینک چشم بصیرتش شوند و آینه
 صفات اصل گردند تعین ثانی نیز علی حسب عینیت الثابتة در احاطه اش در آید تواند بود
 که عین ثابتة اش مکتوف شود و خود را عین تمام موجودات بیابد و در ظاهر نیز تمام موجودات را
 مرآت خود به بنید و همچنین تواند بود که اسم الباطن از جهت فوق وحدت تجلی نماید و سر رشته مقصود
 را گم کند
 سُبْحَانَ مَنْ عَزَّ فِي ذَاتِهِ سِوَاهُ
 فهم و حسد به کند کما شش نه برده راه

این مقدمه تجلی احدیت است و تجلی احدیت اسم الاله عز و به ظاهر علم می نهد - فهو الاله
 كما كان فظهر ما قال اهل الشَّيْخَةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي الْإِلَهِيَّاتِ مِنْ مَرَاتِبِ التَّنْزِيهِ
 وَالتَّقْدِيسِ عِزَّ أَنْ التَّنْزِيهِ قَدْ عَلَا وَاسْقَطَ الشَّرْكَهَ فِي الْوُجُودِ فَالتَّوْحِيدُ اثْبَاتُ
 الْقِدَمِ وَاسْقَاطُ الْحَدَثِ - اینجا در ویش بپاره عاجز محض و مفلس صرف است بعد از این این
 راه را نهایت نیست اللَّهُمَّ لَا تُخْرِمْنا مخفی مانند که در آشنائی این سیر و سلوک بعضی را و قانع و

کشف دست میدهند چنانچه خود را و عالم را تمام آب می یابد. یا باد یا آتش. علی حسب اللطافه. و همچنین آن
 آب را مثلاً خشک می بیند و مطلق از شعور میرود. این کشف در اول قدم است. مقدمه گم کردن صور
 عالم است تواند بود که در آئینه همین کشف حق در صور مثالیه تجلی کند بل در صور حسیه نیز و توحید صوریش
 دست دهد. چنانچه خود را در عروج بنید و در نور عرش خود ناچیز گرد و. این مقدمه احاطه شهود است و مطاعه
 وحدت و کثرت. چون سخن بعروج رسید سخن واقع و کشف را قطع کنیم و طریق دیگر را از طرق نفی بیان نمایم
 بدان اسعدک الله تعالی که طریق دیگر از طریق نفی طریق معراج تحلیل است. و در این طریق نفی صفات بشریه
 می شود. و بقدر آن نفی سالک را مناسبت بر مراتب علویات از سمادیات و ملکیات دست می دهد چنانچه
 در آئینه کار خود را و در عروج می بیند و بقدر خفّت به طبقات سموات می رسد و بعضی را از ایشان عجائب ملکوت
 مکشوف می شود و بهشت و دوزخ و لوح محفوظ و غیرها در نظر می آید تا آنکه به عرش الرحمن می رسد و در الواء
 ذی العرش خود ناچیز می گردند. چون در این مقام تمکین می یابند و جذبات قویه دست می دهد از مادیات و طبیعت بالکلیه
 می برآیند. تولد ثانیه بظهور میرسد و نور محیط و الله من و ذرایهم محیط مکشوف می شود و بقائے وجودی
 متحقق می گردند. مخفی نماند که این طریق گاهی در درجات طریق ثانی مندرج می گردد و لیکن چون بعضی را
 خالص همین طریق پیش می آید طریق دیگر ساختیم تحقیق آن است که الطریق إلى الله بعد الانفاس
 المخلداتی هر کس را چیزه دیگر پیش می آید لیکن بحسب توجه سالک منقسم به سه قسم شد. به بنیم که توجهش
 بوجه خاص است یا بنور محیط یا بفوق العرش. الأول هو الأول. کذا الثانی والثالث. ازینجا است
 که طرق اثبات را طریق رابع ساختیم چه توجه سالک در بر اسم الظاهر است اول قدم توحید صوری
 می افتد. میان او مقصود هیچ نیست که نفی کند و مقصود برسد. این معنی بحسب نظر اوست نه فی الواقع.
 و لهذا از توجه مرشد و از تبار قلبی سالک انجذابش بمقصود قوت می گیرد و فی الجمله از حس غائب می شود
 و شکسته در اختیار صوری افتد و عالم بصور انواریه منقسمه الالوان از کدورت و حمرت و بیاض و صفرت
 سواد و بیرنگی درجه بعد درجه علی حسب مراتب التدریج فی السالك ظهور میکند
 لیکن در هر مرتبه نظر بر همان بند است و همان را حق میداند. چون غلبتش قوت یابد و حق در کسوت نور
 بیرنگ مشاهده نماید لیکن عالم شهادت از میان تمام برتیزد. وجود و عدم او در نظرش نه باشد این زمان
 بطریق ثانی در آید. اگر گمشد هم چنان در قوت باشد از طریق ثانی هم عروج نماید و به طریق اولی اقتضا میکند

نزدیک به اواخر منازل اوچوں دریں وقت رسوخے پیدا کند و سر بر آرد۔ باز نظرش بہ طریق اول افتد
 ہمہ را حق باید بچوں و بے چکوں نہ نور و نہ بیرنگی۔ و تواند کہ در ہماں طریق ثانی باختر رسد۔ اگرچہ در آخر
 نظر سالک طریق ثانی در غلبہ حضور بانظر سالک اول یکے است۔ چہ سلوک سالک اول در مرتبہ بر اوست
 و درجات غلبت و حضور و حیرت و بقا و تنزل او در ہماں مرتبہ صراط او صراط مستقیم است۔ چوں سالک
 طریق ثانی را ہم نظر راست و صراط مستقیم دست می دهد ہر دو نظر یکے می شود و فرق بہ وسعت و عنیق
 می ماند اگرچہ چنان در ضیق خود بماند و اگر ترقی کند و وسعت یابد ہر دو یکے است۔ مخفی نماند کہ از اقسام
 ترقی ترقی بطریق کشف است کہ عالم مثال۔ الخ

۴۳۔ من سچم و کم زیچ ہم بسیارے
 از یچ و کم از یچ نیاید کارے

من بے سعادت بے دولت عمر ضائع کردہ را شرم می آید کہ نام عزیزان خود برم چہ جائے
 آنکہ ازیشان سخن گوئم اما چوں بعضے از براء راں مومن را بایں حقیر حسن نظنے شدہ ازیں ہمت کہ
 بزرگان را خدمت و ملازمت کردہ و زیارات مزارات کہ خاندانہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ
 سرہ می فرمایند۔ غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست
 تیج لا برکش کہ آن معبود تست

ہمگی ہمت براں دار کہ ترا سچ بانیستے در دل غیر حق سبحانہ نباشد ہرچہ غیر حق سبحانہ در دل ترا بخود
 مشغول گرداند بہ لا الہ الا اللہ گفتن آن چیز را از دل خود دور کردہ چنان کن کہ آن چیز را دشمن خود
 دانی ہمیشہ از حق سبحانہ بہ نیاز آن خواهی کہ بغیر خود بہ سچ چیز گرفتار نگرداند
 ترا یک حرف بس در ہر دو عالم

کہ بر ناید ز جانت بے حسد اوم

پس اگر مبتدی خواهد کہ مشغول شود باید کہ اہل را کوتاہ گرداند و صبر کند حیات خود را بنفسیکہ
 وے در آن است و دریں نفسیکہ آخر انفاس خود دانستہ است بد کہ لا الہ الا اللہ بایں طریق مشغول
 شود کہ در لا الہ ہرچہ غیر حق است از دل دور کند و در لا الہ حق عزوجل را بمجودوی و محبوبی ملاحظہ

کند چنانچہ ہر باب سے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ گوید بدل گوید کہ نیست هیچ معبودے مگر حق و چنان کند کہ هیچ ترک نہ کند ہمہ حال باین مشغول باشد قدم اول در توبہ نصوح است و اعتقاد درست بطریقہ اہلسنت و الجماعت و عمل بموجب کتاب و سنت و باز داشتن از ہر چیز شریعت ازاں نہی کردہ بعد از اقتصار بر ادائے فرائض و سنن و بعضے نوافل از شکر و ضو و اشراق و چاشت و نماز تہجد را مشغول شود چنانچہ مسطور است حضرت ایشاں می فرمودند کہ تا حق سبحانہ و تعالیٰ بر بندہ بصفت ارادہ تجلی نکند آن بندہ سلوک اہل اللہ نمی کند و مرید کسی نمی شود و در رسائل اہل اللہ ہمیں سخن است و چون ارادت از پیش حق سبحانہ و تعالیٰ باشد پس امر عظیم است و از ارواح طیبہ این بزرگواران ہمت و استقامت بے عنایات حق و خاصان حق

طلب نماید
گر ملک باشد سیاہ مستش ورق
و ادیم نشان ز گنج مقصود تو را
گر مانہ رسیدیم تو شاید برسی

طلب نماید
درست معلوم
و اللہ اعلم بالصواب

۶۴۔ حق سبحانہ و تعالیٰ عاقبت امور را در مرضیات خود فرو دآرد۔ آنکہ نسبت قرابت خود را ذکر نام و نشان مسطور نہایتیم۔ اندیشہ جز آن نبود کہ طلب بہت اقرباً خصوصاً این نوع قرابت نزدیک خود است و نفس امارۃ را را خوش نمی آید کہ تذلل طلب بکشد۔ کار را بہ خدا بگذرانیم کہ از پرودہ غیب چہ ظہور می کند۔ حق عز شانہ کافی مہمات است۔ علیہ توکل و الیہ ایند۔

۶۵۔ در علو استعداد شیخ احمد سرہندی بہ کسے۔ شیخ احمد نام مردے است در سرہند کثیر العلم و قوی العمل۔ روزے چند فقیر باو نشست و برخواست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کرد بآں می ماند کہ چہ لغے شود کہ عالم با از روشن گردند۔ بچہ اللہ احوال کاملہ او مرآتین پیوستہ ایں شیخ مشائرا الیہ برادران و اقربا وارد۔ ہمہ مردم صالح و از طبقہ علما چندی را و عاگو ملازمت کردہ از خواہ عالیہ و النستہ استعداد ہائے عجب دارند۔ فرزندان آں شیخ کہ اطفال و اسرار الہی انبا بچہ شجرہ طیبہ اند۔ البتہ اللہ نباتاً حسناً الغرض بہت کثرت عیال و علوف و قریبے معاشی تفرقہ در اوقات آں جماعت

شیخ کا نظریں
عزت مجبور
جمہما اللہ

است۔ اگر ازوجہ پہل یک ہر سال قدرے معین بآں خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے درمیاں ایشان قرار دہد۔ بغایت مستحسن است مورت خیر بسیار ہر چند کہ اندکے باشد رکن عظیم از خیرات خواهد بود۔
فقر اباب اللہ اندولہائے عجب دارند زیادہ جرات است۔

۴۴۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بفضل خاص کہ دل بیار و دست بکار و اشتیاق است برساند ہر چند کہ درجات این دو گنجینہ بے شمار است و کمال آن متحقق شدن پس و شوار لیکن بقدر وسع و دست از ایشان باز و اشتیاق زیادتی ظاہر است بشرح کلمتین را علماء طریقت و شریعت مقصدی شدہ و از عمدہ آن برآمدہ اند محمل بیان این کلمہ آخری کہ تعلق بشریعت دارد و مدار علیہا کلمہ اولی است و اصل ہمہ سعادت و ناگزیر تمام ارباب عقل است تکلیف ترویج عجز و لا یجوز نمودن و بطور آوردن آن نسبت بخود و بغیر خود حکمت و بصیرت قل ان کنتم تحببون اللہ فاتبعونی و یحببکم اللہ

و زحاشیہ کتابتے کہ یکے از یاران حاضر بجناب مخدومی میاں شیخ تاج الدین نوشتہ بودند این
سطور مرقوم قلم مشکیں رقم کردند۔

۴۵۔ بہ شیخ تاج الدین۔ خاطر محباں و مخلصان نگران ملاقات فائز البرکات می باشد باحسن وجوہ
میسر گرد و کتابت علیحدہ کہ نوشتہ بواسطہ سستی و ضعف بود روزے چند عارضہ داشتہ منور بقایائے
آن ماندہ فریاد از گرفتاری خلق و غیرت حق سبحانہ و تعالیٰ صورت شفقت از باطن بندہ ہائے خود ظاہر ساختہ
بحکم بندگی بار آن می باید کشید و این نشاء آنچه بریں کس است ہمیں است الشفقة علی خلق اللہ
والتعظیم لامر اللہ زیادہ چہ نویسم۔

۴۸۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَ عَلٰی مَنْ لَدَیْکُمْ۔ ویوا نہائے ایں می گویند کہ دو سال دیگر خواہی ماند و
بعد از آن مختاری حکایت بسیار در سبب تعبیر استہام سابق می کند بالے ارادہ ما آن است کہ تاسی
ما توقف کنیم بعد از آن ہر چہ ظہور رسد۔

ع۔ تا در میاں خواستہ کرد و کار چسبیت

اما شام بعد از رمضان عبوری بایں جانب بکنند و آن جوان بطیاره را نیز با خود بیاورد و در اثنائے
سیر و طیر و از دل او خبر و آراء باشد مثلاً و قتی که آن صورت را بر کرسی دیده بود بعد از شعور حال دل او بود
اولاً یقین بکدام صفت حق سبحانه پیدا شده بود از حاضری و ناظری و غیر سہا ہم چنین در کشف از احوال دے
شیرے بیابند انشاء اللہ تعالیٰ منتہی کرده و دیگر مستعدان را بہ ہر رزہ از دست ندہند آن جوان انصاری را
نیایست گزاشت کہ او و لطفاً و قہراً و نگہداشت او می باید کوشید انشاء اللہ کجا خواهد رفت این زمان
نقاط متوجہ آمدن او بکنید۔

۴۱۔ بہ شیخ تاج الدین برادر ارشد شیخ تاج الدین دُعائے مخلصانہ و سلام مشتاقانہ قبول نموده ملقت
و متوجہ حال فرو ماندگان باو یہ تعلق و گرفتاری باشند۔

صد ملک دل بہ نیم نظری توان خرید
خوبال و دین معاملہ تقصیر می کنند

و السلام علی من اتبع الهدی عزیز من ہدایت مطلق در پر تو ما زاغ البصر و ما طغی
است کہ باطن سالک گرفتار ذات بحت باشد نشان آنکہ باوجود در دوری جمیع مقامات و مشاہدات
و مراتب ظهور و نظر ہمیش حقیر نماید۔

رندی چسبند کس نداند چندند

بر نیسہ و نقد ہر دو عالم خندند

صاحب این حالت بشرط گسستن از این حالت بر مقام بندگی رسیدہ مظهر اسم الغنی شود
فقرش بہایت رسد۔ الفقر اذ اتم هو اللہ۔ این است این معنی بے استغراق کشش الہی و دریافتن
آنکہ این کشش از دست باو و صور کائنات و اشباح عالم سرایش نیست یسیر نیست والدعا۔

بیکے مساوات عالی فطرت کہ از مقبولان ارشاد پناہ بود بواسطہ کثرت جاہ و دستگاہ در زمرہ
خادمان و خانقاہیہا داخل نشد اما از نشست و برخواست کہ اورا میسر شدہ بود و فائدہ ہائے عظیم
باو رسیدہ اگر خود ازاں وقوت چندان ندارد و بعضی ازین فوائد اگرچہ احتمال دارد کہ بواسطہ جہت

پراگندہ برہم زندہ اما در بعض دیگر مستقیم ماند غرض کہ با وجود گرفتاری دنیا مستحق نصیحت و مرحمت بود ایں رقعہ با نوشتہ بودند۔

۷۔ بہ یکے از مساوات حق سبحانہ و تعالیٰ بمیراث کامل بہرہ مند گرداند۔ میراث آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات علم و حال و مقام است اکنون شمار است علم بیکانگی و حضور قدرت تامہ وکیل بندگان بودن و لطیف و رؤف نسبت بطبیعیات و قہار و جبار نسبت بحیارات و عاصیاں و غفور و رحیم نسبت بشکستگان و نادمان و قدر خواہاں و علم بر انحصار سعادت و در طریق شریعت متابعت سنت و از احوال محبت خدا و رسول و متابعان و نیازمندان و محبت آنچه مرضی خدا و رسول است از متابعت شریعت و تعظیم اہل او و از مقامات مقام رضا و وجود شفقت و ترویج شریعت لطفاً و قہراً بقدر وسع و امکان و آنچه از لوازم است عمل بمقتضائے من آتانی ہمیشی آئندہ ہر دولۃ علوم و احوال مقامات بے نہایت پیسر گرد و انتشار اللہ العزیز۔

ایضاً بہ یکے از امراء عالیشان کہ بمرکت الطاف مغفرت پناہی ارشاد و سنگاہی از صفت خود و بعض صفات دیگر بہرہ تمام یافتہ بود۔

۸۔ بہ یکے از امراء حق سبحانہ و تعالیٰ از عنایت بے علت خود نصیب کامل عطا کند۔ اصل ہمین است ہر گاہ و ریچہ عنایت فرو افتادہ مفتوح شود ہم سرش نگران عظمت ہم روش مصیقل محبت ہم دلش تسلیم احکام کتاب و سنت ہم تنفس در مقام استقامت قائم خواہد بود و مقصود آفرینش ہمین است باقی از معارف و کمالات اگر وہی رؤئے نماید کہ دریں اصول مغل نیفتد نور علی نور و الہباء ہنثوراً پس طلب بظہور غائت را بمقتضائے ان کنتہ مخبون اللہ فاتبعونی بحبکم اللہ ناممکن است در مقام متابعت یہاں باید بود اگر بحسب بشریت نقصانے دریں سعادت پیدا شود ہمیشہ نیازمند بودہ و ریزہ از دلہامی باید کرد شاید کہ یک دعا دریں میان کار گر افتد الحمد للہ والمنۃ کہ ایں طریقہ را نیک می درزند و بسے راز دلہائے سالم را نیک خواہ خود می گردانند اللہم زد و حال کاتب عظیم شوریہ و بے سر انجام است۔ سخننہ کہ از تراوش کند بہ بیچ مصلحتی نمی شاید بمقتضائے علم خود کہ ایماں بران دارد سخننہ می نویسد چہ توان کرد چوں اشارتے بتحریر ایں نوع سخنان بود ناچار جرات نمود و الای دلم

کہ من کیائی اس موعظہ ام مرامی باید کہ از ہر چہ گمان نیک و بد بر او بودہ ام تو بہ کنم و ہمیشہ بکلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بر طبق عامہ مسلمانان تجدید ایمان خود می کنم تا نفس با خورسد و از میں و امگاہ شیطان صورت ایمان بدر برم فریاد کہ از صنعت جسمانی و بد فرمائی نفس سرکش از عہدہ این کار ہم نمی توانم برآمد تا عاقبت چہ شود۔ این قدر هست کہ کار بہ ارحم الراحمین است ع
کس با تو زیان نہ کرد من جسم نہ کنم
الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً

۷۲۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کار ہا چنانچہ باید سرانجام نماید ۔

من از تو بیچ مراد سے دگر نمی خواہم
ہمیں دست در بکینی کو خودم جدا نکینی
حاصل آنکہ دل بایار و تن و کار می باید بود و تصوف یکسو نگرستین و یکساں زیستن است
انشاء اللہ تعالیٰ توفیق کامل رفیق باد۔

ایضاً بہ امرائے مذکور قلمی یافتہ

۷۳۔ ایضاً بہ یکے از امرائے مذکور۔ حق سبحانہ و تعالیٰ محفوظ دار و ظاہر یکوم و باطن بنور دل شکستہ و جان مشتاق عطا فرماید بالجملہ مجموع لطائف وجود را در صراط مستقیم بندگی متکفل دار و این گرفتار را در سلک این آزادگان محصور گرداند۔ بمنہ و کرمہ۔

ایضاً بہمیں امرار سعادت یار نوشتہ شدہ بود۔

۷۴۔ ایضاً بہ یکے از امرائے مذکور۔ خدام ذوی احترام شیخ حیدر کہ عمر صرف خدمت و رویشاں و معتدایان طریقت کردہ و در طریقہ مشائخ ترک عظم شاہنم مجاز و متعین اند متوجہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ کرامتہ گشتہ اند بہمت غربت و ناشناختن اوصناع این دیار و بعد موسم فی الجملہ تفکر و نامے واردند چوں بیمار غربا و مشفق فقرا و مضطربین بالفعل جز در گاہ نقابت و سیادت طہر اللہ تطہیرا نیست

رُوبانجا آورده اند انشاء اللہ تعالیٰ بروجہ احسن تلافی فرموده از انوارِ مکرمت مخطوط گردانند۔

۷۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بمنتهائے مطالب برساند ۷

یکے لحاظ از دُوری نشاید کہ از دُوری حسدِ بی با فرزاید
بہر مانیکہ باشی با خدا باشش! کہ از نزدیک بودن ہر زاید

لا یتزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت سمعہ
وبصرہ الی آخر المحدث یعنی ہمیشہ بندہ بزوداید عبادات کہ غیر فرائض است بمن تقرب
میسوزد و میخواند مرضی و قبول من شود تا آنکہ بواسطہ ایں سعی و کوشش من اوراد و ست دارم
چوں بدوستیش برگزینم جذب عنایت من اورا از ولستاند من عین قوی و جوارح او شوم بمن بنید
و بمن گیرد و بمن رود الغرض حتی الامکان مراقب حق می باید بود اورا اجل شانہ حاضر و ناظر خود در جمیع
امور می باید دانست و در مجموع خیرات و میرات مقصود لقائے او و رضائے او می باید داشت تا بمنتهائے
عالی ہمتاں رسیدہ شود۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آل عاجز فروماندہ را برادش برساند بالبنی و آلہ الامجاد۔

بہ شخصے از مخلصاں نوشتہ بود۔

۷۶۔ بہ شخصے از مخلصاں۔ وفقکم اللہ فیما یحبہ و یرضاه محبوب و مرضی حضرت حق سبحانہ و
تعالیٰ در کتب کارشناسان حقیقت بین مبین است۔ خلاصہ تطبیق عقائد بعقائد سلف صالح ملامت
عمل بروفق مذہب امامی از آئمہ حقہ است از فروغ و لوازم ایں سعادت محبت منتسبان حضرت
نبوی است از سادات و علمار دین و فقرائے صادق معرا از بدعت و الحاد قولاً و فعلاً تحقیر مخالفان
و عقائد ایشان نمودن است و ہم چنین فروغ باں نور است دستگیری مظلوماں و رفع حاجت محتاجاں
و عفو مجرماں و مسالہ و حساب زیر دستان مگر آنکہ امرے از حقوق شرعیہ فوت شود آن قدر کہ ازین جملہ
میسر شود۔ سعادت است بترک بعض ترک کل نتوان کرد۔ وَاللّٰهُمَّ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهَدٰی۔

۷۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آل نخل سیادت و طہارت را از ثمرات اصلیبہ برومند گردانند بمنہ و کرمہ ان

بدت عین من الکرم المحقق اللاحقین بالسابقین خداوند است آنچه خواهد کند بہترین
وسائل باین سعادت نیاز و فروتنی و بجزئی بانیکاں بل عامہ اہل ایمان است توشنق امثال ایں امور
صورت تحصیل حاصل دارد لیکن از عالم تذکیر امر سے بظہور نمی رسد۔

مستورہ کہ داعیہ طلب در باطنش پر توانداختہ بود۔ چون شرف صحبت پیسرش نبود از عورات
مشغولہ مستغیدنی توالت شد چه ایں چنین عورات کہ لیاقت صحبت داشتند و فائدہ رسانیدن مستورات
در آنها پیدا شدہ بود و در اں شہر بیچ کیے نبودند از روستے شفقت ایں صحیفہ برائے مستورہ مذکور لطف فرمودہ
۸۔ بہ مستورہ حق تعالیٰ و جل و علے توفیق کامل رفیق گرداند۔ سرمایہ سعادات متابع فرمان الہی و
پیروی سنت رسول او بودن است و خود را از ہر چه نباید کرد از غضب راندن و بدی مسلمانی اندیشیدن
و متاع بے مدار و نیوی نظر انداختن و خود را از سائر مخلوقات بزرگ دیدن و سفر آخرت را فراموش کردن
نگاہ داشتند است بعد از عزیمت تحصیل ایں صفات اگر قبول خداوندی در رسد کلمہ لا ایلہ الا اللہ محمد
رسول اللہ را آہستہ تکرار می کردہ باشند و در وقت تکرار بفرارغ خاطر عالم و عالمیاں را از نظر اعتبار انداختن
شرط ظہور نتیجہ است حق سبحانہ و تعالیٰ در ہمہ حال ظاہر و باطن ہمیشہ ناظر است و طیفہ طالب صادق آنکہ
چشم از مخلوقات پوشیدہ ہمیشہ منظر نظر رحمتے باشد۔

یک چشم زدن غافل از اں ماہ نباشی

شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

باید کہ بدانی کہ اصل فراغ دل لقمہ پاک حلال بقدر حاجت خوردن و ترک اختلاط بیہودہ گویاں و
دنیا طلبیاں کردن است اگر ہزار سال ذکر گوئی و لقمہ ات از وجہ حلال نباشد مقصودت جمال نخواہد نمود۔
صمت و بیوع و شہر و عزلت و ذکر بدوام

نامتاماں جہاں را بکند کار تمام

والسلام والا کرام

۹۔ سرمایہ ہمہ سعادت ہا محبت ذاتی حق سبحانہ است انشاء اللہ العزیز بر وجہ اتم پیسر گردودان

بدت عین من الکریم الحقت باللاحقین بالسابقین ۛ

تو گو مارا براں دربار نیست

بر کر میاں کار ہاؤ شوار نیست

القصہ ہمیشہ امیدوار و نگران می باید بود و تیج کار سے رامانح این نگرانی نمی باید ساخت بالجمله
غم تیج چیزے نمی باید خورد۔ ہر زیانی کہ در ہر کار شود گوشو گفتہ اند جمعیت آن است کہ از ہمہ بمشایدہ
واحد پودازی و رکبات قدسیہ خواجہ پارسا است کہ جمعے گماں بردند کہ جمعیت در جمع اسباب است اور
تفرقہ ابد ماندند و فرقہ بقیں دانستند کہ جمعیت اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشانند
خدا تعالیٰ بحرمت محمد مصطفیٰ و منسوبان آنحضرت علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات این
گرفتار را بکمال این جمعیت برساند حقیقت ایمان کنند و پیوستن است۔

مصرع ۛ یعنی از غیر کنی دل بخت پیوندی

عاقبت کار با دوست ۛ

گر بروی عذر پذیرست برند

ورنہ خود آئند و اسیرت برند

۸۰۔ حق سبحانہ و تعالیٰ باعلیٰ مرتبہ انقیاد و مشرف گردانند۔ عزیزے بہ یکے از دوستان خود
می گفت عوٰنی مشو ملا مشو این مشو آن مشو مسلمان شو تو فنی مسلما و الحقنی بالصالحین
الغرض گاہے بجهت حصول این مطلب برائے ما فاتحہ می خوانندہ باشند این را بترکلف حمل نہ کنند، کہ
مسلمانی کار بزرگ است۔ بی مومہبت الہیہ بدست نمی آید و اثرہ کسی ازاں غالی است حقیقت
تصوّف نیز ہمیں مسلمان شدن است تصوّف یکسو نگر نیستن و یکساں نیستن۔ والسلام علی
من اتبع الہدی۔

این رقعہ بہ یکے از درویشان عہد نوشتہ شدہ۔

۸۱۔ بہ یکے از درویشان عہد سبحان اللہ نمی وانم کہ چہ نویسم پایہ کمال آنحضرت ازاں رفیع تر است

کہ نظر و انش ہر سہیت رسمے ازاں و ریابد تا لحظہ بستانش و بیان چگونگی آں وقت خود را معمور دارد
 لا احصى ثنا علیک خود و بزبان حال و در خلوت خانہ وجود خود با خود و استان زیبائی خود در میان داری
 بے ترامی سزد کہ مستور قباب عزت را نظارہ کنی لا یحمل عطا یا همم الا عطا یا همم و اگر فضل
 ازاں کوتاہ نظر اں در میان آوردہ و خود را بقدر استعداد ایشان با ایشان نمودہ آں را نیز با تو نمی توانست
 شمر و در اظہار آں عاجز آمدہ چارہ جز آں نمی بیند کہ بکلمہ جامعہ انت کما اثبتت علی نفسیک
 اکتفا نمایند چہ آں نمودن کہ اظہار جمال خود کردن است حقیقت شمار است الحق ایں خوشتر چون تو
 راز سے راکہ در خور شدت با خود داری مایز را زیکہ در خور ماست و در میان نمی آریم

ہر کہ رُو ہرنگ یا رخویش نیست

عشق رُو جز رنگ و بُوئے بیش نیست

بیہات چگونم ایں امانتے است کہ از تو بار سیدہ ایں را نسیا منسیا ساختہ و حق را پوشیدہ باغ
 ظہومی و جہولی می باید مبتلا شد لا ایمان لمن لا امانۃ لہ لکہ را از نیجا ست ما عرفناک حق معرفتک
 دریں مستشہد جمع است زیبا تر آنکہ از رنگ کذب نیز مبر است
 آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است

نہ کشف و یقین نہ معرفت نہ دین است

اگر صاحب ایں مقام شمار شمار ازاں نسبت مائے و منے سلب نماید یعنی از ثنائے جمالی منسوب
 نیست عجبے نیست ہر چند کہ ایں کلمہ خیر از مقصود فی الجملہ بیگانگی داشت اما چون سر رشته سخن باں جا
 کشید و در تحقیق معنی حدیث دخلے داشت عنان قلم دست رفت اکنون وقت رجوع و بازگشت است
 ع از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوب است

لَا إِلَهَ إِلَّا أَذَنْ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ وریں صحیفہ حدیث لا احصی
 ثناء علیک انت کما اثبتت علی نفسیک از راہ تاویل بہ پنج صورت بمبین گشت چنانچہ بہ تأمل
 شافی معلوم می گردد مجموعہ ہائے مکارم اخلاق مخدوم زاد ہائے آفاق بندگی قبول نمایند ہاں سخن است
 ۵ زبان سیرت ہر کس ثنا گر است اورا

چہ احتیاج بداح دیگر است اورا

۸۲۔ بدانیکہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی بود پاک زادترین آدمیاں ہیچ خواندہ بود و اہل آل ولایت کہ او در آنجا زائیدہ شدہ و کلاں شدہ نیز خوانندہ نبودند آری پدران پیشین ایشان ہمہ چیز کہ آدمیاں راجی باید دانایان بود و بہترین روئے زمین بودند اما رفتہ رفتہ علم و ایشان نماندہ بود ناگاہ خدائے تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم را بیا فرید و آشنائے خود کرد و خدا را چنانچہ بہ ازاں نتواند صورت بست شناخت و فرشتہ را فرستاد کہ با محمدؐ بگو کہ صفات مرا باد میاں و جنیاں بگوید و از ہر چہ رضائے من در ان نسبت ایشان را منع کند و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں با ایشان تعلیم کند اول فرشتہ انہما را چنانچہ خدا گفتہ بود و محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید بعد ازاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجای عتے کہ بدیدار پاک او مشرف بودند رسانید بایں تقریب خدا تعالیٰ کتابے کہ نام شریف او قرآن است بواسطہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بفرزندان آدم و بفرزندان جن فرستاد اکنوں بندہ مومن راجی باید کہ بدل یقین کند کہ ہر چہ در ان کتاب است و ہر چہ محمدؐ کہ فرستادہ و برگزیدہ خدا است گفتہ است ہمہ راست است و بزبان نیز بگوید کہ خدایکے است و محمدؐ فرستادہ برحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چوں ایں قدر دانست می باید کہ از دانایان تحقیق کند کہ مارا در ان کتاب چہ فرمودہ است چہ چیز می باید دانست و چہ کار می باید کرد در ان کتاب فرمودہ کہ من زندہ ام کہ ہمیشہ بودہ ام و ہمیشہ خواہم بود و ہمہ چیز و انانیتم و ہر چہ قدرت دادم و ہر چہ خواہم می کنم و ہمہ چیز می شنووم و ہمہ چیز می بینم بہر کس از رگ گردن او نزدیک ام قہار و جبارم با وجود از ہمہ کس رحیم ترم و تمام عالم را آدم و پری و فرشتہ و زمین و آسمان و سنگ و چوب و ہر چہ در انہما است ہمہ را من ساختہ ام و می سازم ہر چہ پیدا می شود _____ من پیدا می کنم و ہر چہ نابود می شود من نابود می کنم لیکن رسدن آتش را بہانہ ساختہ است تا در دنیا ہر کس او را بشناسد و کار او را نہ بنید بداند کہ او یگانہ است دریں کار ہا ہیچ شریک و وزیر و کارکن و یاری دہ ندارد و ہر چہ غیر اوست ہمہ را ساختہ و آفریدہ است و دیگر در ان کتاب فرمودہ کہ بندگی من بکنید و آل بندگی نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں است و دیگر حق خدا راں نگہدارید از ما و روید و غیرہ و ہیچ کس ظلم نہ کنید علم ایں ہا بسیار است آہستہ آہستہ از دانایان تحقیق کنید و دیگر بدانید کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوش روتریں و خوش خلق تریں آدمیاں بود ذات او از ذاتہا پاک تر دل او از ہمہ دلہا روشن تر تمام اولیاء گدایان در گاہ او نند ہر چہ در آدمی باشد ہمہ را از ہمہ کس بیشتر داشت و ہم چنین

لہ بدانیکہ کہ بعد کہ غالباً زائد ہے۔

خدا تعالیٰ دل اور خانہ خود ساختہ ہو و ہر چہ می گفت از خدای گفت و ہر چہ می دانست از خدای دانست
و ہر چہ می کرد بقدرت خدای کرد و الحال نیز ہم چنین است و تا خواهد بود ہم چنین خواهد بود چنانچہ کسی را جن
می گیرد و درین وقت ہر چہ می گوید و ہر چہ می کند جن می کند این مثال بعینہ نیست این مثال از برائے آنست
کہ بدانید کہ قرب او بر ہیچ قرب نمی ماند۔

بعد از آنکہ جناب مخدومی استاذی میاں شیخ احمد سرمندی بدرجہ کمال و تکمیل بلوغ نمودند و از بس دید
عظمت و بیہ نہایت حضرت مقصود و عز قدرہ و مزیا طلب کہ آنہ نفس حضرت ارشاد پناہیہ خود را مبتدی می بیند
و نظر حاصل خود نمی انداختند۔ مکاتبات بروش مذکورہ بمخدومے مذکور شرف صدور می یافت و در خلاء و ملا
بر وفق این مضمون ناطق بودند و کمالات جناب مشائرا الیہ را زیادہ از انچہ سلیقہ کاتب و قلم آورد از حضرت
ایشان شنودہ و در چین اوقات بہ این عنایت نامہ نوازش فرمودند۔

۸۳۔ بہ شیخ احمد سرمندی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ باعلیٰ مرتبہ کمال و اکمال برساند۔

وللارض من کاس الکرام تصیب

تکلفے نیست آنچہ حقیقت حال است نوشتہ می شود۔ پیر انصار قدس سرہ می فرمودند کہ من مرید
خرقانی ام لیکن اگر خرقانی درین وقت می بود با وجود پیریش مریدی من می کرد۔ ہر گاہ صفت آل بے صفات
این باشد گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکنند و از ہر کجا بونے بمشام ایشان برسند
در پے آل نہ روند۔ اکنون توقف و اہمال مانہ از استغفار و بے نیازی است موقوف اشارت است۔

چوں طمع خواہد ز من سلطان دیں

خاک بر فرق قناعت بعد انہیں

بارے نسخہ حال وادادہ ما این است خدا بر آنچہ می باید مہتمد گزواند و از عجب و پندار مخلص بخشند۔
بقیۃ المقصود جناب سیادت مآب امیر صالح سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند۔ چوں وقت فقیر مقتضی آل بنود
تفصیل اوقات ایشان و ادن از مسلمانان نہ نمود و لاجرم بصحبت شما فرستادہ شد انشاء اللہ بقدر استعجال و ہر چند
گردند و توجہ لطف کامل بیابند۔ والدہ

بعد از ترک مشیخت و شروع در مزید انزوای سوائے چند نفر مخصوص همه حاضران را
در اول فرموده بودند که بخدمت استادی میاں شیخ احمد سلمہ اللہ بروند۔ چوں گسیختن این چنین
مخلصان بیک بارگی ازین درگاه بغایت امر و شوار بو و طول شدند۔ آخر جمیع را با لطافت و ترغیب
راضی کرده فرستادند و آنها که بے رضا بعض امر عالی می رفتند منع کردند و در آن وقت این
عنایت نامہ نوشته شدہ بود۔

۸۴۔ بہ شیخ احمد سرسندی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بکمال صفایرساند۔ جمیع از دوستان کہ گرفتار
بار وجود ما بودند۔ چوں ما در مضیق و مآہت الالہ مقام معلوم در بند مصلحت و فکر و عقل ما
اقتضائے آن کرد کہ درین برشکال از مقابلہ این بو قلمونی دور افتادہ و رتحت اشعہ آفتاب
شہو و زندگانی نمائند انشاء اللہ العزیز بر نیکی و پاکی آخر رسد فوائد جماعت و صحبت محقق است
و روشن چہ حاجت اظہار ے

ماگہ فتاریم بر مانا و کب بیدار دین

سنبل و گل بر کنار مردم آزاد دین

استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ۔ دیگر دیری است کہ از احوال
شریف خود چیزے رفتے فرمودہ اند انشاء اللہ العزیز خیر مانع باشد بعد از برشکال اگر راہ
استخارہ باشد خواهد آمد والا فلا لیکن آنچه در استخارہ ظاہر شود بمانویسند اگر تعبیر خود نیز
نویسند نور علی نور۔ والدعا

۸۵۔ اللہ تعالیٰ فقرا و مساکین و درماندہ را از برکات برگزیدگان بدرمانے برساند۔
مذتے است کہ نیازے بدرگاہ ولایت عرض نکردہ ایم آریے این پاک کلمہ را قاصدان
صادق عامل می توانند شد بحمد اللہ این قسم خود صورت می بندد۔ دیگر چہ نویسیم سخن در ویشال
بحضرت شما نوشتن بغایت بیشتری است و حکایت اوضاع صوریہ بسیار بے جا الغرض
ما را حد خود می باید و الت و از فضول احترام می باید کرد۔

در ایامیکہ ترک مشیخت فرمودہ اند۔ انزو او تنہائی یا زیادتی می پذیرفت نیز بایاں
مشالیت ہا و تعظیم ہا بروش سابق می نمودند از خانہ باہل مسجد و ترک تعظیم ہائے مریدانہ
این رقعہ را نوشتہ بمسجد فرستادند۔

۸۶۔ بہ اہل مسجد۔ معروض مخاومیم می گوید اند کہ روزے چند مصلحت خود وراں می بیند
کہ بمقتضائے کلمہ قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ در شیخے را بر بند و دریاری
را بکشائے حمل نمودہ آید اکنون التماس آں است کہ ہم چناں کہ کرم نمودہ مشالیت
را ترک نمودہ اند تواضع و تعظیم را در مسجد نیز ترک نمایند در نشست و برخاست و
آمد و شد مسجد ہماں معاملہ کہ برزا حسام الدین و خدمت مولینا یوسف و امثال ایشان
می نمایند بفقیر نیز نمایند خود و بزرگ از ولہ تا میاں شیخ الہدا و بریں عمل نمایند انشاء اللہ
مثاب شوند۔

والسلام علی من اتبع الهدی

مستعدے روزے چند گاہ گاہ بدیں آستان آمد و شدے می کرد و بواسطہ کمی
اختلاط بخادمان این درگاہ و مصاحبان قاصر بہت و کثرت اُمید و اداں و فرزندان نتوانست
کہ تحمل فقر نماید و صلاح در سعی معیشت او ہم ندیدند اصطرار را رخصتے گرفتہ برائے کسب
معیشت رفتہ بود عزیزے از علما کہ از راہ معنی بہرہ ہا دارند۔ چوں بمستعد مذکور قریبتے
داشتند کہ مشار الیہ ازاں سفر مراجعت نمودہ بکسب کمال اشتغال نماید بعرض رسانیدند
کہ در ترغیب آمدن او چیزے قلمے فرمایند بواسطہ رعایت خاطر آں عزیز کتابتے کہ مشار الیہ
بمستعد مسطور نوشتہ بود طلب داشتہ در ظہر آں این چند سطر را نوشتند۔

۸۷۔ بہ مستعدی۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور
ہرچہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است زیادہ چہ نویسم بارے فرصت
وقت بلکہ وقت و نفس را غنیمت شمرودہ بمقتضائے آں زندگی می باید کرد۔ در لیج کہ این عاجز
گرفتار را وقت کار نماندہ و اگر نہ بتوفیق اللہ تعالیٰ وریں و در روزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی

خود می داشت و در جستجوی کیمیائے مقصود تنگ و دوتے می نمود و زندگانی فدلے میں راہ
 می کرد۔ حق تعالیٰ وریں افتادگی نیز در دے و آتشو بے کرامت فرماید کہ کار و جہاں خود را
 در قبضہ اقتدار نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیایم آئین یا رب العالمین۔ امید ازاں
 براور آن است کہ رُوئے برخاک بہ نہند و برائے حصول ایں آرزوئے فقیر از خدا بخوانند کہ
 دعاءُ الغائب للغائب اسرع رجابة آمده واللّٰہ عا۔

۱۴۵

رسائل

در بیان حقیقت نماز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَآيَاتِكَ بِهِ

کہ نماز را حقیقت است و صورت است و ظهور حقیقت او موقوف است بمشرف شدن بہوت خستیا ری و طلوع این شرف ہذا را سلوک مبنی برودہ اصل است اول توبہ دوم و حد سوم توکل چہارم قناعت پنجم عزت ششم ذکر ہفتم توجہ ہشتم صبر نہم مراقبہ دہم رضا و طالب صلوات حقیقی اگر مستعد نزول جذب الہی باشد و قابلیت تقدم جذبہ بر سلوک داشتہ باشد و طیفہ او آنکہ بعد از طہارت باطن بتوبہ نصوح و حسالی کردن دل از آرزو ہائے نفسانی و روحانی کہ مقرر ہر است و توجہ بحضرت حق سبحانہ نماید توجہ بحمل ہیولانی الوصف پاک از اعتقادات مستحسن و مستنکر و کلمہ اتی و جہت و جہی للذی فطر السموات والارض جیفًا را شعار باطن خود زوہد بیکن کشش غیبی در رسد و اُورا از و بتاند و معنی و ما انا من المشرکین بے ادور و جلوہ گر شود و چیل اُورا باز باد بدہندہ تعطش زیادہ شود و تعلقش قوت گیرد و حقیقت مراقبہ کہ انتظار حصول مقصود است بطور آید طہارتش را صغائے دیگر پیدا شود پر تو تجلی ذاتی بزبان حال یا اوبے علتی دے نیازے مطلب را در میان نہد معنی توکل را کہ بیرون آمدن از رویت اسباب است و ریابد اگر لطف حق بد نماید پسند کہ توجہ نیز از و است خود را از این صفت خالی شناسد اللہ اکبر من ان یتوجہ الیہ ایں جا رونماید ایں زمان توجہ دیگر پیشش آید و ما انا من المشرکین را بزبان دیگر بخواند عواس و تو اینش بتمام از عمل معزول شود بصفت عزت متحقق شود و بوارثت قبول خطاب فتح مجلہ نافلہ لک پیدا کند از عمدہ امر و اذکر ہر اذک اذا نسیت ہر اذک تنسیر بہ حق

لہ الیہ میرے فخر میں بھی یہ لفظ الیہ لکھا ہوا ہے لیکن از روئے عربیت درست نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے :
اللہ اکبر من ان یتوجہ الی غیرہ (ترجمہ : اللہ بہت بڑا ہے اس سے کہ توجہ اس کے غیر کی طرف کی جائے)۔

کند و سبحانک اللهم و محمدک گفتن گیر و قدم در مقام توحید و اتحاد بند ازین
جایان ترقی کند کہ کل کائنات را مُضمحل و نابیزاید کلمہ لا الہ غیرک سراز نقاب نواری
برآرد این جا خلاصہ قناعت در معیت ام نیستی اش بیکنند۔ باز تواند بود کہ واذکر ربک
اذا نسیت لباس دیگر پوشیده کار فراموشی او شود خود را بعد قرار داده بمشقت علم صبر
نماید در این موطن حکمت ارسال رسل و نتائج تکلیف پرورش سازند تعوذ نموده بے تکلف شروع
بقرأت نماز کند فتح و بکیش او دهد و بصراط مستر شود و بسعادت رضی اللہ عنہم و
رضوانہ برسد چون در این معیت متمکن شود هم فی صلواتہم دائمون وصف
حال او شود این است صلوٰۃ حقیقی۔ اگر کند ذات پر او تجلی کند خواہ درین منزل
خواہ پیش ازین در منزل فنا حقیقی باطنش از مجموع امور سر و شود در دنیا یافت گریبان گیر
جانش شود و معنی اثنہای عدلًا لا عود لہ وانشینش کرد۔

رباعی ۵

جانا بستمار خانہ زندے چندند بامروم کم عیار کم پیوندند
زندے چندند کس نداند چندند بر نسیم و نقد ہر دو عالم خندند
تواند بود کہ فقرش بہ نہایت رسد و منظر آسم الغنی شود سہو زد و مند باشد این درد
است کہ مقصود آفرینش است عبادت و وجہ ہمیں درو است ۵

۱۔ درو تو تا بد دلم را درد تو لیک نے در خود من در خود تو
۲۔ درو چنداں کے کہ مہیہ دانی فرست تا تو انم آنچہ بتوانم فرست
۳۔ ذرہ درو از ہمہ آفتاب بہ ذرہ درو از ہمہ عشاق بہ

خدمت مولانا قاضی در کتاب سلسلۃ العارفین از حضرت قطب المحققین غوث الاسلام و المسلمین
خواجہ احمد رنقل کردہ اند کہ ایشان می فرمودند کہ از خدمت مولانا جلال الدین رومی پر سید
کہ عقل چیست فرمودند کہ عقل آنست کہ بہ بیچ چیز آرام نیگیرد جز حق سبحانہ و حق آنست
کہ بہ بیچ وجہ مد رک نشود و ہم چنین رستم این حروف از جناب ارشاد مآب مولانا خواجگی
الکنکی و تدریس الشہ سرہ استماع دارد کہ از والد بزرگوار خود و ایضاً بیک واسطہ از مولانا اسماعیل

شیردانی نقل می کردند که تجلی در ذات بخت نمی باشد

دوره سبتان پارگاه است

بیش از این پی نبرده اند که هست

بلکه اتفاق محققین است که ذات مطلق محاط علم نمی شود و سواء اضعیف الی الخلق
اولی الحق را بگوید که محاط علم ناشدن بنفنی معلومیت نه می رساند چه حقیقت علم
احاطه است جناب ولایت مآب شیخ الله بخش علیه الرحمة که مرید مجوس حق و مجذوب وجه
مطلق میرسد علی قوام جوئی پوری بودند بر مشرب تفرید و گزشتگی نام بودند و نهایت همین را می
دانستند الحق این چنین است این معنی اثر گرفتاری بذات بحث است و حقیقت کلمه
لا اله الا الله حضرت خواجہ محمد پارساتس سره در رساله قدسیه از خواجہ بزرگ نقل
می کنند که می فرمودند در بدانت جذبہ ہر گاہ توجہ بہ روحانیت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
کرده می شود اثر آن توجہ بہ تعلقی نام از علائی صورتی و معنوی بود۔ و ایضا در ہماں رسالہ
از حضرت خواجہ نقل می کنند کہ ہر چہ دیدہ شدہ دانستہ شدہ ہمہ غیر است نفی مقصود نیست
مقصود ذات بحث است او در علم نمی آید

بہت کس را از حقیقت آگہی جملہ می پسندند با دست شنی

پس خلاصی گرفتار ال جز بآن نیست کہ بحسب انفاص بنفنی وجود و لوازم او توجہ
شدہ معنی الفقر لا یحتاج مرصہ را نازہ سازد بصفت گرفتاری و غیر آن را باصل
حق کہ کنند سبحان اللہ از غرض و در افتادہم غرض بیان حقیقت صلوٰۃ و صورت صلوٰۃ اکفول
بر سر مقصود بیائیم چوں بیان صلوٰۃ حقیقی نمودیم شرع در صلوٰۃ دوری نایم۔

صورت نماز

لیس کمثلہ و هو السميع البصير۔ تحقیق این معنی نہ در خود جو صمد
تست ترا این بسکہ بدانی کہ حضرت حق جل شانہ سبہ چوں و بے چگونه ایست کہ بہ تیج وجه
در احاطہ ادراک نمی آید لامین مراک الا بصیرا ما باین نیز محیط ہر ذرہ است و ہمہ ذرات

عالم آئینہ صفات روئید ہر کجا۔ علم است علم اوست و ہر کجا قدرتے است قدرت
 او علیٰ ہذا القیاس ہمہ صفات روئند کہ از پرودہ مخلوقات ظہور کردہ اند بل ہمہ اوست مخلوقات
 نمودی اند بے بود چنانچہ در آئینہ می نماید لیکن آئینہ ہم چنان صاف و پاک از صورت صورت
 نہ در روئے آئینہ است نہ در دہون او نمودی است بے بود۔ چوں معنی را دریافتی بر تو یاد کہ
 مراقب حق باشی و حق را حاضر و ناظر خود تصور نمائی بلکہ چنان دانی کہ ہر چہ در تو است از علم و قدرت
 و سائر صفات ہمہ از حق است و تو ہم چنان خالی۔ بے حاصل۔ بل تو بیچ نہ نمودی بے بود
 در خارج ہماں حق است و بس لیس فی الدار مغیرہ دیار۔ وہم چنان ہر صرافیت
 بگمانگی خود و منزہ از انکہ جسم و جسمانی و جوہر و عرض باشد و موجود و غیر موجود ہے نہ لا الہ
 الا اللہ محمد رسول اللہ۔ محمد علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کہ فرستادہ اسم جامع اللہ است
 و بحسب حقیقت علیہ او با و کتاب جامع ہمراہ ہماں آئینہ صاف است کہ بجمت ظہور
 با حسن صور و تقلید با حکام و آثار آل صورت جامع در کسوت بشریت در آمد و اسم محمدیہ گرفت
 پس بر تو یاد کہ حفظ مراتب کنی و اسم مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نکنی و احکام شریعت را
 نیک نگہداری و سعادت تجز در متابعت شریعت ندانی۔

حال است سعیدی کہ راہ صفی
 تو اں رفت جز در سبیل مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم۔

مختصر بیان توحید

کان اللہ ولم یکن معہ شیء کلامے است از مشکوٰۃ نبوت علی صاحبہما
 من الصلوٰۃ افضلہا بظہور رسیدہ والآن کما کان کہ باقیاس از انوار آن مشکوٰۃ بزبان
 بعضی از اکابر صوفیہ جربان یافتہ لحن است بآں۔ چوں دیدہ می شود کہ اکثر متصوفہ این دیار
 مدار این سخن را بر تو جہد می نہند بے آنکہ از حقیقت العالم لم یظہر قط بے خبر
 باشند اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین من شر ذلک الاحتیاط والاحتیاط

بخاطر چنان آمد کہ چندان در بیان حقیقت آن علی سبیل الاجمال بنویسد بدانکہ کان الله
ولم یکن معه شیء اشارہ بہ مرتبہ اطلاق است و تقدّم آن بر سایر مراتب تقدّم
است ذاتی۔ چہ نزد عظمت کشف مقرر گشتہ ارواح کل و تدبیر است الآن کہا
کان عبارت است از آنکہ او ہم چنان بر صرافت اطلاق خود است ظهور مفیدات جلوه
اطلاق را پرندہ انداختہ۔ در آن حضرت ازل وابد ظاہر و باطن در یک نقطہ جمع است چوں
ذرات عالم حی زمان متعارف ہوہوم الاتصال بجز و ظهور بعد م می روند و قہرمان وحدت حقیقی
بظہور می رسد پس در میان ہر دو آن دریا کے لا تناسلی اطلاق مہیا است کہ از کوتاہی ظہور تنقیہ
نسبت باین ہمہ اطلاقات بے انتہا نزدیک است کہ نظر عارف کل شیء ہا لک الا وجہہ
را شمر بیند و آنکہ می گویند حفظ ما بین النفسین و نفس رحمانی است و لہذا گفتہ اند نسبت
بعارف اصلاح بین از حفظ ما بین النفسین بہتر و الاعارف را چہ احتیاج است بحفظ ما
بین النفسین او از و منفک نیست چہ در اصلاح بین و چہ در غیر آن گویم الآن کہا کان
عبارت است از آنکہ اشیا نمودی است بے بود۔ پوئے از وجود خارجی بمشام او نہ رسید
ہم چنان در علم آرمیدہ یا گوئیم اللہ تعالیٰ اعلم کان اللہ بعد از ظہور وقتے بودہ باشد کہ طالع
اللہ الآن آن است و الآن کہا کان نیز ہم چنان با آنکہ الآن کہا کان
باین معنی صحیح است و اگر چہ کان اللہ بمعنی اول باشد یعنی در نظر شہود من ہم چنان بود۔
ترجیحی

من پیچم و کم ز پیچ ہم بسیارے از پیچ کم از پیچ نیاید کالے
ہر سر کند اسرار حقیقت گوئیم زانم نبود بہرہ بجز گفتائے
آینچہ تو کشتی آب وہ و آینچہ عبد اللہ فرا آب وہ۔

معنی لعود

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی پناہ می گیرم بچند از شر شیطان رانہ
شدہ استعاذہ پیش از قرات قرآن چہ در نماز و چہ در غیر آن بر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ

علیه وسلم فرض کرده بر امت متابعت اوست شدہ شک نیست کہ آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات در وقت تکلم بہ کلمہ تعوذ با علی مرتبہ معنی آن متحقق بوده اند پس طریق متابعت آن است کہ بجز گفتن این کلمہ اکتفا نہ نمایند و بحسب باطن خود را عاجز محض شناختہ و دفع وساوس شیطانیہ التجابعا در مطلق بیارند تا قرأت کلام او خالی از کدورت اندیشہاے پرآکنده شیطانیہ دست دهند۔

غنی نماند کہ این قسم تعوذ از مقولہ توکل است یعنی خداے را سبحانہ وکیل خود اندکند و قدرت روی اند و خود را بگوشتہ گزاشتن این توکل از فرغ ایمان است چہ ہر کہ ایمان آورد و آنکہ آفریدگار جزو کل اللہ است و انست آن را کہ ہر فعلی و صفتی کہ از دوا و غیر او بظہور می آید ہمہ بخص قدرت آفریدگار است وحدہ لا شریک لہ از آنکہ در خزینہ رستی او امرے موجود است یا البتہ موجود خواهد شد کہ بآں دفع ضررے یا جلب منفعتے نماید۔

حضرت حق سبحانہ بعد از آنکہ پیغمبر خود را امر بتعوذ کردہ می گوید انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا و علی ربہم یتوکلون یعنی پناہ بخدا بگیر از شر شیطان رحیم کہ غیبت تصرف و سلطنت شیطان را بر آہنا کہ ایمان آوردہ اند و بمقتضای ایمان پروردگار خود را وکیل خود اند کردہ اند اینک شاید صادق بر آنچه بیان نمودیم انشاء اللہ العزیز بارانیز نصیب کامل ازین برسد۔

فصل در کلمات قدسیہ احرار بہ نوشتہ اند کہ ہر ضعیفے را کہ بادشمن قوی کار افتد چوں بصدق و یقین نام از حمل و قوہ خود بیرون آید ہر آئینہ بحول و قوتے از پیش گاہ موید شود کہ بآں حل و قوہ براعدا دین و ملت غلبہ تواند کرد و خدمت مولانا محمد قاضی کہ از خلص اصحاب آنجناب بودہ اند نوشتہ اند کہ ایشان ہر گاہ در مہم باہل زمان خود از سلاطین و حکام چیزے می نوشتند ساعتے سکوت فرمودہ مطلق می ماندند و بعد از آن شروع در کتابت می نمودند و سر سکوت و تعطیل را ہم خود می فرمودند کہ ساعتے خود را از خود خالی ساختہ در مقابلہ کبریاے الہی می سپارم بعد از آن می بینم کہ قلم از جاسے و یکبارگی می شود من قطعاً در بیان نیستیم مقصود از ذکر این سخن آنکہ اگر ہنگام تعوذ و اراؤ تلاوت بحقیقت ایمانے کہ مورد است این قسم تعوذ شدہ کاملے متحقق شود بقرب فرائض مشرف خود

شد چنانچه فاجره حتی یسمع کلام الله را اکابر تحقیق و رای معتمد داشتند و در آن
وقت زبان قاری حکم شجره موسی علیه السلام خواهر داشت - بیت -

بے شک آن آواز هم از سینه بود

گرچه از حلقوم عبدا شد بود

و کلام امام محقق جعفر صادق علیه التحیة که فرموده اتی اکرم آیتہ حتی اسمع

من املتکم را شیخ اشیرخ شهاب الحق و الدین علیه الرحمہ ہم ازین مقام داشتند - ابیات -

چوں پری غالب شود بر آدمی

گم شود از مرد و صفت مردی

هر چه گوید آن پری گفسته بود

زین سرور زان سرے گفته بود

چوں پری را این دم و قانون بود

کردگار آن پری خود چوں بود

رشمہ - حقیقت مراقبہ انتظار است و صدائے انتظار در طلب مقصود است و در حالتی که

طالب از حیل و قوۃ خود بیرون آمده باشد و مشتاقی تقاضای مقصود و مستغرق بجز هوایے او باشد

حل ذکره - دید حیل و قوت اختیار کوشش است و انتظار آستانه کشش - این قسم مراقبہ

جز متنی و قریب الانتظار است نمی دهد - لهذا ابوالجناح نجم الدین کبریٰ قدس سره در بیان

اصل که مدار سورت بالاسلادۃ بر آن داشته این مراقبہ را اصل ششم ساخته - لیکن بندی عاشق را

تقلید منتہی می باید کرد و خود را از حیل و قوۃ خود بر آورده انتظار محض می باید بود اما سائر مراقبات

که مطلوب را متعین شکل و مثال و علم و خیال کرده و عرصه تعقل آرند فرو داین است و معلول

هر چه پیش تو پیش از آن ره نیست غایت فهم نیست الله نیست

لا و هو زان سدرائے روز بهی

بازگشته حبیب و کبیرہ

حضرت سبحانہ و تعالیٰ پیغمبر خود را صلوات الله علیه و سلم فرموده که فاذا قرأت القرآن

فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم مخفی نیست کہ این امر ففرد الی الله وتقرب الیه
 است چه استعاذہ التجا بکسے بدن و در جوار اور قن است۔ پس سنی متابع را سزاوار است
 کہ بعد از دید عجز خود در پناہ حق بگریزد و حق را در دفع و سادس بوکالت اخذ کند یعنی بہ تمام مستغرق
 انوار او شود و در ادائے کلمات و تذہر معانی او توجہ را پراگندہ نکند کہ او حافظ و وکیل است چنانچہ
 می باید بطور می آرد۔ حضرت امام ہمام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما می فرمودند حق سبحانہ تعالیٰ
 و مثل را یعنی خاطر غیر را ہنگام نماز در مایا فریدہ انہا ید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل
 البیت و یطہرکم تطہیرا و فقرات احرار یہ مسطور است کہ نسبت ما بحقیقت نسبت اہل
 بیت است و از آنچہ ایشان نسبت خود را شرح داده اند روشن می شود کہ معنی سخن حضرت امام
 آنست کہ ہنگام نماز در سرمانشانی از ملک و ملکوت نیست نہ آنکہ ایناں ہستند لیکن لباس
 غیرت از برکشیدہ اند چنانچہ اکابر فرمودہ اند کہ در قرب نوافل جہت حقیقت مغلوب جہت
 حقیقت است ۔

چوں تو سازی بہ اہل زمانہ

بدیار قبول قافلہ

برقراے تو وحدت اطلاق

غالب آید بہت در استحقاق

در قرب نوافل یا با وجود لباس نسبت غیرت از ایشان بر افتادہ چنانچہ در باب توحید صوری
 رامی باشد۔ ہذاں ایسا کہ اللہ بنور القدس کہ این قسم تعوذ غنتی را دست می دهد و نزدیک
 بایں کسے را کہ نہایتش در بدایت مندرج باشد لیکن جامعتر را کہ بہ یقین ایمانی مشرف اند تر
 انہما احسان رامی باید از دست نہ ہند الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ
 پس در اثنا ملکوت چنان بیندیشند کہ او ایشان رامی بیند و این عمل را در حضور او می کنند۔
 تنبیہ بعض از عرفا فرمودہ اند کہ انسان مرکب است از روح و سبک محسوس و امر بہ استعاذہ
 مرجوعہ است۔ آنچه نصیب روح بود خود از کلمات سابقہ معلوم شد۔ نصیب بدن آن
 است کہ از مظاهر اسم لفضل چوں رفتار و تاکیل و ملائیس منہیہ و سائر اوضاع مکرر و جد اجتناب نماید

و روئے توجہ بظاہر اسم الہادی بیار و از مجالسان موافق و اوصاف مشرور و مسنونہ و نصیب
 زبان تکلم باں کلمہ است لیکن اگر استفادہ کاملہ بدست نیاید اذال بہ تمام نہ باید محروم شد
 اگر در محلہ جمعے منحرف باشند ہمہ را منحرف نیاید گذاشت۔

اللهم ارزقنا العمل بما فيه والسلام على من التبع الهدى

معنی بسم اللہ و سورہ فاتحہ

بسم کہ در اوائل سورہ است پیش علمائے حنفیہ بجهت افتتاح قرات است نہ داخل قرات
 و اگرچہ بقول اصح داخل قرآن است پس قاری در خواندن بسم اللہ این ارادہ می کند می افتتاح
 قرات خود بنام اللہ الرحمن الرحیم می کنم اسم مبارک اللہ را در حرف طائغہ صوفیہ قرات
 فعلی ارواحهم سه اطلاق است یکے ذات احدیت و دیگر ذات متعبد بمرتبه الوہیت و دیگر
 احدیت جمع مطلق لیکن مناسب حال کاتب سماع مرتبه دوم است کہ قبلہ توجہ سالکان و آرام
 گاہ مشتاقان و رب عالمیاں و مالک یوم الدین است۔

مرتبه اول از عبارت و اشارت مندرجہ است۔ مرتبه سوم واسطہ گمراہی بسیار اں
 توقف و تعطیل سائر اں و مزکہ پاگان است اکنون شرح ہاں مرتبه دوم کہ معشوق عالی ہمتاں
 پاک نظر است۔ بنائم۔ اللہ اسم ذاتی است مستجمع جمیع صفات کمال آپجناں دانے کہ او بود
 با صفات کاملہ خود و عالم نبود و اکنون کہ عالم از عرصہ عدم بہ تنگنائے خیال آمدہ او ہم چہتاں
 برقرار خود است پیش گاہ بقا و ثبات او است و گہراں در معرض فنا و مات جل من لا الہ
 الا ہو لا تفعل کیف ہو لا ما ہو اگر نہ ذاتش پرسی لا تفکروا فی ذاتہ و اگر
 از صفاتش پرسی بدان مجید علو ما یفہم منہ اهل اللسان من العلماء السلفۃ
 مبین ان لیس کمثلہ شیئ و هو السميع البصیر اگر ظاہر است او است چہ مدار ظهور و فعل
 و اثر است و فعل و اثر از و۔ و اگر باطن است ہم او است و پدہ سد کہ محرم حریم شہود است
 در مطالعہ کمال او خیرہ است و چشم سرکہ رئیس کارخانہ نمود است در مشاہدہ جمال او تیرہ او است
 کہ اقرب من حبل الومید است و او است کہ فعال لما یرید است و رحمن

اسم ذات است به اعتبار افاضه وجود مرحقاتی ممکنات را این اسم خاص واجب است دیگر
افاضه وجود بشر نتواند کرد و هر چند که رخنش عام است - رحیم اسم ذات اسب باعتبار افاضه
سائر نعم تابعه موجود را این اسم عام است چه دیگرے نیز توفیق حق بعضی انعامات می تواند کرد
لیکن معنی اش عام نیست چه همه موجودات در همه وقت منعم علیہ نیستند الحمد لله باتفاق
علماء معنی آن است که هر چه از جنس ستائش و ثنا است مختص بالله است - مقصود از این اظہار
بحال حق است نہ اخبار باین علم و لهذا نفس الحمد لله نیز ستائش است علمائے اہل سنت
می گویند کہ عالم با جمیع ذوات و صفات و افعا نش در عرصہ وجود نسبت بخلاق عالم چوں
نقوش است در صفحہ کاغذ نسبت بہ نقاشی اگر جزوے از نقش نیک نباید ویکیے آن را ستائش
کنند بے تکلف ستائش نقاش است اگر گفته شود کہ این سخن منجر بجرمی شود می گوئیم کہ اہل سنت
در آدمیاں صفت خستیار را بے آنکہ اثرے براں مرتب شود مخلوق می گویند و باین قدر از
جبر یہ انبیا زے یابند - اہل تحقیق از اولیائے مکاشف بر صحت این معنی مجتمعند اللهم ثبتنا
على القول الثابت -

وصل صوفیہ موصوفتہ س اللہ تعالیٰ ارواہم کہ از خواص اہل سنت اند با وجود علم
اقل و تحقیق این می گویند کہ نقوش صور کونیہ کہ بقدرت کاملہ حق سبحانہ و تعالیٰ در عرصہ
نمود آمدہ اند از تجلیات اسم بزرگوار آن ظاہر اند و حق سبحانہ بحسب صفات و شیون خود در
کسوت این با ظهور نمودہ بل ہر دو بیک ظہور ظاہر گشتہ اند و لهذا صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ می گوید - سبحان من اظهر الاشياء وهو عينا اي في الظهور
چه خفایق عالم من ظاہر صفات و شیون اند فی العلم - پس اگر اللہ ذات احدیت بخواص
جمیع محامد از وجہ دیگر نیز راجع باومی شود این علم بغایت غامض است ہر چند محمل تر - بہتر
رب العلمین پرورندہ عالمیاں است ذکر این صفت درین مقام از برائے تحقیق مختصا
جمیع محامد باللہ می تواند بود الرحمن الرحیم بخشندہ وجود است و دہندہ لوازم وجود از
آنجہ ما ج عالم است - ذکر این ہر دو صفت بعد از ذکر ربوبیت اشارت است بشمول
تذہبت مرجم نعم را ملک يوم الدين منتصرف و حاکم روز جزا است ذکر این صفت بعد

از ذکر رحمت بشارت عظمیٰ است مرعایان است را ایاک نعبد و ایاک نستعین
یعنی ہمیں ترا عبادت می کنیم و ہمیں از تو استعانت می جوئیم در این دو امر دیگرے را شریک
تو نمی گردانیم تواند بود کہ ازین عبادت مراد عبادت اضطراری باشد عبادت اضطراری بودن
بندہ است بروقی ارادہ الہی و مضطر بودن در زیر قضا و قدرت در ادوریں صورت ایاک نعبد
عسب معنی مثل مالک یوم الدین می شود یعنی مالک جمیع احوال و اوقات توئی و ایاک
نستعین تا آخر داخل دعا است یعنی از توباری می جوئیم کہ صراط مستقیم را نمائی تا سلوک بر آں
صراط نمایم و عبادت اختیاری من بروقی رضاے تو شود و در صورتے کہ ایاک نعبد بر عبادت
اختیاری محمول باشد مقصود از ان اظهار انقیاد خود است و مقصود از ایاک نستعین یا سپا
معنی کہ مذکور شد یا اظهار آنکہ این انقیاد را ہم بخلق و توفیق تو می دانیم یا طلب ثبات در این
انقیاد و اهدانا الصراط المستقیم یعنی بنمائی ما را راہ راست صراط الذین بالنعمت علیہم
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی صراط چلختے کہ بر آنہا انعام کردہ آل جماعت .
چنانچہ ہم در کلام الہی بر آں تصریح شدہ . نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین اند نہ راہ چلختے
کہ غضب کردہ بر آنہا و ہم چہین نہ راہ آنہا کہ راہ گم کردہ اند . اجماع صادقان و عتقان است
کہ صراط مستقیم صراط اہل سنت و جماعت است از آنچہ در الہیان و نبوات و علوم آخر
گفتہ اند۔

وصل : صاحب کتاب فتوحات مکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیدہ چند بر عقائد
ظاهر علماء افزودہ . بے آنکہ نفی آنہا کند چہ خلاف عقاید سلف صالحین جز ضلالت و غرابی
بیچ نیست محمد اللہ تعالیٰ اعتقاد ما بریں قرار گرفته و مسبب می داریم کہ بریں بمریم و بریں مشو
شویم . اکنون شرح عقیدہ آن بزرگ را در الہیات نمایم بنمائی ما را صراط انبیاء و صدیقان نہ صراط
آنہا کہ ہمہ خلق می بینند و از مبدأ خبرے ندارند خواہ خلق صرف می بینند چنانچہ دہریہ و طبیعیہ
کہ ایشان مغضوب علیہم اند و خواہ بعنوان خفایت می بینند چنانچہ بعضے از صوفیاء کہ در توحید
صوری معطل و محبوس اند کہ اضلہ اللہ علی علم . در حق ایشان درست است تمام بخود و اثنال
خود گرفتار اند و روی توجہ از مبدأ گردانیدہ اند ایشان ضال مضل اند و نہ مراہ آنہا کہ ہمہ

حق می بیند و پس عالم را خیال محض و شعبه صرف می انگارند مبدء ایشان نیز از راه برآمده
 اند و پلور بر سوسطای می نشیند و نه راه آنها که وجود دید حق و خلق خلق را وجود علیحدہ اثبات می
 کنند چه راه ایشان نیز نشاء به راه انبیا نیست مراد از این راه همان معرفت است نه باین معنی
 که معرفت این با خلاف معرفت انبیا است حاشاء ایشان برگزیدگان اند آری معرفت
 ایشان آن وسعت ندارد که معرفت انبیا پس صراط مستقیم در معرفت با اعتقاد آن صدیق کامل
 دید حق و خلق است لیکن خلق را وجود علیحدہ نمی بل چون وجود صورت در مرآت که می نماید
 که هست و بحقیقت نیست و این نمود بقدرت کامله حق پیداشده و خلق عالم عبارت
 از این اظهار است و عالم در علم حق ثابت است نه آن اثبات که علما متکلمین در صور علمیه
 نسبت با ذعان می گویند بل ثباتی از جنس ثبات خارج یعنی موجود خارجی بحسب شیون
 و صفات در علم تنزل نموده و خفایای عالم ظاهر گشته و این خفایای بعد از خود باصل و ظهور
 در وجود چون ظهور صورت در مرآت مخلوق و ممکن شده و آثار و افعال ظاهر از ممکن از اصل
 است چو ممکن پرده دار شده بحکم **لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ أَنَاثُهُ** محبوبان را در تصور می آید که
 فعل و اثر از ممکن است **وَالْحُكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ كَالِإِلَهِ الْأَهْوَاءِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**
آمین چنین باد بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اکابر تحقیق قدس شد تعالیٰ او و احم تعظیم ظاهر مخلوقات
 را از ادب مقام معرفت داشته اند چه این با بحالی جمال مطلق اند.

وصل - بدان اید که الله تعالی بنور العتدس که منظریت ایشان در مطلق را
 نه باین معنی است که ایشان عین مطلقند تعالی الله عن ذلک علواً کبیراً بل باین
 معنی است که بحکم **لَوْنُ الدِّنَاءِ لَوْنٌ مِثْلُهُ** صفات و افعال مطلق از پرده این با بحکم
لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ أَنَاثُهُ هم رنگ این با ظهور کرده و در باب مشاهده را در این اجتماع و کثرت
 بصیرت کامله چیز بر نور ذات نمی رفته نه بآن معنی که ذات در ادراک ایشان می آید بل هستی او
 بر نعمت ذوق و محبت و استهلاک و ضحلال می یابند مثلاً آسپینه فرض کنیم که از غایت
 صفائی آنکه صورتی بر او افتد هستی او را نمی توان یافت اگر یکے عاشق آئینه باشد و در
 پرده صورت چشم بصیرتش شعاع آئینه را دریا بد و از سلطنت محبت و شوق مستغرق هستی

اوشود تواند گفت که جز ذات آئینه نمی بیند خصوصاً که باین سر مطلع شود که صورت ظاہرہ بر
روئے آئینه است و در میان موجود نیست بل نمودی است بے بود موجود ہماں آئینہ
است و پس و بہ انتہی الکلام و تم

بیان سورۃ الشمس

والشمس وضحیٰ یعنی سوگند آفتاب و نور او در ضمن ذکر نور اشارت است بانکہ
تعظیم آفتاب بجهت نور اوست تا از باب اشارت دریا بند کہ تعظیم مظاہر بجهت ظاہری باید
کرد نہ بجهت نفس مظاہر والقمرادی تلہا یعنی سوگند بقر و خنیکہ در پے رود آفتاب را و
قدم بر قدم او بنهد و تفسیر مراد ماہ تمام است - ایں آئینہ با وجود بشارت سابقہ اشارت
است یہ تعظیم چاہئے کہ بجهت کمال پیروی اقتباس نور از مشکوٰۃ آفتاب محمدی نموده اند -

بیت -

بنی چوں آفتاب آمد و لے ماہ

مستایل در مقام لی مع اللہ

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ذکر نور نکرو چنانچہ بعد از الشمس وضحیٰ چہ نور را نور نیست
کانہ کہ قرہاں نوری است کہ از آفتاب بر او منعکس می شود لهذا در قرآن مجید قرہاں نور مذکور
شده و جعل القمر فیہون ذرا تواند بود کہ معنی ایں باشد کہ سوگند بقمر و قمری کہ در پے آفتاب
رود یعنی برہاں خط کہ آفتاب می رود - اور و یعنی سوگند بقمر در وقت کوفت آفتاب چہ قرب
او بافتاب دریں وقت بیشتر از اوقات دیگر است و مشابہت او بمستورالقباب عربی
در ایں محل روشن تر بہت باطنش مستغرق نور آفتاب است و بہت ظاہر کہ قمار پرودہ حجاب
دنایں آیت تنبیہ است بآنکہ بسا شریف و عظیم باشد کہ شرف و عظمت او را ندانند پس
باید کہ بے تامل تحقیق کسے کردہ نہ شود و تواند کہ اشارت پاک باشد کہ ہم چنان کہ تعظیم مطہر
لطف می باید کرد و تعظیم مظاہر قمر نیز باید کرد - مراد بنظر قمر در ایں اشارت آن است کہ
قمر از و بظہور رسد نہ آنکہ قمر بر او واقع شود - والنہار اذا اجلہا یعنی سوگند بر دزد روشن کہ

غبار طلوع و حجاب ابر و ظلمت ہوا انداختہ باشد واللیل اذا یغشیہا یعنی سوگند بہ شب
و قتیکہ پوشاند نور آفتاب را مرا و شب تار است کہ نور شفق و تابش قمر در آن نباشد چہ
ہر یک انہیں دو نور آفتاب است این شب بکمال شبے رسیدہ تواند بود کہ مراد شب خون
باشد کہ در این شب نور آفتاب کہ در آئینہ ماہ ظاہر است پوشیدہ می شود و درین شب ماہ داخل
ظلمت ارض است بخلاف شبہائے دیگر و ایضاً تواند بود کہ مراد شب ایام بیض باشد چہ
آن شب بجمت روشنی کانہ کہ آفتاب را می پوشد یعنی از خاطر با فراموشی می سازد و لہذا
ایام بیض می گویند یعنی در آن اوقات شب نیست ہمہ روز روشن است۔

وصل : صاحب فتوحات کبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آن مودب عارف می فرماید کہ
ایام بیض یعنی مثال ظهور حق در خلق است چہ در آن شب آفتاب و قمر ظاہر است و ہم
چنین فکر کہ در اسم نوریت با حق سبحانہ شریک است در خلق ظاہر است حق سبحانہ و تعالیٰ
نور را از اسما خود شمرده اللہ نور المستلوات والارض و قمر را نیز نور گفته قال اللہ تعالیٰ
وجعل القمر فیہن نوراً بلکہ حق بنظر قمر بحسب این اسم ظاہر است و لہذا روزہ کہ آن
نیز از منقولہ ظهور حق در خلق است و در این ایام معتبر آمدہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم محرم کنا
ان صیام ایام البیض صیام الدھر یعنی اشارت فرمودہ کہ صیام ایام بیض از شمسیت
صیام دھر است و دھر از اسما اللہ تعالیٰ است چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ لا تصیوا الدھر
قال اللہ هو الدھر یعنی رعایت ادب نسبت بہ ہر یکفید کہ او در این اسم شریک است
با حق سبحانہ پس بندہ بمنزلہ قمر است و روزہ بمنزلہ نور و حق ظاہر بحسب این نور و قمر بمنزلہ
شمس و لہذا در حدیث صحیح آمدہ کہ الصوم لی یعنی صوم کہ صفت صمدانیت است
کہ عبارت از تنزیہ از غذا است صفت من است از نیجا سبت کہ تحریر روزہ سنت
شدہ یعنی ادب آن است کہ بندہ اظہار عجز نماید یعنی این صفت خاصہ نسبت من بے
مقوم منے توانم داخل او شد۔

وصلت : کلام حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتبس از مشکوٰۃ بنوی است
گورہ عقل و فہم را در آن دخل نمی باید داد و بلوح سادہ بے شائبہ تصرف و تکلف طبعی می باید

نمود و آنچه بفہم فائدہ از نقصان خود باید بشمرد۔

وصل تعظیم شمس تواند بود کہ بجهت آن باشد کہ طلوع او کہ ظهور صبح است مورت ظهور عبادت
پاکاں است و تعظیم غمی اگر وقت پاشت ارادہ کردہ شود بجهت آنکہ وقت عبادت مسنونہ
بنویہ علی مصدر بالصلاۃ والتقیہ و تعظیم قمر در وقت پیروی او آفتاب را اگر اشارت بہلاک
بداریم چنانچہ بعضی از مفسران داشته اند بجهت آن است کہ مورت بعضی از عبادات
معتبرہ است کہ صیام غرر شہر است۔ صاحب فتوحات بکبہ می فرماید کہ ہر ماہی ہما نیست
از حق سبحانہ و ضیافت مہمان علی وجہ تعجیل مسنون و مدت مہمانی سہ روز و کان رسول باللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بصوم ثلثۃ ایام من عذرۃ کل شہر صرحۃ النساء
عن ابن مسعود تعظیم ہمار در وقت روشن ساختن او آفتاب را اگر عبارت از لیالی ایام بیض
بداریم بجهت آنست کہ مورت عبادت معتبرہ است کہ صیام ایام بیض است۔ چنانچہ در فصل
سابق بیان نمودیم۔

غنی نماند کہ روزی کہ آفتاب را ظاہر گردانند لیالی ایام بیض است بخلاف روز ہائے
دیگر کہ آفتاب آن روز ہا را ظاہر می گردانند این چوں رفتن از اثر بموثر است و آن از موثر باثر۔
آن طریقہ علما است و این طریقہ عرفا و تعظیم لیل و نیکہ پوشاندن نور آفتاب را بجهت آن است
کہ محل فراغ عبادان و آرام گاہ ذاکراں و خلوت گاہ محباں است۔ غنی نماند کہ پوشانیدن
شب نور آفتاب را عبارت از آن است کہ نور آفتاب در این وقت بزنگ عدم
شدہ چہ شاید فوری است کہ بزنگ ظلمت برآمدہ و ظلمت اثر اخفاست بعضی از اشیاء ظاہرہ
فی الیوم این مثال سخت نیکو است در ظہور عالم کہ واجب تعلی و تقدس ہم چنان در مقرر لطف
است لیکن احکام و آثار او کہ اسما و صفات او پیدا ظہور نمودہ اند۔ و ہم چنین ممکن در شگنائے
عدم ممکن نشستہ لیکن حکم و اثر او برآمدہ باحکام و آثار واجب امتناع گرفتہ و حجاب مقصود شدہ
ازیں بیان بدریاب کہ التلیل اذا یقتضیہا را بلیالی ایام بیض از وجہ دیگر نیز می توان
حمل کرد چہ درال اوقات آئینہ ماہ مقابل آفتاب است و آفتاب در وہ تمام ظاہر لیکن
چون ظہور نیست منضیع بزنگ آئینہ از نظر عامہ غنی شدہ و السماء وما بنا ہا۔ یعنی

سوگند با سمان و بنا کننده او یعنی نور و بنده او چہ بنائے او تنویر اوست او ہم چنان در کرم عدم است
در معنی این گفتن است کہ سوگند با سمان و نور او کہ اللہ نور السموات والارض
ما طحتها سوگند بزہین و پہن کشنده او این نیز ہاں گفتن است کہ سوگند بزہین و نور و بنده
او لیکن تنویر سمان بصفۃ شدہ کہ نسبت بہ امورث ارتفاع آمدہ و تنویر زہین بصفۃ کہ نسبت بہ
مورث انبساط گشتہ و نفس و ما سواها یعنی سوگند بہ نفس از نفوس بنی آدم و توبہ
کنندہ او مراد بہ تسویہ نفس عطا فرمودن اوست آنچه او را بکار آید از لوازم وجود نفسانی فالہما
فجورہا و تقواہا پس الہام و بنده او بدی و نیکی یعنی سوگند بہ کسی کہ نفس را تسویہ داد
و پس از ان راہ خیر و شر یاد کشودہ اختیار فعل ہر یک با و داد اکنون نزدیک می شود ہا حکم فاذا
سویتہ و نفخت فیہ من روحی یعنی بعد از تسویہ روحی کہ تمیز نیک و بد اختیار
فعل ہر یک در اوست آفریدہ تواند بود کہ مراد این باشد کہ او را بر خیر و شر داشت بحسب
اختلاف افراد جواب این قسم ہا این است قد افلح من ترکھا یعنی بدستیکہ رستگار
شد کسی کہ پاک گرداند نفس را از آلائش اخلاقی سیئہ چون کبر و حسد و بخل و غیرہ خلک من
الہلکات و قد خاب من دسھا یعنی بدستیکہ نا امید شد کسی کہ گردان نفس خود را بمحببت
و ضلالت و گم کردن نفس عبارت از گم کردن روحی است کہ بعد از تسویہ و تعدیل ارکان او در و
نفخ کردہ شد و از اثر آن نفخ کانہ ہی شد ہذا بسیارے از علما جہر نفس و ہیکل محسوس امرے و دیگر اثبات
نمی کنند و حالا عامہ آدمیان و برین منزل اند و گم کردن روح گم کردن خواص روحانیہ است و در
مرتبہ نہام زندگانی کردن اولئک کالانعام بل هم اضل غیبت و نا امیدی مخصوص
کفار باشد لایئاس من روح اللہ الا القوم الکافرون چہ ہر کہ ایمان آورد و بخدا
رسول و رسل وقت از قید نفس تبام جست و بصفۃ خاصہ روحانیہ مشرف شد بل مخلقہ از
حسناق الہیہ متحقق گشت و لہذا در کتب خفییہ مذکور است کہ الایمان غیبی مخلوق
بیت ۷

ای گروہ مومنان شاد می کنید
ہمچو سرو و سوسن آزاد می کنید

وصل : خدمت مولانا علاء الدین مکتب دار کہ از کبار طبقہ صوفیا اند روزے بملازمت
مولانا عبدالرحمن بجائی رفتہ ازاں سخن شیخ محی الدین ابن عربی کہ ہر کہ از قید نفس ترست روح او
بعد از مفارقت از بدن در تحت فلک قمری می ماند اظہار طاعت می نموده اند کہ بسیارے از
مومنان بریں صفت اند ہر گاہ بعد از مفارقت در تحت فلک قمری بماند بہ بہشت کہ خون
سموت سبز است چو گل خواہند رسید۔ خدمت مولانا عبدالرحمن در جواب فرمودند کہ ہر کہ
ایمان بخدا و رسول خدا آورد اور چند در فلک قمری انداخت کہ عاقبت ازاں رختہ نخواہد
جست بعضے از مخادیم سلسلہ نقشبندیہ ایں سخن را برہیں معنی حل کردہ اند کہ او راں وقت کہ
ایمان آورد از قید نفس بہ تمام جست اگرچہ ہاں یک نفس باشد بعضے از اکابر اولیا فرمودہ اند
کہ ہر کہ یک نفس خالی از شرک و ریاب خدا متوجہ شد عاقبت در نفس آخر ایں نفس و تنگیری او خواہد
کرد و بسیارے از محققین مشائخ بر ایں اند کہ ہر کہ ایمان بخدا و رسول ایمان تحقیقی آورد بعد ازاں
ہرگز نہ و ایمان او نمی شود و ہر کہ بعد از ایمان مرد و شدہ مجرد تقلید داشتہ و آنکہ شافعیہ
انامومن انشاء اللہ می گویند بعضے برہیں معنی حل کردہ اند یعنی انامومن تحقیقی انشاء اللہ
تعالیٰ در صحاح حدیث بنویسے علیٰ مصدر یا الصلوٰۃ والتحبہ۔ آمدہ کہ مامن احدی شہدان
لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ و صدق قلم قلبہ الاحقہ من اللہ علی المنار
متفق علیہ با ایں ہمہ مقرر شدہ کہ بعضے از عصات مومنین در دوزخ می در آئند و مثل نگشت
سوختہ و خراب می شوند و بعد ازاں در حوض حیات شست و شویافتہ بار روح تازہ و زندگانی
نوبہ بہشت در آئند چکنابت شود بطغواھا تکذیب کردند قبیلہ شود بطغوتہا بسبب
طغیان آل قبیلہ مر صالح پیغمبر را اذا انبعث اشقیہا یعنی تکذیب کردند و راں وقت
کہ برخاست بدیخت ترین ایشان کہ دستہ ابن سالف نام داشت با جمعی بقصد پیک کردن
شتر صالح فقال لہم رسول اللہ پس گفت مرا ایشان را رسول خدا یعنی صالح علیہ السلام
ناقہ اللہ یعنی اجتناب نمایند از شتر خدا کہ بعض قدرت خدا آفریدہ شد و آیتی است
از آیات او۔ و سقیہا و گرد و گردید جائے را کہ او آب می خورد و در نوبت او آب ایشان
کم بود ہر گاہ شتر آب می خورد تمام آل آب را میخورد و لہذا نوبت کردہ بودند یک روز ایشان

میخورند و یک دزدان فکذوبه پس تخریب کردند صالح علیه السلام را و این که آن
 شتر را شتر خدای گفت یعنی این شتر از سحر و جادو و تو پیدا شده فقیر و ها پس
 پے کردند آن شتر را قد نام علیهم ربهم بذنبهم پس بلاک بر ایشان فرستاد
 پروردگار ایشان بسبب گناه ایشان که پے کردن ناقه باشد فسق و اها پس برابر کرد
 عذاب را بر ایشان که خورد و کلاں ایشان خستند و لا یخاف عقباها و نمی
 ترسد خدا عاقبت این کار را که بلاک ساختن ایشان است یعنی پے و لے بیج چیز و بیج
 کس ندارد و نه از و چیز پے فوت شود و نه کسی را با او مجال تعرضی باشد این سوره را بتقریب
 که بعضی از مردم واجب لرعایت صاحب الاخلاص التماس نموده بودند تفسیر و تاویلات
 فرمودند۔

بیان سوره اخلاص

بسم الله الرحمن الرحيم

این سوره را سوره الاخلاص برائے آن گویند که از استماع این سوره اعتقاد بنده با فریدگار
 از غبار شرک جلی و خفی خالص می گردد و فی الجمله اخلاص در عمل نیز دست می دهد اما اخلاص اعتقاد
 از شرک خفی آن است که در الوهیت اعتقاد بذاتے بند و که در عرصه امکان بیج گونه مثلے
 را نباشد۔

والا آن معتقد خود ممکن خواهد بود۔ ازاں است که اکابر فرموده اند که التوحید افراد
 القدم عن الحدیث و هم ازین جاست که ابوعلی دقاق رحمه الله علیه در توحید حاکم فرموده
 که التوحید عزیم لا یقضی حینه چه اضحلال رسوم و آثار بشریت بالکلیه گاه گاه دست
 می دهد و آتھ کا البرق الخاطف می گردد بلکه ازین سوره صاحب دوستی را که صفائے
 قلبی باشد توجیدی در پرده اعتقاد بدست می آید که حال او بیج خلوتی را بتیسر نیست سخن با
 مدینه اعلم کرم الله وجهه که الاخلاص نفی الصفات شک نیست که توحید درین درجه تعلق
 با حدیث ذات دارد و تجلی در مقام احدیت قطعاً نمی باشد اگر چه یہ نعت احدیت باشد

فَهِم مِّنْ قِبَلِهَا اَنَا اَشْرَعُ فِي الْمَقْصُودِ جَمْعُ اَزْكَرَهْ كَقَوْلِهِ اَلَمْ يَكُنْ لَّكَ خُذًا
 چہ چیز است وچہ میخورد و میراث از کہ گرفتہ و میراث او کہ می گیرد۔ این سورہ نازل شدہ
 قل هو اللہ احد یعنی بگو اے محمد کہ شان این است کہ خدا بیگانہ است اور اچہ چیز است
 نتوان گفت اور ایسچہ گوئد اشتراک با چیزے نیست تا چہ چیز گفتن درست افتد پس معلوم
 شد کہ در او تعالیٰ شانہ ایسچہ گوئد کثرتے از جوارح و صفات زائدہ نیست بل ذات مجرد و ہستی
 صرف است این جا محل آن آمد کہ وہم تعطیل افتد و بے صفت محض گفتہ شود و او جرم دیرے
 اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی اللہ تعالیٰ مرجع الیہ محتاجاں است و این معنی بے صفات کاملہ مقتصد
 نیست پس اللہ احد اللہ الصمد بمنزلہ لیس کمثالہ شیء و هو السميع العليم
 است حاصل این توحید آن است کہ بیگانہ ایست کہ بے آلہ و جارح و بے زواید صفات
 بنفس ذات خود می داند و می شنود و می گوید و ہر چہ می خواہد می کند لمیلد یعنی ابد این
 رو قول یہود است کہ عزیز علیہ السلام را ابن اللہ می گفتند و لم یولد و زائیدہ نشدہ
 این رو قول بعضے از نصاریٰ است کہ عیسیٰ علیہ السلام را خدا می گفتند و لم یکن لہ
 کفوًا احد این رو قول مشرکان عرب است کہ خدا را ہمتا اثبات می کردند۔

بیان سورہ شلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قل عوذ برب الفلق بگو پناہ می گیرم با فریدگار صبح من شرّ ما خلق از شرّ آنچه خلق
 کردہ است از جن و انس و سائر مخلوقات شریرہ تواند بود کہ مراد یہاں صبح باشد و شرّ جمع عباد
 از شرّی کہ در بیداری بجهت لوازم بشریت روی می دہد و سرور آنکہ در صبح شرّ یا صریحاً اضنا
 نکر و چنانچہ در غناسیق کہ شب است کرد بجهت تعظیم شان صبح کہ آواہن ظهور النوار است
 و باشد کہ این معنی مثل آن است کہ بعضے فلق را عبارت از خلق داشتہ اند و مراد عوذ برب
 الفلق من شرّ ما خلق دانستہ اند و آوردن شرّ عبارت ما خلق اشارت است بآنکہ
 شرّ او بخلق نمی است لیکن تصریح نہ شدہ بلکہ ظاہراً مضاف بمخلوق شدہ تا راہ بندہ بین الجبر والقدر

باشد قدر ظاہر و جبر باطن و من شر غاسق اذا وقب یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر
شب و قتیکہ داخل شود تاریکی او ہمہ چیز را مراد شب تارا است و شر از شر حشرات و اعداء
کہ در آن وقت ظهور می کند اضافه شر شب نہ بمصادر صور یہ شر است بل بہجت مناسبتی کہ
میان شب و شر است تواند بود مناسبت آنکہ شب بہجت عدسے بطور می آید چوں شعاع
آفتاب فرو میرود و شب می آید ہم چنین شر پیش اہل تحقیق بہ نسبت انعام امرے است
نہ بہجت وجود امرے۔

وجود غیر محض است چنانچہ در مجلس مبین شدہ و ایضاً اشارت تواند بود بآنکہ ادباً فرمودہ
اند کہ ادب آن است کہ مدام را بظاہر نسبت نہ دهند بل بظاہر مرتبط دارند و از سیاہ
گلے رو بزمند چنانچہ در معاصی بہ بندہ از استعداد و کسب خود انستہ دینا ظلمنا گوید
نہ آنکہ نسبت بوجود بدھد گوید کہ من منظرے پیش نیستم ہرچہ در من است از جائے دیگر
است یا گوید من چہ کنم ہمہ خلق و وقت دیرا دست مخفی نیست کہ از صبح و شب حضور و غفلت
ارادہ می توان کرد و ہم چنین از غاسق خلق ارادہ می توان کرد و اصل لغت غاسق متملے
دیگر را می گویند خلق این چنین است کہ پراست از قیوم خود اگر نور وجود از یک ذرہ او دو
شود بہاں لحظہ آن ذرہ جسم می رود و ایضاً غاسق سائل را نیز گویند خلق نیز سائل ہست
کہ الا عرض لا یبقی زمانین و پناہ گرفتن از شر خلق آن است کہ در خلوت
خانہ سر نیاید و حجاب مفضو نہ گردد و من شر التفات فی العتد یعنی پناہ می گیرم
بر ب صبح از شر دمنندگان در گرہ ہا۔ این اشارت بقصد ایست مشہور کہ بعضے از دختران
عرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سحر کردہ بودند باین طور کہ در اسنہ بنام آنحضرت گرہ ہا زدہ بودند
و کلمات سحر خواندہ بر آنہا میدہد بودند و آن اسن را در چاہے بزرگے نہادہ بودند معوذ
تین برائے کشادن آن گرہ ہا فرود آمدہ چہ پیش از خواندن معوذتین اصلاً کشادہ نہ شدہ۔
و من شر حاسد اذا حسد یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر حاسد و قتیکہ بمقتضای
حسد خود عمل کند ذکر شب بعد از خلق تواند بود کہ اشارت بآن باشد کہ خلق نیز چوں شب
ظلمانی است اگرچہ اورا متعاسی از برزخیت است و رنگ وجود گرفتہ شب نیز بہجت نام

کہ مدار اور برآں است در امت تمام پرزنجیت است سایہ بزرخی است میان نور و ظلمت و
 لهذا اور احکم ضویر ثانی می گوید ان الله تعالی خلق الخلق فی ظلمة علیهم من
 نور و ذکر نفائات بعد از شب بجهت سیاه ولی آنهاست و اشارت بآنکه ایشان از
 شب تیره تر اند و ختم بر حاسد چنانچه از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی است
 اشارت باشد بآنکه چیزے در عالم بدتر از حد نیست بعبی نیست اگر این دختران نفائات
 بجهت حسدے کہ بہ بعضے از ارواح مطہرات آنحضرت داشته باشند این عمل کرده باشند
 در شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ مسطور است کہ بجهت آن سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 یکسال از عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خافہ محبوس بودند

بیان سورة الناس

بسم الله الرحمن الرحيم. قل اعوذ برب الناس بگو پناه می گیرم برب بیدگار
 ملک الناس بادشاه الناس اله الناس معبود الناس من شر الوسواس الخناس
 از شر وسوسہ کننده پس خزنہ اشارت بجهت و بے قوتی اوست بعضے از اکابر فرمودہ اند
 کہ دشمن را چنداں عظمیٰ نھے باید نہاد۔ حقیر می باید بشمر کہ در مغلوبیت او دخل دارد۔ و ایضا درین
 ضمن کمال عجز خود را نیز ظاہر کردن است۔ پس خزیدن شیطان در وقت ذکر بیت آدمی است۔
 ہر گاہ بندہ غافل می شود و وسوسہ می آید و ہر گاہ حاضری شود پس بر می خیزد الذی
 یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس یعنی آن شیطانیکہ وسوسہ می
 اندازد اور دلمے آدمیاں از جانب جن و انس

وسوسہ کہ از جانب جن و انس می اندازد و تو اند بود کہ بجهت دید قدرت و فعل
 در ایشان باشد این وسوسہ ۳ قسم است یکے مجر و خواطر و خیالات است این نسبت بکے
 است کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ ایمان دارد بآنکہ خالق افعال عباد حق است سبحانہ لیکن بظاہر
 عقل و حس مشاہدہ می کنند کہ افعال عباد مربوط باختیار ایشان است و دم آنکہ خالق
 افعال عباد را دانند چنانچہ معتزلہ نسبت بہمہ آدمیاں و جنیان می گویند و بدتر از این است

عمل عامہ حالاً نسبت بہ یک دیگر چہ معتزلہ فعل بندہ را با قدر حق می گوید یعنی حق تعالیٰ اورا ہم چنین آتش سوزیدہ کہ ہر چہ خواہد می کند و عامہ در معاطلات ازین ہم ذہول دارند۔ سوم آنکہ بندہ را بالوہیت است نہ کنند چنانچہ فرعون و شداد را کردند۔ دفع و سوسہ اول آن است کہ حق را از خلق جدا نذاند و فعل و صفت خلق را اسباب فعل و صفت حق بداند و بالوہیت را عبارت از ظهور رب بصورت مرئوب اعتقاد نماید ازین جا است آنچه شیخ اوحدی فرمودہ ۔

تا جنبش دست ہست مدام
سایہ تختہ ک است ناکام

پس استغاذہ رب الناس مناسب این است ازین معنی و سوسہ دوم نیز مرتفع می شود بیکس استغاذہ بہ ملک الناس لائق بآن است کہ جز ایشان ظاہر شود بدانکہ شبیہ و سوسہ دوم است آنکہ ظہور قدرت را در و ظہور تمام اعتقاد نماید تا میان او و معتزلہ جز بظاہر و منظر فرقی نماند علاج پناہ بدون بملک الناس است کہ مرتبہ جمع است تا ظاہر شود کہ مدار شبیہ ازلیست است انک لا تہدی من احببت ولكن الله يهدي من يشاء چون سید ولد آدم را این حال است دیگرے را چہ رسد و ایضا ظاہر شود کہ ہر چہ کہ قدرت و فعل و منظر اوست خلق و تاثیر در منظر انہیست عالم در ہر آنے مجسم می رود و مثل آل بطور می آید و خلق و تاثیر بہ تمام از مرتبہ الوہیت است باین سخن و سوسہ سوم نیز دفع شد بلکہ بہاں تفرقہ ظاہر و منظر دفع شدہ بود صورت فرعون و شداد را بالوہیت گرفته بودند نہ حقیقت ایشان را لیکن استغاذہ بہ الہ الناس در دفع او مناسب است۔

وصل : و سوسہ ختاس از سہ قسم بیرون نیست یا بمعیت می اندازد یا دل بندہ را در تصرف خود آوردہ ملکہ خواطر و خیالات می کند بے آنکہ ظہور معیت شود یا بکفر می اندازد فعوذ باللہ من شرہ ۔ و قسم اول التجا رب بدون مناسبت است چہ شخصیت واسطہ موت می شود چنانچہ بعضی از اکابر کشف و تحقیق فرمودہ اند کہ عصاۃ در دوزخ می میرند نہ کفار کہ صفت ایشان لایموت فیہا ولا یحیی است و بالوہیت واسطہ وجود حیات و در قسم دوم کہ ملکہ و مسخرہ شیطان است التجا بملک بدون مناسبت است

و در قسم سوم انتخاب الہ بر دل مناسب تم۔

ترجمہ دعائے قنوت

ترجمہ دعائے قنوت : مقصود از این دعا عرض صفات طیبہ پس کردن است و این صفات را وسیلہ نزول رحمت بر ایشان ساختن و خود را در ظل حمایت ایشان افکندن بزرگان گفتہ اند کہ خوشبختی را در میان ایشان در خزاں و از ایشان و از دوستان ایشان فراموشی کہ چہ دانی کہ چگونہ رسوائی۔ پس مصلی در مقام مناجات می گوید کہ خداوند ما جماعت مسلمانان ترا بہدو گاری و آمرز گاری می گیریم یعنی پیشہ و کار ما این است و در ہر چیزے کہ از خیر صادق بامی رسد بدل تصدیق می کنیم و زبان اقرار می آریم کہ امانا و صدقنا و ضامن ذوق خود ترا می دانیم۔ بل و پس پر وہ اسباب اعتماد ما بر تست حجلہ کیفیات در خاصیات مسخر فرمان تواند و در ہر چیزے ستائش تو می کنیم و شکر تو بجا می آریم و کفران نعمت تو نمی کنیم کہ آن چیز و نعمت را از دیگرے شناسیم و شکرے دیگرے بجا آریم و کفار فجار را لباس حیات از بر می کشیم و ترک ایشان می گیریم خداوند اتر عبادت می کنیم و برائے تو نماز می کنیم و سجدہ می آریم و دریں نماز و سجدہ بسوئے تو سعی می کنیم و دریں سعی سرعت می نمایم و امید رحمت تو میداریم و از عذاب تو می ہراسیم ان عذابک بالکفار ملحق این حجلہ از تسمہ دعائے خیر مسلمانان است یعنی عذاب تو بکافران پیوستہ باد و از ایشان بپیش گوینہ حسب ادائی میگرد و بلکہ و دعا بحقیقت ہمیں است و ما سبق از مقدمات دعا۔ والسلام والاکرام۔

بیان آیت و حکم

آیہ اینما تولوفتم وجہ اللہ

کہ از کتاب برکات الاحمدیہ الباقیہ معروف بہ زبدۃ النفاذ نقل شدہ از نسخہ

قلبی کہ در سنہ ۱۳۰۰ھ نوشتہ شدہ و در خانقاہ حضرت شاہ غلام علی معروض

بہ خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر است رحمہما اللہ تعالیٰ محفوظ است (از ص ۳۷ تا ص ۴۶)

سخان
دو ذوق آیتوں کا
تفسیر ایک رسالہ کے
عنوان سے حضرت القادری
قلی کے ص ۳۷ سے ص ۴۶
موجود ہے۔ معلوم ہوتا
ہے کہ وہ زیان کا حل
اور صحیح ہے۔

برکت پنجم : در تحقیق کویہ و هو معکم اینما کنتم تنبیق فرموده اند کہ سر معیت
غیب ہو حق سبحانہ و تعالیٰ باشیاء در غایت خفا و بطون است حقیقت این دریافت موقوف
است بر پے بردنی بر تنزیہ مطلق و اطلاق صرف آنحضرت و تنزلات او بصور علمیه و بودنی
آن صور پر اندر خ میں الموجود و المعدوم ہی الجامع بین الوجود والعدم فانه من خواص منزل العلم
بیت ۵

از توحید سے بیزنگ یا چندیں صور ہم مشبہ ہم منندہ خیرہ
و همچنین موقوف است بر شناخت آنکہ آن صور علمیه را یک نسبت محمول ایکفیتے بحضرت
ظاہر پیدا شدہ کہ آن حضرت در کسوت آن صور بآئندہ و آن صور آئینہ اسما و صفات
اوشدہ - و اسما و صفات او عین اوست فہو معکم فی العلم والعین روحا کان او مثالا او حیا۔
لیکن معیت خانہ علم پچوں معیت اعمال است با صور جنانیہ از اشجار و قصور بر مذہب
محققین کہ قصور و اشجار آن موطن را بالذات با عمل یکے میگویند۔ پس چنانکہ عمل در موطن
عرض است و در موطن جوہر۔ آن ذات متعالیہ در مرتبہ منزہ است از تعیین و تمیز و اشار
و جہانیت و در مرتبہ قابل این امور و معیت این خانہ عین پچوں معیت نقطہ حوالہ است با دائرہ
موسومہ فی الخارج پس چنانچہ نقطہ را با دائرہ یک نسبتے واقع است کہ واسطہ ظهور دائرہ در
خارج و نمود نقطہ در کسوت دائرہ شدہ همچنین ذات حق و غیب مطلق او را بقدرت کاملہ اش
یک نسبتے بہ تنزلات علمیه واقع شدہ کہ سبب ظهور آن تنزلات در خارج و نمود آن ذات
بحسب اسما و صفات در کسوت آن تنزلات شدہ۔

برکت ششم : وہم بتقریب معیت مفہومہ من الایۃ المذکورہ رقم فرمودند۔ حضرت
واجب جل شانہ بے توہم حلول و اثبیت و بے شائبہ چنے و چگونگی و رہمد جا با ہمہ است۔
سحن ساقی کوثر امیر المومنین علی است رضی اللہ عنہ کہ ہو مع کل شیء لا بمقارنتہ و غیر کل شیء لا
نہرالیۃ۔ اگر اثبیت می بود لا بد بمقارنت می بود غیریت صورت نمی بست و اگر وہم محض
می بود چنانچہ حکماے جسمانیہ میگویند معیت را است نمی آمد و ہر آنکہ روئے می نمود آوازہ المعجز
درک الا وراک ادراک دریں مقام است مریدان و مشائقان غیب ہوبت میگویند۔

کہ ہرچہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لافعی آں می باید کردیکے از عارف رومی قدس
سرہ پر سید کہ حق چہیت و عقل کیست فرمود حق آنکہ بہ هیچ وجه مد رک نہ شود و عقل آنکہ بہ هیچ
وجه جز بہ او آرام نگیرد و مصرع

قلقے است بے نہایت در دے است بے وفا

برکت ہفتم : بہ تقریب بیان کریمہ فایما قولوا فثم وجه اللہ فرمودہ انداگر غلطی حقیقت

این معنی پر تو افکند جو ہرے فرض کن کہ ہرچہ بر صفات آئینہ مترتب می شود از صفات و تدریج
و غیرہ بر ذات او مترتب می شود و ذات او مثلاً موجب نمائندگی صورتی شود بے زیادتی صفات

بس ذات او در خارج عین این صفات آمد و همچنین فرض کن کہ ہر یک از این صفات را در
خیال تو صورتی ہے است چوں شیر کہ صورت علم است در مثال و بعد از این فرض کنی کہ این صورت

خیالی تو منعکس شدہ اند در اں جوہر یعنی یک نسبت مجہول ایکفیتی باں جوہر پیدا کردہ اند کہ سبب
نمائندگی این صورت شدہ بس ہر صورتی از این صورت کہ رو آری در انجا آں جوہر است و بحقیقت بہا

جوہر او آوردہ آں جوہر با این صورت است ہر گجا این صورت است و لیکن آں جوہر منظرہ از این صورت
در خارج بے کماز وجود خارجی بمشام این صورت نہ رسیدہ بیش از این نیست کہ بقدر این صورت صفات

آں جوہر مشاہدہ می افتد و بہ ہرچہ روے می آری بہاں صفات علی بہ صاحب آں صفات
او آوردہ می شود اگر ہزار سال پرواز کنی و ہزار اربعیں بکاری تا جذبہ از جذبات الوہیت رو

بہ تو نیار و صورت اشباح و ارواح را از نظر تو ناچیز نگرداند و محبت ذاتی کہ لکولہ سر تست
در جلوہ نیاید و نسبت مجہول ایکفیتی کہ مقوم ادراک و تقدیر آں محبت است و تعبیر از اں

جز بہ ادراک بسیط نمی توان کرد پیدا نہ شود مرید وجہ اللہ نخواہی شد شناسائی آں خود کجا۔

برکت ہشتم : در عنان تحقیق معنی کریمتین مذکور تین این چند فقرہ تمکین نازنین و نشین تحریر

نمودہ اند کہ قدس اللہ سر قائلما ہے پاک است خداوندے کہ بغیض اقدس خود را شیارا در عرضہ نمود
آوردہ و شیلون خود را در پردہ آں ظهور از تنگنائے خفا و بطون بر آوردہ و خود را در مراتب آں حقبار

در نظر خود جلوہ گر کردہ در تنگنائے وحدت او نشان اثبیت نیست مطلق است از دائرہ

اطلاق بیرون نہ چگونہ اش میتوان گفت نہ چوں قادر می کہ بہ یک کلمہ کن خفتگان خواب عدم

بایدار کرد سر آئینه شوق بر جہتند آئینہ وجود در برابر نشان داشت از سادہ لوحی عکس خود را دیدند و
 پندار وجود در سر آوردند ناگاہ صدائے وہو معکم اینہا گفتیم بہ گوش شاں رسید و بیاقتند کہ معیت جز
 بہ دوگانگی صورت نہ بندد و چہرتے در کار آمد جمال عکس بشارت وجودی و ہر دو لوائے معیت
 اشارہ بعدم میکنند وجود و عدم را در ہم نمیختند وجود را فراموش کردند و در مقصود را بر خود مبتند
 کریم مطلق چہل شانہ بشارت اینہا تو لوائے اقم وجہ اللہ در میان آورد و گفت و فی انفسکم افلا
 تبصرون - تیز گوشان شناختند کہ حجاب خود خودیم خود را از میان می باید برداشت ہنگام
 این دست برد انگشت ارادت بر دامن مقصود رسید فیما از راہ عروقی و روزید و نکبت
 دوست را در تجا و بیت قلبیہ افکند بیچارہ از پلے در افتادہ کرشمہ معشوق در کار آمد و حجاب
 نقاب از میان برداشت و مطمئن لمن الملک الیوم در گرفت چوں نیازی در میان بود سے
 در حجاب ادر او صدائے فاستقم کما امرت بگوش جانفش رسانید - مخور صبحی سر برداشت
 و غلام من عرف نفسه فقد عرف ربه در میان آورد لیکن معنی واللہ من وراہم محیط قلعے در جان
 آورد از یک سو دوع نفسک و تعال و از یک سو فوکل و جہک شطر المسجد الحرام اضطراب سے
 در کار نہاد عنایت امن مجیب المضطر اذا دعاہ پرودہ حجاب را کہ لازم وجود است عینکے سخت
 پیش چشمش نہاد صورت قاب قوسین بظہور رسید - این سخن آخرے ندارد - (تمام شد تفسیر
 و دعایت - وہو معکم - و - اینہا تو لوا)

شرح رباعیات

رسالہ شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار

کہ در سلسلہ تالیف شدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالی ز تصور مستد از خیال

بحان اللہ زہے حد کمتعال

از نور لطافتش ضیاء مشحون

وز سرسراش جہاں مالا مال

نیایش و ستائش خداوندی راست کہ حجاب سراپردہ عزتش انوار نور اوست
و سکان قباب جبرتش غور نور او و اگر نہ در باطن اولیای خود و پرده کشف متجلی گشتے۔
آوازه کماش بگوش جہاں و جہانیاں کہ رسانیدے و اگر نہ در لباس علم حجاب باطن نظر گیال
خود شدے و زتاب آفتاب جلالش ہم و نشانی از این و آن نماندے۔ اوست کہ در کسوت
رسل رحمت بیگانه و آشناست۔ ماسمیت اذا رسمیت بیان سبحان
الذی است۔ محمد احمد بلاسمیم است اورا با خاکیاں چه نسبت او و تقسیم است۔ لیکن
کمشله شیخ و هو السميع البصير صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ تسلیما کثیرا کثیرا۔
اما بعد نموده می آید کہ چون دیدہ می شد کہ بعضی از اہل روزگار بہت پستی فطرت و قلنت
استقامت و بازماندگی از وصول بہتائی ارباب معرفت متقاعد عالمیہ صوفیہ را نوع
دیگر دریافت عبارات و الفاظ ایشان را حتی الامکان بر مفہومات منخرقہ خود فرو می آرند و بعضی
ازین مدعیان بنا بر اصلے چند فاسد بر بعضی از انہا کہ قابلیت تاویل ناقص ایشان ندارد۔ و
صورت قسے در میان می آرند بعضی از مطالب آن بزرگواران را ہم مقتبس از باطن مبارک
ایشان بشرح واضح و بیان وافعی در ضمن چند رباعی ایراد کرده شدہ ہر چند کہ اندکے از انہا
در کتب مغیرہ قوم خصوصاً در رسائل حضرت خاتمی پناہی ارشاد دست گاہی خستہ و نا
مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی بتفصیل کامل مبین است غائبہ الامر لازمی چہ
بآئی مطالب در میان آمدہ کہ دست تصرف ارباب بطلال ازال کوتاہ گشتہ غنی سبحانہ و تعالیٰ
حقیقت وجود واجب و ممکن و سریاں ظاہر را در باطن و سر بیگانی و معنی کانت اللہ و لہم
یکن شیء معہ و ضمیرا لآن کما کانت را بر مستمعان مستعد و مستفیدان صادق
واضح گردانہ بمنہ و کمال کریم و انا العبد المجر محمد السبائی افناہ اللہ تعالیٰ عن ظلمات
نفسہ و البقاہ بالانوار جمالہ بحمد و آلہ۔ فمن تلک الرباعیات

گویند وجود کون کونست حصول نورے بجز از کون نکرد است قبول

و الله که دریں پرده لسان الغیب است بر طبق قواعد است بر وفق اصول
 ۳۔ شناس که کائنات رو در عدم اند بل در عدم ایستاده ثابت قدم اند
 ویں کون معلق از خیال و وهم است باقی بنگی ظهور خود است م اند
 غرض ازین دو رباعی اظهار آن است که ماسوائے حق عز و علی جز در علم شوقی ندارد
 و موجود بحقیقت جز واجب ثوابی و تقدس نیست و آنکه عقول کون و حصول بواسطه اضافه
 می کنند و کاین و ثابت در خارج مبدارند مجرد و بهم و پندار است۔ پس فی الحقیقت کونے که
 در عقول مضبوط با ایشان می شود کونے است معلق به کاین و ثابت یعنی مجرد درک عقلی است
 بے آنکه تجرید به اصلے داشته باشد چنانچه ناقص العقل صورت منتقش در آئینه را کاین
 در آئینه بدر باید و آنکه متکلمین وجود ممکنات را کون و حصول میگویند امریست مطابق واقع و
 مستلزم آنکه ممکنات را جز در علم وجودی نباشد چه هرگاه واسطه ترتیب آثار خارجیہ جز کون و
 حصول نیز اثری از آثار خارجیہ است پس این مقصد که کائنات را وجودی جز کون و حصول
 نیست کنایت است از آنکه ایشان را وجودی نیست هر چند که غرض متکلمین این است و
 لهذا در رباعی اول گفته شد کہ دریں پرده لسان الغیب است۔ رباعی اول را معنی دیگرے
 نیست بغایت لطیف۔ آن معنی آن است کہ وجود کائنات فی الحقیقت جز کون و حصول
 نیست مابیات مختلفه کہ چندین رنگ تعیین را قبول کرده اند حصولی جز در علم ندارد و صفات
 شیون و اجبی در خارج عین ذات است و ذات پنهان بر صرافت پیرنگی خود۔ پس اگر علوم
 باثر یا برافتند مابیات بالکلیہ معدوم می شوند پس افادہ این معنی کہ وجود کائنات کون و حصول
 است مطابق نفس امر است۔ آری بالجمله عقول بشکام تعبیر کون خارجی یکے از دو نسبت می
 باشد۔ یکے نسبت مابیات را بظاہر وجود۔ دیگر نسبت او را باطن وجود و لیکن یافت هر یک
 را در اں دیگر دخل است و لهذا متوهم می شود کہ نسبت مدرکہ نسبتے است بخارج تشبیه نسبت
 حال در محل و یکین در مکان۔ و مکان و محل عرض اعتبار۔ چه غیبت ذات از نظر عقول ناقصه
 پوشیده است۔ آن کون را کون خارجی دانستن و آثار خارجیہ را بر مابیات مترتب ساختن
 تصرف از وهم است۔ ازین تحقیق دانستن کہ مابیات در وجود علمی محتاج شدند بعلم نه بقال

و اگر چه آل فاعل موجب باشد پس شیخ محقق صدر الملة والذین القونوی و تابعان اقدس اللہ اسراراً ہم جعل جاعل را عبارت از تاثیر موثر باعتبار افاضه وجود خارجی داشته نفی بحولیت از مایات کرده اند۔ بنایت اصل است۔ اینجا سخنی باقی است آل سخن آن است که کون و حصول مضاف به هر مرتبه که باشد از مستقولات ثانویه است و اثر سے از آثار او چون واسطه ترتیب آثار تواند شد۔ میگوئیم کون و حصول تعبیر نسبت از نسبتی که مایات را بصفت علم است فی الحقیقت وجود بهمان نسبت است بل صفت علم بل ذات حق چه صفت در خارج عین ذات است همچنین کون خارجی تعبیر نسبت از نسبت مایات بظاہر وجود۔ اگر چه متکلمین وجود را عین واجب نمی دانند بلکه حقیقت وجود را میبایست دانست اگر ازیں سر آگاه می شدند وجود را بهمان شیوے که واسطه قبول این نسبت شده اند می داشتند بلکه ذات واجب میداشتند و وجود را به اتفاق مشترک معنوی می گفتند۔ آگاه باشی که به این بیانی که کردیم جعل جاعل در مایات بطریق ایجاب پیدا شد بیچاره حکمای یک ریافته اند که علم واجب واسطه وجود ممکن است غایب الامر وجود خارجی را و ہم کرده اند۔ هذا۔ اما خدمت کلام شیخ محقق صدر الملة والذین لازم است۔ بار خدا یا مگر گوئیم که حضرت شیخ جعلی را که تبار در اذیان است و آل استناد به فاعل است۔ بے ملاحظه قبول علمی آل را کرده اند۔

۴۔ بنگر کره و رول بیرونش نور در دے ز عجب بگی بصدد نوع ظهور
یا بنده انواع ظهورش باطن و ال ظاهر در پرده وحدت مستور
۵۔ تکوین که دو کون را ضللاً در داده وانی که در عدم چه ساء بکشاده
حادث شده نسبت در رول ابرو در بیرون عکس آل عکس افتاده
رباعی اول و تصور معنی کان اللہ ولم یکن معشی است در باعی ثانی در بیان حقیقت تکوین است
تا و همیت وجود کائنات به وضوح برسد و آثار حسن ارجیه مشاهده به اصل خود که عجب است
تعالی و تقدس طعنی کردند۔ ہاں طالب تحقیق آئینہ فرض کن کر و بی بمعرا از کثافت و کدورت۔
ہم ظاہرش به صیقل و ہم باطن و ظاہرش به اشکال مختلف متضادہ تشکل۔ لیکن وین اشکال جز در
مرآت باطنی اش ظاہر نہ۔ ظاہرش همچنان بر صرافت گزشت خود ثابت۔ اکنون ظاہر مرآت

را ظاہر وجود کہ طرف خارج است بدان۔ و باطن وجود کہ جهت علم است تصور کن۔ و گزشتہ
ظاہر را تعبیر از وحدت ذاتیہ وجود در خاطر آر و اشکال مختلفہ آورا اعتبارات و حیثیات
آں بگیر۔ و این حیثیات را و اعتبارات را در خارج عین ذات بدان تا صورت گزشتہ
اورا کہ عبارت از وحدت و اطلاق اوست ثابت یابی و انعکاس این اشکال را در مرآت
باطن حصول صورت علمیہ آں اعتبارات تصور کن اینک معنی کان اللہ و لم یکن معنی چہ ظاہر وجود
کہ وجوب وصف خاص اوست پیمائش بر گزشتہ و یگانگی خود است ہچگونہ کثرتی پر ایمون عزتش
نخستہ۔ اکنون معنی نمویں را در باب نمویں عبارت از آں است کہ حضرت مرآۃ تعالیٰ شانہ
بقدرت کاملہ آں صورت منقشہ در باطن را نسبت بچہول الکیفیتی بظاہر خود بخشیدہ کہ بواسطہ آں
نسبت عکس آں عکوس بر مرآت ظاہر افتادہ یعنی بواسطہ آں نسبت چنان می نماید کہ آں عکوس
را وجودی در خارج است۔ اگر کسی بگوید کہ نسبتی کہ مقتضی این ظہور است از لوازم ذاتیہ آں
صور است چنانچہ در ہر صورت علمیہ نسبت بمعلومش می بینی پس قدرت را چہ تاثیر میگوید نیم
کہ قیاسی غائب بر شاہد میکنی ہر صورت علمیہ کہ ترا حاصل است صورت علمیہ مقتدر است
کہ از قدرت کاملہ لباس آں نسبت را در بر کردہ بذات خود صاحب آں نسبت نیست
لایعلم الغیب الا اللہ آگاہ باشی کہ وجود کائنات و روہم افتادہ آثار خارجیہ از افعال
اوصاف مستند بہ واجب شدہ۔ اللہ المشرق والمغرب فاینما قولوا۔ فثم وجهہ اللہ

این است معنی کہ حق را با ما است

این نسبت اسباب ازین و پیدا است

در مذہب اہل حق جز بیچہراں

و این مشت خیال حلقہ و ہم آوگماں

تاثیر کنند بہ حادثہ آیندہ

این است وجودی علمش نہ آیندہ

از کن فیکون جز این و شس عجب است

نسبت حق اگر کند کہ بے ادب است

۴۔ ماصورت و حق آئینہ عکس نما است

ہر صورت در ظہور شرط و گریست

۵۔ آں کسب کہ نسبتش با گشتہ عباں

حق موجود است قادر مطلق اوست

۸۔ حادثہ کہ نہ باشد بدو آں پایندہ

سبحان اللہ زہے خیال بے باطل

۹۔ آنجا کہ حق است جمالی بے سبب است

کسے کہ وجود او بجز وہی نیست

ایں چار رباعی در بیان آن است کہ کیسے کہ منسوب بہ بندہ است کہ ام است ہر گاہ قدرت
فعل متعصب بحق شد انتساب کسب بصور علمیه چہ معنی دارد۔ بدانکہ صورت کائنات اگرچہ بجزو امر
کن بطور رسیدہ اندومی رسد لیکن عادت اللہ بریں جاری شدہ کہ ہر ظہور سے را مشروط بطور
دیگر داشتہ سببیت انشیا بیک دیگر عبارت ازیں شرطیہ است۔ پس کاسبیت بندہ را اسباب را
عبادت ازیں شرطیہ است مراں اسباب را قدرت و فعل حکہ منسوب بحق است۔ امور و ہمہ
را تاثر سے نسبت و گاہ ممکن می گویند و ظاہر وجود بخوانند از حیثیت تقید و تعیین با حکام
باطن و کسب این وجود مقید عبارت از تعلق ارادہ حادثہ است بطور امرے و آن مقید
را در ظور آن امر مدخلیت جز باں تعلق ارادہ نیست۔ بجز تعلق باں مقید بعد م می رود و
مقید دیگر بقدرت کاملہ تامہ بطور می رسد بالجملہ مجموع حوادث مربوط بقدرت کاملہ مطلقہ
است قدرت ناقص را ہیچگونہ مدخلیت در آن نیست بلکہ در الشیخ ابی الحسن
الاشعری نور اللہ مرقدہ این معنی است غرض از رباعی سوم و اگر کسب اسباب
عبارت از چنگدن است بہ اسباب چنگ زدنے مستند بر علم بہ تاثر اسباب و
بقائے ایشان پس کسب امرے دست و سہی و نسبت دادن امور و ہمہ بحضرت حق سبحانہ سے
ادب است ہر چند کہ لاف عل فی الوجود و غیرہ۔ این معنی است غرض از رباعی چہارم لفظ

زناں بہت کہ بے صلی از دے می پوئی

۱۔ ہر صورت علمیه کہ ہستش گوئی

جہل است اگر جزاں کہ کوش می پوئی

معلوم کہ اصل است وجود علم است

در بد و نظریہ ہستیش فتوی داد

۱۱۔ ممکن کہ خورد در حدیثش بخشاد

پیچار بہ اشتباہ نامے بہنا د

ادور ہستی و ہستی اندر دے بود

در رباعی اول اشارت بدفع مشکلی است کہ بر مقدمات سابق وارد می شود۔ بیان نشان است

کہ از سخنان گزشتہ چنان مفہوم شد کہ ماہیات را جز در علم وجود سے نیست یعنی صاحب آثار حسنہ رجبہ

مشاہدہ می دانند نہ مجرد کون و حصول چہ تحقیق این دانش گزشتہ و حال آنکہ عقول حکم بوجود ماہیات می

کنند و بے شک آن حکمے است مطابق واقع دفعش آن است کہ ماہیات میکنند و بے شک

آن حکمے است مطابق واقع نظر رانی در مراتب بر مری است و مری حضرت شیخ قدس سرہ العزیز

در فتوحات می فرماید ماییات است در حکم برزخی بین الوجود والمعدوم و لهذا اعیان ثابت می
گویند. نشان و همی برزخ را حال می گویند از وجهی موجود است و از وجهی معدوم. موجود
حکم بوجود ماییات همان اعتبار است نه باعتبار نفس شان غایت الامر عقول ناقصه ازین سر
آگاه نه می شوند. گمان می برند که باطن ایشان حکم بوجود ماییت کرده بتخصیص که مرئی بصورت
مراحت آمده.

۱۳. از صفاتی می و لطافت حسیام در هم آمیخت رنگ جام مدام
همه جام است نیست گوئی که یا مدام است نیست گوئی جام
بلکه در این ابی الحسن الاشعری قدس الله سره زیبا اشارت کرده که وجود ماییت عین ماییات
است یعنی وجود ماییات همان است که در خارج به صورت ماییات برآمده یعنی آنچه عقول
از ان تعبیر به هستی میکنند و بعد از دریافت در اشیا کون و حصول که از آثار خارجی اشیا است
به اشیا منترتب می شود آن ذوات آن اشیا است.

۱۴. این صورت علمیه که در جلوه گرایی است از خال و خلش جمال مقصود بری است
ادراک مرکب است مرآت خود است در همه چشم بون از بصری است
یعنی صور علمیه که در عرصه ظهور نمودن پیدا کرده اند یا متعین و تمیز می نمایند مقصود که مرتبه وحدت
است و آن را تجلی ذاتی گویند جمال از ان تعین و تمیز بری است این صورت بهیئیه ادراک مرکب است
یعنی ادراک که است که ادراک و مرکب می شود چه تعین وحدت و تعین او
ساری است. از ان است که هر چه مدرک می شود اقل حق مدرک می شود و بعد از ان او را
ادراک مرآت خود است نه مرآت حق. آری در بدایت توحید به جهت برزخیت که بین لادان
ثابت است مرآت حق شده صورت معنی مآرائت شیا لا و رآیت الله می شود
لیکن درین مرتبه باذن بصری است. برین قیاس کن سایر تجلیات را از آنچه در مراتب
اواخر می شود چنانچه عالم را همه یک نور صاف می بیند و حق می یابد با عالم را نیز می بیند و آن
را حق می یابد. بالجملة هر چه متمیز می شود و یا موجودی که صورت غیرت دارد آن مقصود و منزل
نیست. ایضا.

۱۴۔ در علم دو وجه است بے شبه و ریب یک وجه بہ شاہد است یک وجه غیب
 در وجه شاہد ہمہ رنگ است و تمیز در وجه غیب نشان است نہ غیب
 از مقدمات گزشتہ معلوم کردی کہ علم را دو دوست یکے ویش بوحسب است
 کہ غیب دوست و یک ویش بخود است کہ شاہد و حاضر دوست۔ ہر گاہ مرآت غیب
 و وحدت شود ظاہر و بے وحدت خواهد بود کہ در کمال یگانگی و بساطت است۔ پس
 اگر ہزار مرآت فرض کنی کہ ہرگز اختلاف و تمایز در صور او نخواہد پیدا شد و ہر گاہ مرآت
 خود شود با مرایے دیگر اختلاف و تمایز خواہد بود۔ چوں ترا ہر گزے باین مقام نافذادہ صورت
 باین معنی کہ خارج مملو است از مایات مختلفہ لا اقل از صفات مختلفہ در باطن متشکک گشتہ
 چگونہ تعقل باین معنی توانی کرد۔

۱۵۔ باین علم بسیط بے تمیز است و نشان در ساخت او نہ راہ این او نہ آن
 چوں حاصل تازہ ندارد نتوان تحصیل نمود کہین محال است عیاں
 باین رباعی اشارت بہ آن است کہ تحصیل حق یعنی بندہ کہ تعین اولی است و زیاد است زائد
 نیست و لہذا آن را تجلی ذاتی گفتہ می شود بہمت ادراک بسیط۔ محال است۔ آسے ظهور
 ادراک بسیط در مقام استہلاک می باشد نہ تحصیل او و اگرچہ ہرچہ مدرک می شود اول حق مدرک
 می شود تقریرش آن است کہ نسبت حاصلہ از ادراک بسیط در ہر مرتبہ کہ باشد بہاں نسبت
 است کہ اول حاصل شدہ تبار مجز و مجز دوم از ادراک نیست و بندہ ہرگز انراں نسبت بہر
 است بلکہ باین نسبت مقدم وجود بندہ و واسطہ فیض است و لہذا آن نسبت نیز در نظر عامہ
 مخفی است چہ ظہور اثباتاً بندہ است و آن نسبت را ضیے در وجود نیست۔

۱۶۔ از حضرت ذات بہر استہلاک است استہلاکے کہ از تصور پاک است
 آن معرفت است نامش ادراک بسیط آنجا چہ محل دانش ادراک است
 باین رباعی اشارت است بہ آنکہ از تجلی ذات بہر غیر استہلاک نیست و مقام ادراک بسیط و ہاں است
 و ایضا اشارہ است بہ آنچہ بعضی از اکابر گفتہ اند کہ ادراک بسیط مسمی بمعرفت است و ادراک مرکب
 مسمی بہ علم الہیاً۔

۱۷۔ اور اک بسیط موطن عمو و فن

ایں است تفاوت کہ درین موطن قدس

۱۸۔ ہنگام شعور ازین مقام عالی

دیر پردہ نور یک ظہورے دارد

۱۹۔ لیکن باید کہ نور آن باطن پاک

در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند

۲۰۔ یارب چه کند کلامی بے چارہ

ہستی بجمال قرب از دستور است

ہر جاستی است دارد آنجا ما و

ظاہر شدہ جفت غرضی وحدت بہتہا

ہر چند کہ ہست ہست افش خالی

ایں است نتیجہ علوم حالی

ہر لحظہ نیفتد نہ مقام ادراک

تا یافت شود نتیجہ استہلاک

کز کوئی حقیقت نہ شود آوارہ

کون است حصول در دلش سیارہ

رباعی اول اشارت است بہ آنکہ اوراک بسیط ہمہ موجودات را حاصل است تفاوت

آن است کہ استہلاک نہ در ضمن اوراک مرکب حاصل است۔ دیگران را در ضمن اوراک مرکب۔

دیگر مستہلاک در اغلب مسبوق است بہ علم مرتبہ الوہیت و بعد از تنزل نیز مقید بہماں علم

است۔ دیگر انرا مجرد ذات مدرک علم بر مرتبہ الوہیت مربوط است بر علم ممکن من حیث انہ

ممکن کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ و آنکہ بعضے حکما و بعضے از متکلمین علم با فریدگار را مربوط

بعلم ممکن نہ داشتہ اند خطا است چنانچہ ظاہر است۔ رباعی دوم در بیان آن است کہ

در وقت تنزل از مقام استہلاک است ہر چند کہ جمال مقصود کہ مدرک بسیط است رؤے

در خفا دارد اما حال در علم مندرج می باشد و این معنی را در پردہ نور بزرگ ظہورے می باشد و اوراک

آن نور اوراک مرکب می باشد۔ رباعی سوم اشارت است بہ آنکہ وظیفہ طالب صاحب بصیرہ آن است

کہ خود را بہ این ادراک مرکب نگذارد و ہمیشہ در مقام نایافت خود نشیند چندانکہ مقام استہلاک

نمکین یابد و از سکر حال بہ صحو آید چنانچہ باطش غرق لجنہ فنا شود و ظاہرش حاضر با نچہ سرود و در

رباعی چہارم ظاہر است۔

زینہار طلب ممکن کہ مشکل یابی

در فکر چنین مشو کہ باطل یابی

۲۱۔ خواہی کہ جمال غیب در دل یابی

در ذات خدا نقشگر آمد باطل

۱۔ می گویند از اینجا است کہ از معشوقی گزشتہ بہ نفس عشق آرمیدہ۔ منہ قدس سرہ

چہ در دل یافتن کہ آن را علم می گویند خواه بسیط باشد۔ آن علم خواه مرکب بذات متعلق نمی شود
 رباعی چهارم ظاہر است بنہایت عروج تارنہ وحدت است و فوق آن حیرت و نادانی است
 پس معنی لافکر وافی ذات اللہ آن است کہ ذات اللہ تعالیٰ معلوم بہ هیچ علم نمی شود۔ حاصل
 آنکہ ذات من حیث ہی متعلق بہ هیچ ادراک نیست۔ مَتَوَّاءَ اَضِیْعَتْ اِلٰی الْحَقِّ اَوِ الْحَقِّ
 الْخَلْقِ کُفَّتْ نہ شود کہ بر داضافہ بسوی حق سبحانہ مفضی بعلم الہی حل نشاند لازم می آید چہ علم با مر
 بسیط کہ بہ هیچ گونه تعدی در و نہ باشد۔ اور اجزای ہا باشند نہ نعتی جز آنکہ ہر چہ بہ نعت
 و وصف مترتب می شود بر نفس او مترتب نمی شود۔ نمی باشد مگر بہاں اعتبارات ذاتیہ او
 در خارج نیست مگر بہاں بعد از ظہور اعتبارات ذاتیہ اش میگویند۔ نقص وقتے است کہ در
 خارج امرے بماند کہ متعلق علم نبود۔ و خوش گفت عامر نے کہ ذات اللہ کُلُّہُ عِلْمٌ و
 کُلُّ اِرَادَةٍ اِلٰی مَا لَا یَتَنَاهٰی مِنَ الشَّیْءِ وَالْصِّفَاتِ وَاِزْہِیْ عَدَم
 تنہا ہی است کہ محبان ذات را ہیچگونہ تسکینے نمی شود و معنی بیت :

در یک دم اگر ہزار دریا بکشی گم باید کرد تشنہ لب باید بود
 از ایشان بطور می رسد چہ طلب بسیط بنہایت را با برایتے کہ تصور کنی نایافت لازم است این است
 کہ سخن ارباب علم تصحیح اہل حیرت و عاجزاں از ادراک را طریق دیگر است ایضا۔

۲۲۔ خواہی حق را بغیر منظر بینی بنشین کہ محال است کہ دیگر بینی
 می کوش کہ بے صورت تحقیقی را در منظر موهوم مصور بینی
 این رباعی اشارت است بہ آنکہ چنانچہ ادراک بہ بصیرۃ مجز و مرآۃ تنزلات نمی باشد و بیت نیز
 مجز و مرآۃ تنزلات نمی باشد

۲۳۔ حق نقطہ جمالہ جہاں دائرہ دال بے دائرہ آن نقطہ نیامد بمیان
 آن دائرہ صورت علوم نقطہ است دال نقطہ در و بجلوہ گشتہ عیان
 ۲۴۔ گر نقطہ جمالہ بود ذات نقطہ دال شکل نمود اعتبارات نقطہ
 گرد و چو جہاں کہ مجملہ مرات حق است خط و نقطہ و دائرہ مرات نقطہ

این رُباعی اول تشبیه است و نمودن صورت در تصور موهوم غایت الامر نقصان آن است که نقطه را با قطع نظر از دائره صورت محقق نیست مثال مطابق آن است که نقطه را ذات مجرد او فرض کنی و صفات موجود او را از حرمت اشراق و جسامت و حرکت اعتبارات ذاتیه که در خارج عین ذات او باشند و در علم مغایر - چنانچه در رُباعی دوم اشارت به آن کرده شده - ایضا.

۲۵ - هر چند که دائره زوهم است نمود در نقطه عروض دائره شد مشهود

گویند که در نظاره کشف و شهود اعیان همه عارض اند معروض وجود

این رُباعی اشارت است بآنکه وجود ممکنات زاید است بامکنات لیکن برخلاف آنچه متکلمین

میگویند وجود معروض است و مایهات عارض

۲۶ - گر نقطه بخولان که خود آئی در بیرون کشد از دائره و از خط سر

در ظاهر علم اگر کج و راست شود در باطن علمش نبود هیچ اثر

این رُباعی در ضمن این مثال در بیان آن است که صفات اجسام جزو هم نمودی نیست و موجود معلوم

جز صفات حقیقت حق هیچ نیست تقریرش آن است که نقطه به هر طریق که حرکت کند ابتدا در حس مشترک

جز صفات موجود نقطه هیچ بود - نمی افتد صورت خط و دائره جز تصرف و هم هیچ نیست تفصیل

و تبیین مثل موقوف بر دانش بسیار است عرصه ادراک کاتب و حوصله رساله گنجائش آن ندارد

بسیار نباشد این قدر خود مبدائی که از ترکیب چهار جسم بزرگ چه مقدار الوان و اشکال مختلفه در رسا و

سبعه و مراتب عنصریات بطور رسیده از همین جاشعبده ظهور را در باب ایضا

۲۷ - بان نامه کنی غلط کم از کم دانی این باطن را بر دل نه ظاهر دانی

ظاہر بدی که بے خیال روش هر چند کنی تحسینش نتوانی

این رُباعی تصریح است بر آنکه حق سبحانه و تعالی با صفات ذاتیه خود در جمیع مراتب اجسام

ساری است - مقوم صفات و همید اجسام جز صفات حقیقت واجب هیچ نیست چنانچه

در رُباعی سابق در ضمن مثال مبین شد

۲۸ - هر جا هستی است کز نبات است جاد گنجی ز صفات خود در حق بنهاد

هستی چو بذات خود علیم است قدیر از هست چگونگی علم و قدرت افتاد

۲۹- در هر شکلی که رنگ هستی پیدا است روحی است که قادر و مرید انا است

لیکن یک رنگ بے تر و دگشته در ظاهر علم ازین صفتها یکتا است

این دو رباعی نیز در بیان سریان حق است با صفات ذاتیه خود در جمیع مراتب اجسام رباعی اول
ظاهر است رباعی دوم متضمن وجه عدم ظهور آن صفات است. تفسیرش آن است که عدم
اختلاف در اطوار جادات مثلاً صورت علم و ارادت و قدرت ایشان را از افهام مخفی ساخته و گرد
آب شلایه اراوده خود متوجه پستی میشود و بدانش خود اذنه بلند می آید و از آن می گذرد و کسب کثرت
مقاصد و ارادت و تدبیرات متفرعه بر آن صفات حیوانات را ظاهر ساخته و اگر نه هر یک با وجود
هستی است البته علم و قدرت و غیر آن هست چه صفات ذاتیه شئی از شئی متمتع الا انفا کسند
بالجمله حق را در منظر اجسام منزه از صفات اجسام بدان لیس کمثله شکت و عوالمی جمع
البصیر.

از توایه پیرنگ با چندین صور هم مشبه هم منزه خیره سر

۳۰- حق روح جهان نفس آفاق بدن چون نقطه که در دایره دارد مسکن

ظاهر و روحی صفات نقطه است منظر مگزار چنگ و در ظاهر زن

۳۱- این ظاهر بے مثل لبان بدن است وال لیس کمثله در و نیمه زن است

روح است به اعتبار اطلاق وجود گاهی نفس است گاه و لیس قرن است

۳۲- هم پیرنگ است یار و هم رنگ پذیر آن لیس کمثله سمیع است و بصیر

این سمع و بصیر جز او ندارد و گرے آن جمله غنی است و ماسوی جمله فقیر

رباعی اول اشارت است به آنکه حق سبحانه و تعالی در مراتب کاینات با اعتبار صفات ظاهر در ظاهر
ایشان به سان روح است در بدن چنانچه گزشت. رباعی دوم اشارت است به آنکه همانچه روح
کاینات است نسبت به اطلاق وجود به سان بدن نیست. این دو فقره بیان آن است و ثبت
آنکه در هر یک است و همچنین ماحی نمود و بودن بل ثبت وجود بودن مفید آن است که ماحی است
والله من ورائهم محیط شک نیست که آن صفات خود اثبات را منظر در کاینات
است فافهم و تأمل نسبت بروح باطن است و همین منظره خود در عین آنکه خود را

در همه می بینند همه در خود می بینند در عین اثبات وجود ماحی نمود است - رباعی سیوم تفصیل همین
معنی است -

۳۳ - تنزیه فقط از علم سوره ادب است
از ملقی و سمع صاحب دل عجب است
در ظاهر آیات بسے تشبیه است
در باطن خود تمام آیات اب است
۳۴ تشبیه را که بوسے تنزیه پیش نیست
در اکثر تنزلات توجیهش نیست
این نکته ز فتنه دمان محشر باید
سهل است و روز اگرچه تنزیهش نیست

مقصود رباعی اول ظاهر است - غرض از رباعی دوم آن است که هر که در مقام تشبیه صرف است
یعنی صفات حق را منحصر میدانند در صفات ظاهره از مخلوقات اکثر آیات الهی بنا بر اعتقاد
اولی توجیهست تعالی الله عن ذلک علواً کبیراً - و اگر نفی تنزیه باین معنی می کند که ذات حق تعالی
در اے ذوات مخلوقات نیست و حق را وجود علیحدہ نیست پس او در حق صرف است و محال
او باطل چنانچه ذات هر یک در اے ذات آن دیگر نیست اگرچه صورت هر یک که فی الواقع
مخلوق بهاں است در خارج کما الصورة فی المنة است در اے آن دیگر است پس
یک آینه است که در اے صورت ممکنه مختلفه می نماید و فعل و صفت ظاهره از این صورت تمام
از اں آینه است و آن ذات حق است و در ا صفات و افعال بلا نهایت است و در اے
این صفات و افعال

گاه خورشید و گه دریا شوی
گاه کوه قاف و گه عتفا شوی
تو نه آن باشی نه این در ذات خویش
ای برون از و همها در پیش پیش
از تو اے بیرنگ با چندی صورت
هم مشبه هم منزه خیره سر
و اگر نفی تنزیه از صفات اجسام و لوازم آن می کند همچو نفی تنزیه نقطه حواله از دایرگی پس غافل
است از دقائق علم بخیر - نفوذ باشد - اگر باین عقیده اثبات صفات و زیادهای آنها می کرده باشد
هذا - فانه خطاب فاصل بین الحق و الباطل -

۳۵ - چوں ظاهر علم برده مقصود است
از نقش دے بسو سبے نقش گیر
این مشت خیال سر بر سرنا بود است
و انگاه نظاره کن که حق موجود است

ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ حجاب مقصود نقوش صور علیہ است کہ در مرتبہ دوم بدرک می شود
از علم کہ بختن و خود را بہ شوری و غیبت در دادن راہ مقصود است در آن موطن باطن مستغرق
انوار قشادہ است۔

۳۶۔ ہر حس تو نہریت ز انہار نقوش شہر ظاہر و باطن تو در کار نقوش
برخیز و جمال نقش بندی بطلب کاں ساں شودت شکست باز از نقوش
مقصود ظاہر است

۳۷۔ چون نقش نہادہ و بہ نقش آری ز ال لوح وجود نسخہ بر داری
نورے بے رنگ تر جانش گر دد ز نہار کہ دل بہ تر جہاں نسپاری
ایں رباعی اشارت است بہ آنچہ سابقاً گذشت کہ بعد از استہلاک وضمحلّال نورے بیرنگے بخت
نشدہ خبرے از مقصود مبدہا طالب صاحب بصیرت می باید نفی آں نمود کند و از تجلی صوری
کہ در دائرہ ایں نور پیرنگ است بہ تجلی معنوی کہ در کسوت صفت اطلاق است بگرہ زد ہر چند
کہ بہ نفی او منفی نہ شود بلکہ قوت گیرد بالجملہ صاحب ایں نسبت را لازم است کہ سعی و استہام او
در نفی باشد قطعاً بہ اثبات متوجہ نہ شود ازین است کہ قطب المحققین خواجہ عبداللہ میفرمودند
کہ نسبت ما بغایت محبوب است از نفس توجہ محبوب می شود چہ توجہ و اثبات جریان نور
بیرنگ نمی باشد لا تفکر وافی ذات اللہ حقیقت آں نسبت استہلاک سر و اضمحلّال
اوست در غیبت ہویت بجنب و تصرف غیبی چوکن ایں معنی قرار گیرد و ام آرم دست
و ہر مزاحمت تر جہاں از میان بر خاہد خواست مگر در مطالعہ کثرت در وحدت یا وحدت در
کثرت کہ ردیے کہر یا کہ عبارت از ال تر جہاں است در میان خواہد آمد ہر چند کہ بہ سان
ذات است نسبت بہ مدلول کہ نزد ادراک دال توجہ بدر کہ بمدلول است عاشق کہ خیرے
معشوق می شنواں گر قرار معنی خبر است کہ۔ کائنات ہو۔ الفاظ مذکور او نیستند
آں است کہ ادراک و اصل میان تر جہاں و حق است بلکہ حق عین آں ادراک است

۱۔ انہی رباعی معنی نقش بندی را در باب۔ منہ تدبیر سرہ

و در صفحہ نزہاں مطالعہ جمال خود میکنند۔

ما کثیم اندر جہاں بیج بیج چوں الت خود او ندارد بیج بیج

والله يقول الحق وهو يهد السبيل

۳۸۔ آن سیرنگی چو پر تواند از شود پس راز نهفته را که عنماز شود

هر جانواے ست برکشد جگہ به خود وانگہ پیئے انکشاف هر راز شود

این رباعی اشارت است بآنکه آن نور بیرنگ چوں قوت یابد پر تواند از دو جگہ کاینات را فرو گیرد و در نور اینست او سریان حق در مراتب کاینات بطور رسد و معنی هو الاقل و لا آخر و الظاهر والباطن روشن گردد۔ سر این معنی آن است که چوں محب صادق بحضرت ذات منجذب شود پرده محبوبان مجازی از میان برافتد صرف محبت در جلوه آید هر گاه ازاں مهت تمام تنزل نماید سلطنت آن محبت ذوق جمال مجازی را از میان براندازد و بحکم محبت در جلوه کاشا غیب هویت از مقام خود تنزل نموده در کسوت نور بیرنگ متجلی گردد و چوں هر چه مدرک میشود پر تواند از ختن آن نور بیرنگ آن است که مقرون به ادراک آن نور بیرنگ مدرک میشود چنانچه پیش از مقرون با آن ادراک صورت ممکن مدرک می شد این معنی بعد از قوت گرفتن محبت است و قوت گرفتن محبت به توان تراستلاک و انجذاب است و بعد از پر تواند از ختن درجہ دیگر آن است که در جگہ کائنات آن نور بیرنگ را ساری یابد بنظر واحد و صور اشیا همچون سرابے بے نور۔ درجہ

بله لیکن حق قدامدک نیست در جهان اصلا منفی۔ لانه هو۔ زان سرابے بهر بار گشتند جیب و سرتنی۔ نسبت آن تر جہاں بنات نسبت حرارت آفتاب است به آفتاب که بر کوسے ظاهر شود چنانچه کورنه ذوق حرارت حرارت را عین آفتاب نمی داند آن متجلی نہ۔ و اصل سر۔ آن تر جہاں را عین ذات دارد۔ نمی ماند فاند۔ انگی که مارے دار لیکن خوف ان و هم در مارداری ادراک یک اتصال بحضرت ذات است که خارج است از فائزہ تقریر تحریر۔ اتصالے بے تکلیف بے قیاس هست رب الناس را با جان ناس یک گفتیم ناس را ناس نه ناس غیر از جان جان شناس۔ نه این اتصال جان و سر و اصل راست نه ادراک ادرا۔ لا تدکره الا بصار و هو بیدرک الا بصار۔ منہ قدس سرہ۔

منہ زید ابوالحسن فاروقی گوید بر حاشیہ کتاب این عبارت بطوریکہ نوشته است نقل شده۔ لیکن در حقیقت این دو شعر است که به

این پنج مسووع شدہ اتصال بے تحقیق قیاس
یک گفتیم ناس را شناس نہ
هست رب الناس با جان
جان با غیر جان می باشد شناس

دیگر آن است که علم و قدرت مظاهر از صور آبان نور بدین نور ذوات یک ذات
وصفات یک صفت گرد و من الملک الیوم باللہ الواحد القهار

۳۹۔ گویند که چوں رسد تلی به کمال
گرد و دو جهان ز تر جان مالا مال
چشم از همه سو سر نه ماز اغ کشد
گوش از همه جانب شنود بانگ تعال
منتهیان طریق نزول می گویند که کمال تلی مقصود نهایت احاطه شود آن است که صور محسوسه
مشار آئینه و شهادتیه تمام تر جان حقیقت شوند و فائده آن نور بزرگ دهند ز هر یک و آن
رفع بصیرت هر یک سر اینده سبحان الذی لم یبصر قمنا من جهلی و قال العجز عن
درک الادراک و من عیلم فلم یقل بمثل هذا القول۔ این علی عالم با الله
لیکن تمامی این بچند مقدمه دیگر است یکے فرو رفتن صور بجهت البطن البطلون دیگر بودن صور مظاهر
اسما و شیعون و دیگر انضباغ ظاهری به احکام گوناگون۔

۴۰۔ ممکن ز تنگنای عدم ناکشیده نعت
واجب بجلوه گاه عیان نمانده گام
در حیرتم که این همه نقش غریب چیست
بر لوح صودت آمد شود خاص و عام
اکنون اما در درجه حیرت ماندن خوشتر از بن قیل و قال و حنان قلم را از صودت علم کشیدن
مناسب حال ۷

در عین کت ندانم همی پندارم و انم
ازین پندار گوناگون و زین دانش پشیمانم
۴۱۔ اے گشته به هر نمود بیوده و گرو
این است مصمت مکتب شمع نشین
در تست نموده که بس بله طرف است
بنشین و به هر طرف مشوق و نگار

۱۔ این جا پانی که خداوند موجودات و صور اشیا بمنزل مشکات است چراغ را و آن نور بزرگ که ظهور او در شجره
طیبه فردوسیائیه است در فلک دب گویا که بے است و در نشان بمنزل آفتاب است و در ضمن آن شجره که روح انسانیت
سخت مناسب است چراغ خلیفه او است که بصورت ضد خود را نماید و اگر چه هنوز عمویش فی ذات الله شده باشد۔
هر چند که او سر مشکات نور کامل است اما یک تنزیه چراغ و چراغ را یک فروختگی در و هست که معنی نور عین لایق شان
او است اینجا فلان غرض اقام است چنانچه طائفه سلیمانیه روح نضی را که بعضی از ظهورات روح انسانی به خدائی که گرفتند
یهدی الله لنوره من یشاء۔ منہ قدس سره

۴۲۔ یک لحظہ سرے بجیب ہستی درکش حرفی انا گوئی را خطے پر سرکش
گر مردی بہ نام را دی خو کن یعنی کہ نگار نیستی در برکش

رباعی اول اشارت است بقرب نوافل و قرب فرائض۔ بیت اول اشارت بقرب اول
است و بیت ثانی اشارت بقرب ثانی۔ رباعی دوم اشارت بہ غیبتی است کہ حاصل قربین است
و خود کردن بہ نام راوی و در پر کشیدن نیستی بہت تم نیکین است در فنا و استہلاک کہ اہل منہق
بعد الجمع را می باشد باطن نشان غرق لجنہ فنا و ظاہر حاضر بہ آنچه می رود و اقرب طرق و حصول
این معنی طریقہ علیہ نقشبندیہ احرار یہاں است۔

۴۳۔ این سکہ کہ من زوم بنام فقر است دیں روشنی از نور تمام فقر است
بر خیز و رہ خواجہ اسرار بگھر کان راہ ز سرحد مقام فقر است

اقرب و اعلیٰ طریق مشائخ قدس اللہ اسرار ہم طریقہ علیہ احرار یہ نقشبندیہ است۔ اول در آمد
ایشان را در اک بسط است کہ غلبہ جہت حقیقت بر خلقت است و محل تجلی انوار ذات
است و ظهور وجہ خاص است بہتس این معنی را کہ مغلوبیت ادراکات مرکبہ و ظهور تباہ
صبح سعادت و صولی است۔ حضور و آگاہی میگویند و ہر گاہ در غلبات کشمش و انجذاب
ادراکات مرکبہ تمام از میان رخت بچہ بند و بل بہ تبعیت و آگاہی نیز شعورے نماز تعبیر بہ فنا
و فنا نمی گفتن و ترا این نسبت را وجود عدم میگویند و ملکہ ظهور این نسبت را بتواتر
عظیم می شمرند

وصل اعدا اگر توانی کرد کار مرداں مرد وانی کرد

از اینجا است کہ دریں وقت میگویند وجود عدم منجر بوجد فنا شدہاں کہ از فنا فناے
صفات بشریت میخواهند و ہر گاہ حق سبحانہ بہ محض عنایت لوسے بخشید کہ در پرتو آن نور
دیدند کہ حضور با حضرت پرتوے است از وصف حضور ذاتی آن حضرت بخودش فناے حقیقی
مشرف شدہ از ایشان نہ نام ماندہ نشان ہر چه بہ ایشان منسوب بود تمام بہ اصل خود رسید

۵۔ این اشارت ہر جا در کتب واقع شدہ و با غرض واحد است وجہ خاص ہاں مد رک بسط است کہ مقدم
مسالک است و جہت حقیقت اوست و نسبت باو تجلی ذاتی اوست۔ منہ وقت س سرو

این مقام صفت مبقا باشد است این وجود را وجود فنا می گویند و وجود فنا وجود بشریت
 برگز خود نمی کند یعنی عادت اللہ برین ساری است فانی به او صافش مرد ورنه می شود عوائد تکمیل
 ناقصاں و برین منزل است این کشف را کشف علیہ می گویند تعبیر تجلی ذاتی و شهود
 ذاتی یا و داشت میکنند و حقیقت آن تعبیر اللہ کائنات را درین موطن میدانند و در بیت
 اخروی را نیز درین منزل اثبات می کنند فرق میان احسان و درویشی همچون فرق میان مشاہد
 صاحب جمال و در وقت صبح و در وقت اشراق آفتاب میدانند و میدانند و میگویند هر چه
 که انکشاف ذاتی صفت بصیرت است اما چون حق سبحانہ خبر داده که مہ بارہ چشم را مدخلے
 خواهد بود۔ آہن و صدقہ۔ اگر می گفت پیشانی شمارا مدخلے خواہیم داد آن زمان نیز ایماں
 می آوردیم و شہود ما نظرت فی شئ الا و رأیت اللہ فیہ او قبلہ او معہ را پیش از اطلاع
 بر اصول این طائفہ و تصدیق بر آن اصول چندان اعتباس نمی نهند و کم معاینہ را بر آن اطلاق
 نمی کنند چنانچه بعضی کرده اند بگی اہتمام ایشان در کشف علیہ و غلبات آن نسبت کثیرہ صفا تہ
 نیز از نظر ایشان مخفی شود۔ از صفت و فعل جز ذات هیچ نمی بینند در عرصہ وجود جز یک ذات
 بحت و در نظر شان بصیرت شان نمی نماید این است نہایت مقام انبیاء اولیاء است الی
 سِرِّکَ الْمُنْتَهَى۔ وَلَیْسَ وَرَاءَ الْعُبَادِ اِلَٰہٌ قَرِیْبٌ

۴۴۔ آمد چو رباعی پیمار از عشرات	خامش شده خامه و درین بسته دست
ماہم سخنے را کہ بشر حش گفتیم	کردیم تمام بر محمد صلوات
۴۵۔ اندیشہ چو اربعین خود بود بسر	در تفرقه اش چو اہل طن ہر منگر
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان	در ہر شانے نبی نشان داده خبر
۴۶۔ اے خواجہ و برین نامہ بے اسرار است	فہش ز مقید خود دشوار است
از کون و مکان مقید اتش فرو اند	مجموعہ ما سلسلہ الاحرار است

تمت الرسالة

نوزدہ تواریخ از اتمام این رسالہ مبارکہ کہ حضرت مولف قدس اللہ سرہ
 مد عجلیہ اعلان فرمودہ

۱۰ ہوا حکیم الفتاح المصنف ۱۱ لواح محکم موجودیہ در کلم نقش بندی ۱۲ اللہ تعالیٰ بقائش بداد
 ۱۳ وجہ عکس مرآت الصفا ۱۴ حظ وجود مولیٰ ۱۵ فیوض علیا ۱۶ نقل کلم خواجہ پارسا ۱۷
 نقل حی موجود ۱۸ بل نقل حی وجوبی ۱۹ مخطوط وجودی ۲۰ مسنن فی بصیرت حدوتی ۲۱ نظم وجوب
 ۲۲ جملگی اسرار احباب توحید ۲۳ تجرّع نصوص حکم ۲۴ نصوص حکم بے ثقل ۲۵ لب مقدمات
 نقد نصوص ۲۶ فیض جود بہاء الدین ۲۷ شیخ کل بادا ۲۸ صلی علی آتیم الانوار
 و اہلہ

191

مجموعہ

مجموعہ کلام باقی

مجموعہ کلام (۶۹ صفحہ)

خواجہ خواجگان و قبلہ راستاں - صاحب تصرف انفسی آفاقی
حضرت خواجہ رضی الدین محمد السبکی مشہور بہ حضرت
خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ الات قدس

نمبر شمار	عنوان	تعداد صفحات	تعداد ابیات	رموز اشارہ
۱	ثنوی قبل از زمانہ درویشی	۶	۱۳۸	ق
۲	ثنوی گنج نعتہ	۴۴	۷۲۵	گ
۳	ساقی نامہ	۵	۱۱۱	س
۴	سلسلہ پیران طریقت	۱	۲۲	ضمیمہ س
۵	تاریخ تولد ہرودیس پیران مبارک	۴	۹۵	تاریخ
۶	تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ	۱	۸	تاریخ دوم
۷	رباعیات ۴۹ و فردا ۴۴۷	۷		ب
	تحقیق طلبہ رباعیات و			
	چهار فنہ			

مثنوی قبل از زمان درویشی

در بیان آنکه وجود صوری انسان بر چپکہ از عالم خلق است اما حسب باطن از حق تعالی است
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱۳۸ اشعار)

- | | | | |
|----|------------------------------|----|----------------------------|
| ۱ | من نہ چغنیم کہ نمود من است | ۱ | جائے دگر رقص وجود من است |
| ۲ | نقطہ عسراب جماعت منم | ۲ | دانه سیراب زراعت منم |
| ۳ | ابروئے پیشانی من دلکش است | ۳ | قطرہ نیسانی من آتش است |
| ۴ | عقل نمک ریز کباب من است | ۴ | خون جگر نام شراب من است |
| ۵ | مرومک دیدہ بہ بہند وائی ام | ۵ | گوش نصیحت بہ رضا جوئی ام |
| ۶ | دیدہ مستاع سروگان من | ۶ | شور و دو عالم بہ نمکدان من |
| ۷ | نختر مژگان سرچوگان بس است | ۷ | گوئے توجہ نمک جاں بس است |
| ۸ | ناز مشکم شکر اینختہ | ۸ | درتہ سرپوش نمک ریختہ |
| ۹ | بر سر ہر بندہ گہر ماندہ ام | ۹ | در بن ہر سوئے شکر ماندہ ام |
| ۱۰ | خامہ کلیدیست در انگشت من | ۱۰ | گنج دو عالم ہمہ درشت من |
| ۱۱ | تکیہ بہ بالین جگر کردہ ام | ۱۱ | خسہ آلودہ بدر کردہ ام |
| ۱۲ | غنچہ تماشائی بستان من | ۱۲ | ریشک بہار است زمستان من |
| ۱۳ | حرف من اکنون بہ سخن گوئی است | ۱۳ | در پئے معجون ہنسہ جوئی است |
| ۱۴ | بر سر ہر نکستہ علم می کشم | ۱۴ | ہر دم و ہر لحظہ ستم می کشم |
| ۱۵ | دیدہ عالم بہ تماشائے من | ۱۵ | بلبلیم و غنچہ بہ سودائے من |
| ۱۶ | گر بدرم . در بدرے نیستم | ۱۶ | زان خودم از دگرے نیستم |
| ۱۷ | گوہرے از کان خمیر من است | ۱۷ | از نمک سادہ خمیر من است |
| ۱۸ | صفہ خاطر ورق خویشی ام | ۱۸ | تاج مکمل سرور ویشی ام |

- ۱۹ آہ چہ گفتم دے خامے زوم
۲۰ ہر چہ مرا ہست ازو دیدہ ام
۲۱ کردہ بہ ہنگام بیان ادب
۲۲ زان بد بیضایے پئے تقصیر من
۲۳ خورد و کلام حرم انخاد
۲۴ پرو جان خوشہ یک دانہ اند
۲۵ در نظرت ہر قرۃ چندی کثریت
۲۶ خیز و زلمے نظرت راست کن
۲۷ شیر شکاراں سبھی نفس
۲۸ اے نمک بے نمکاں در و لم
۲۹ آتش سودا سوسے مغرم و وید
۳۰ زخم و لم مرہم آں دود شد
۳۱ آتش و آبے کہ دریں منزل ہست
۳۲ خاک بشودل بہ گرانہ منہ
۳۳ بے غصے شمع نیفر و خفتند
۳۴ خیز و بہ سوداے شکارے باز
۳۵ مست نہئی پائے خالے بگر
- ۱۹ دستہ کوتہ بہ تمامے زوم
۲۰ ریزہ زرخوان کر مش چیدہ ام
۲۱ نرمی و سختی بہ فسون و غضب
۲۲ ساختہ مستراحن گلوگیر من
۲۳ آویسانند و نہ رشتہ نژاد
۲۴ یک کف سرچوش کویا نہ اند
۲۵ احویت باعث ایں کثریت
۲۶ رشتہ خود را گمراہ است کن
۲۷ بہیدہ چندین نہ زدن سے نفس
۲۸ شورش شوریدہ دلاں حاصل علم
۲۹ آتش رہوار مرا سپے بید
۳۰ ریزہ الماس نمک سود شد
۳۱ چشمہ رہ غنظر بسمل است
۳۲ پشت تغافل بہ جوانی منہ
۳۳ بہیدہ افسانہ نیا موختند
۳۴ چند نشینی پئے کارے ستار
۳۵ دست دل دامن پائے بگر

در بیانے آنکہ دنیا و غم دنیا پیچ است و از آن سے مطلقے دست

- ۳۶ جس ز غم بہیدہ چہ چیز است پیچ
۳۷ از پئے غارت شدہ آہے بکن
۳۸ دل بہ گلستان دگر بستہ اند
۳۹ آتش خود را کف آبے زدہ
۴۰ بستہ بہ آتش گزر آب را
- ۳۶ ایں ہمہ سر رشتہ پر تاب و پیچ
۳۷ غارتیان اندنگا سے بکن
۳۸ اے خنک آہا کہ ازیں بستہ اند
۳۹ دست بہ فتراک سحابے زدہ
۴۰ سوختہ اے حسد من ہتاب را

- ۴۱ در بن دندان تو کل نشین
 ۴۲ دست طمع از دل خود دور کن
 ۴۳ مگر کسی دست سلامت بگیر
 ۴۴ بر سر بر خوان نطس انداختن
 ۴۵ دل به شیخون کشش دہی
 ۴۶ بر سر هر نقشه گرافی کنی
 ۴۷ سنگ سلامت سر دندان تو
 ۴۸ گوش بر آواز دہن مانده
 ۴۹ دست سوسه خوان عنایت کن
 ۵۰ چسبست پیش پیش، پیش پیش دست
 ۵۱ جگہ ازاں خوان گرم می رسد
 ۵۲ گریه مثل سنگ حصار آوری
 ۵۳ تنگ به بندی لب مقصود را
 ۵۴ روزی پیوسته فراوان رسد
 ۵۵ در پیست از روح سبکتر رود
 ۵۶ در به جوس پائے طلب بر نہی
 ۵۷ باد شوی در طرف جستجوے
 ۵۸ آنچه تہ از تست تعنا فل کند
 ۵۹ دست خوش سنگ ندامت شوی
 ۶۰ صاحب عالم به ہمہ حاضر است
 ۶۱ باشی کہ چوں روز قیامت رسد
 ۶۲ شمنه پیشش به ندامت برد
 ۶۳ خواهش اگر پیش و گر کم بود
 ۴۱ خار مشورت دم گل نشین
 ۴۲ کلبہ خود حنائہ ز نبور کن
 ۴۳ ورنہ رہ و رسم سلامت بگیر
 ۴۴ نزد زبون گیری خود باختن
 ۴۵ بینرم بوسیدہ بہ آتش دہی
 ۴۶ آب شوی حیدر فانی کنی
 ۴۷ و چشم زبان مائدہ خوان تو
 ۴۸ مائدہ در کام سخن مانده
 ۴۹ این ہمہ بیچ اند و کفایت کن
 ۵۰ رازق بر خواجہ و درویش دوست
 ۵۱ ہم بخوشی ہم بہ ستم می رسد
 ۵۲ از خور و آشام کن آوری
 ۵۳ سنگ دہی خواہش نابود را
 ۵۴ باد رکاب بر سراجاں رسد
 ۵۵ باد شود با نفست و رود
 ۵۶ خواہش عالم ہمہ بر سر نہی
 ۵۷ خاک شوی در گرد آبر وے
 ۵۸ غنچہ بہیود گیت گل کند
 ۵۹ مسخرہ و گوے سلامت شوی
 ۶۰ بر بد و بر نیک ہمہ ناظر است
 ۶۱ از ہمہ سوبانگ ندامت رسد
 ۶۲ بر سر دیوان حسابت برد
 ۶۳ پلہ خواہش بہ جستم بود

بر سر چہ پاسے چہ بنہا دن است ۴۲
خواہ یکے خواہ دو افتادن است
جانب خوابان نغمہ افگند رنیت ۴۵
زندگی و بسیار بود مردنیت

حکایت

۴۶ بے خبر بود گرفتار خویش ۴۶ جوش زن از گرمی باز از خویش
۴۷ مرحلہ پیمودہ بہ سوداے زر ۴۷ کردہ بہ ہر باد یہ و در گذر
۴۸ ناگہ ازاں جب کہ بد پیشانی ۴۸ بود و خوش فخر ز پریشانی
۴۹ گوشہ چشمی بہ شکارش رسید ۴۹ طرفہ نگاہ سے پیشے کارش رسید
۵۰ خواجہ سودا زودہ دیوانہ شد ۵۰ عاشق آں نوگس متانہ شد
۵۱ آں ہمہ اسباب یہ یک جو فروخت ۵۱ خرمن بیفائزہ را برق سوخت
۵۲ رقص کنال گرم تمنائے خویش ۵۲ نے سر سوداے نہ پرشائے خویش
۵۳ ہم سفرے داشت بہ سوداے خام ۵۳ شد بہ ملامت گریش تیز کام
۵۴ آمد و گفت ایں چہ مستی کہ چہ ۵۴ بے جہت ایں بادہ پرستی کہ چہ
۵۵ یک نظر است ایں ہمہ غولی مکن ۵۵ با خرم از تو - فضولی مکن
۵۶ چوں سخن سرود بہ گوشش رسید ۵۶ گفت کہ اے درد دل یخ ناپدید
۵۷ بے خبری از من و کردار من ۵۷ رو کہ نہ فی محرم اسرار من
۵۸ شعلہ دیگر بہ چراغ من رسید ۵۸ باد میجا بہ دماغ من رسید
۵۹ شد چو بہ دل ریزہ الماس خوار ۵۹ خواہ یکے ریزہ و خواہ ہے ہزار
۶۰ در سخنم را بہ گزاف آوری ۶۰ بر سر تہمت ہمہ لاف آوری
۶۱ مروم اینک خبر حال من ۶۱ دادن جاں شاہ و احوال من
۶۲ چوں دم آخر نفس گرم داشت ۶۲ دست اجل از رخس آذر دم داشت
۶۳ آمد و آں نفت گرامی سپرد ۶۳ سروی و گر میش تمامی سپرد
۶۴ باقی از افسانہ مردم خموشش ۶۴ در تو اگر چاشنی ہست جوش

- ۸۵ ورنہ برو آتش مے وام کن
 ۸۶ کتابہ تو یک حصار غنایت کند
 ۸۷ ساقی السام می آمد سرا
 ۸۸ دست بر آور یہ مئے لاله رنگ
 ۸۹ تا مگر امروز بہ را ہے شوم
 ۹۰ عشق بشارت دہ فرزا نگہی است
 ۹۱ عشق کمال است بہ ہر سو کجا است
 ۹۲ عشق مجازی لقلب او نہاد
 ۹۳ دست من اکنوں بہ گہ سفتن است
 ۹۴ روز دگر رونق دیگر دھسم
 ۹۵ کوشم و چیند انکھ بہ دریا رسم
 ۹۶ چند دگر سنگ کنم قوت خود
 ۹۷ باغ ہشتم نفس گل کنم
 ۹۸ کام شوم مشد بہ دل خورم
 دست مرا سوسے مستند برید
 ۱۰۰ بر سر آں خواں کہ کر میان نہند
 ۱۰۱ ہمت پیراں مدد جان من
 ۱۰۲ ار کہ بہ ہمسائیگی مردم است
 ۱۰۳ عشق سخن دان رموز من است
 ۱۰۴ زینت دل رونق ایمان من
 ۱۰۵ حال تو ہم با تو بگویم کہ چہیت
 ۱۰۶ اے تو نمک پاش کباب دلم
 ۱۰۷ مے شگافتہ معنی توئی
 ۸۵ ساقے خود را نفسے رام کن
 ۸۶ حاصل کوین کفایت کند
 ۸۷ حصہ بھی حجام می آمد مرا
 ۸۸ شیشہ ناموس بلیکن بہ سنگ
 ۸۹ قابل نسخہ رنگاہے شوم
 ۹۰ عشق نہ از جملہ دیوانگی است
 ۹۱ قصہ عنقا صفت کیما است
 ۹۲ صد دراز و سوسے حقیقت کشاد
 ۹۳ روز نخستین سخن گفتن است
 ۹۴ حصہ درویش و تو نگر دھسم
 ۹۵ موج بر آرم بہ نثر یا رسم
 ۹۶ در صد و سودن یا قوت خود
 ۹۷ ہر چہ بگویند بحسل کنم
 ۹۸ جام شوم زہر ہلا بل خورم
 بر در در یوزہ احسند برید
 ۱۰۰ شاد و گدا را ہمہ کیسان نہند
 ۱۰۱ لطف عنڈیزاں پیئے دربان من
 ۱۰۲ گر ہمہ دیواست رہش خود گم است
 ۱۰۳ در دل شب شعل سوز من است
 ۱۰۴ مونس من عسدم من - جان من
 ۱۰۵ خود تو بگو عسدم این پڑہ کیت
 ۱۰۶ چاشنی انداز شہاب دلم
 ۱۰۷ شاہد و ساقی و معنی توئی

۱۰۸ روئے زمین آب وجود از تو یافت
 پشت فلک چشمه خود از تو یافت
 ۱۰۹ پنجه غور مشجله بردار تو
 ثابت و سیارہ پیے کار تو
 ۱۱۰ اے کہ سر عشق مجازی تراست
 خواہش این شعبده بازی تراست
 ۱۱۱ بایست اقل ادب آموختن
 دیدہ ہم دوختن و سوختن
 ۱۱۲ بے ادبی راہ نمود ہواست
 ورنہ ہوا از چہ و عشق از کجاست

۱۱۳ گر سرافس است اسخن گوش کن
 ورنہ گوہی نہ خاموش کن

حکایت

۱۱۴ در طرف روم یکے ماہ بود
 لائق نطفہ ارہ و دلخواہ بود
 ۱۱۵ شہد و شکر را بہم کیستہ
 بر سر آں کان نمک ریختہ
 ۱۱۶ شاہ و آئینہ نگندہ ز دست
 رستہ ز منت کشی ہر چہ بہت
 ۱۱۷ در ہوس زینت ز خسار خویش
 کردہ حوالہ بہ ادب کار خویش
 ۱۱۸ عنبر احسان غسل یافتہ
 غالبہ عین و جل یافتہ
 ۱۱۹ باد میحالیئے ز بہت گریش
 ساختہ از گرد و تکلف بریش
 ۱۲۰ سر و قدش در روش روح پاک
 در حتم تعظیم ہو سببہ خاک
 ۱۲۱ ماہ کہ سر سلقہ بہ گردوں نہاد
 صبح بگر رویہ زمین چوں نہاد
 ۱۲۲ چونکہ بنفشہ سر تعظیم یافت
 دست دماغ از کرش سیم یافت
 ۱۲۳ سنگ دور و نرے بہ ادب نشست
 لعل شد و بر سر سحر نشست
 ۱۲۴ خسرو عاقل و مہم بے باک زد
 آمد و زخمی حب گرش چاک زد
 ۱۲۵ کوہ کن از تلخی نسکین خویش
 شیر بہا یافت ز شیریں خویش
 ۱۲۶ غنچہ نفس در نفس خویش کرد
 چشم ادب بکے و نفس پیش کرد
 ۱۲۷ آخر گل باغ تحسین گرفت
 دست کشادہ دہن گل گرفت
 ۱۲۸ سادہ بے رخ رفت بہ ہما نیش
 لب ہمہ افنون پریش نیش

- ۱۲۹ اس صنم انقصہ ادب کمیش بود
بر بد و بر یک خوش اندیش بود
- ۱۳۰ گفت کہ اے سیمبر ای شیموہ چند
نخل بروست قوئی میوہ چند
- ۱۳۱ دست بہ مشاطہ گرمی باز کن
گر می بازار خود آفت از کن
- ۱۳۲ گل بہ شب تیسرہ منور کہ دید
مختشے بے زرد گوہر کہ دید
- ۱۳۳ گوئے فلک ایں ہمہ آہستہ نیست
ویدہ خورشید فرو بستہ نیست
- ۱۳۴ وقت کمال است نشستن کہ چہ
آخر مہ نیست شکستن کہ چہ
- ۱۳۵ لازم خوبی ست ستم کیشیت
معنی ناز است کم اندیشیت
- ۱۳۶ زہر گیا ار بجشد باک نیست
ورنفس ما تو تر باک نیست
- ۱۳۷ شوخ ادب چوں سخن بزم گفت
گر چہ بر آشفقت عجب گرم گفت
- کر دلب از آتش معنی بجوشش
گفتہ حسد و نکته بہ نکته بہ گوشش

تمام شد غنوی قبل از زمانے درویشے
تعداد اشعار

(۱۳۸)

مثنوی گنج فقر

کہ در زمان درویشی نطنم شدہ

(۷۲۵ اشعار)

خداوند ابد بفرم را بنامے ۱
 کہ از ناکامی خود کامیابم
 غنا و فقر و فقر اندر غنا گم
 شوم و فقر در پائے الہی
 ز آشوب دامنم پر تجمید
 گمے زبیں ہر دو بالا تر گمے بنم
 بہ بخشش ایم از موج فقیر
 بگیرم در کف از در شاہ ہولے
 ز جوش بیہنہ چوں گرم سبک سیر
 بیابانی چہ ازیں گو نہ پستی ۱
 صدق چندے گرفتہ در کنارت
 صدق بشکن زور یا گوہر آرد
 عروساں طالب پس گوشوار اند
 یکے در پردہ گفتار خرمینہ
 اگر شد پردہ ناز یا چہ بال است
 چون نور پردگی بیرون شتابد
 طلب بسیار شد وقت قبول است
 درے زان رہ سوسے در گاہ بکشائے
 دران اسلاس کل آرام یا بم
 بشویم دست ازیں شوریدہ قلم
 امانت دار دُر ہائے الہی
 گمے خود را صدق بنیم گمے دُر
 فصاحت بحسب را در خود بنیم
 کتم دامن کوہ و دشت پُر دُر
 ہم از خود بر خود افتانم نثارے
 بیند ازم بتائے ایں کہن دیر
 اگر در پائے خود قطرہ ہستی ۱
 ز بیرنگی بزرگ افتاد کارت
 تو خود غواص خود شو سر بہ آور
 بروں آنا پاست سہ گزارند
 بجوش نو عروس خوش در آویز
 جمال پردگی پس تابست کل است
 کسے از پردہ جہانمے نیابد
 بجویم گر چہ می دامن فصول است

کنم از گنج فقرست آگه اندک
دایم در سخن بسم الله اینک

توحید باری تعالی کا عزا سمد

بنام آنکہ در پائے وجود است
نمودی فارغ از تنگ جدائی
چو انجم پرده را بیکسو نہ کرده
ہلے انجم پرست چند کوتاہ
ز استیلائے عشق نامتقیہ
شدہ وقتیکہ ناپائیدہ چند
بسے کیا سب می باشد درین کو
کجا آن عند ذہ سحر مطالب
وجودش موج اقلی بسا بد
پر بے بند موج حسن عشق یکدست
ز یک بحر است چہ نفس چہ آفاق
عجب بحر است خود در خود شناس
اگر علمے است از علم خدا بیست
درین محمودہ کثرت را چہ کار است
اگر قدرت و گر علم و ارادہ است
ہماں اہل نسب بے چند و چون است
ز بحر خود او کو یقین جو سہے
سہوے نہ کہ از جو ہر کشد سر
سہوے خاک و آتش او ندیدہ
چو آب صاف خالی از کثافت

ز یک موجش دو عالم را نمود است
فروستہ بہ سحر آشنائی
بروی گشتہ بے اظہار پرده
نگر دیدن ازین اظہار آگاہ
فندور فند در غم مجر و
ہوادار شد و آشنہ چند
خلیل لا احب الی الخلیل گو
کہ سر پیچید ز امواج کو اکب
ز اصل موج آگاہی بسا بد
شود با موج عالمگیر سرست
چہ حسن و عشق چہ قید و چہ اطلاق
تعالی شانہ الله اکبر
خودی ہم کبریائی با دشاہیت
ہمیں یکذات و دیگر اعتبار است
بظاہر نسبت چہ استفادہ است
زہر نسبت کہ می دانی برون است
ز جوئے لطف او آدم سہوے
سہوے آب رفتار و شناور
حت دایش چہ از آب آفریدہ
شدہ ظاہر ز بیرونش لطافت

لطافت عکس نور لایزال
چہ عکس است این قدر از اصل معرور
نہے قدرت کہ چندیں پیش و کم است
ہماں بروحدت خود پائے برجا
ازیں کثرت بیفزود اعتبارش
حوادث را بذاتش نیست کارے
بنام این دے و ریائے سدید
ازیں دریائے دائم چہ گویم
چو من در نیستی گردم تھی گرد
خبرداران این بحر پر از نور
نقاب غیریت بر او کشیدہ
در آں پر وہ کہ دریا خاص خود بود
چو من در موج دریا رہ نور دم
نہاں عکس کہ از اصل است حالی
چہ نور است این ہمہ سبحان ذی النور
ز بحر قطرہ بیروں بندخت
ز خود کرد این ہمہ کثرت ہویدا
وزیں جنبش نہ شد ہرگز قرارش
نیاید ہرگز ش نواعت بائے
نعالے اللہ رہے ملک موبد
چو در موجش ز ہستی دست شویم
کہ خواہد گو ہر از دریا بر آرد
وجودے داشتند از غیر فتور
جہالش چشم غلوئے ندیدہ
چنین و انم کہ خود خواص خود بود
گے در فرق و گہ در جمع کردم

چو گویم زیر چوگان ارادت
بشارت باد ختم را سعادت

مناجات

خداوند ادریں چاہ نفس گیر
حلاوت گیر دلہائے عزیزاں
سرائے سرسبز خوریز مردم
ہم منتقاد ابلیس بعین را
بہر باری رسیدہ نفس نامے
قبولے گرچہ از شیطان شتودہ
طلسم جبروت و زندان تن و یر
فرج بخش و مارغیلے تمیزاں
مشتعلہ حنائے پر مار و کژدم
نہادہ ز حنہ جان نازنین را
کشیدہ از مئے ابلیس جامے
ز شیطاں گوئے رسوائی ر بودہ

ہمسایہ بلیس را فتنہ ندبے قبیل
 و آتش زاده دیو آدمی رنگ ۴۰
 من بے چارہ از دستش ز بونم
 گمے و چشم و گہ در آرزو خوار
 گمے و خلوت شیطان کشد و نحت
 گمے بر روی کارم پرده آرد
 گمے ناز و پئے کسب کمالات
 گمے این ناستبول از بس عداوت
 ز درویشی کس شرح و بیانے
 گمے آید در سکوت و در قفس
 کہ جانش غرق در بامے وجود است
 زمانے در مناجات آور دروئے ۵۰
 کہ از بہر چہ تخم زہد کارم
 از بس غافل کہ دنیائے بعین را
 بعین دوست را پروردہ نتوان
 گمے و عشق بازی افکند گوئے
 دل اندر دست نظارہ نہادن
 پر آمد و دوش از زلف مجھ
 چو عین رفتہ رفتار و قامت
 چو چشم پر خمار افتد و چارنش
 گمے مژگان خوریز از کسارہ
 نگاہ آتش افروز و جنوں را ۸۰
 بسوز و خرم صبرش سکوں را

خطابش شدہ بعین عزا زیل
 بآتش بارگی عالم از دنگ ۴۰
 درون چہ ادبارش نگونم
 میان آب و آتش دار و دم کار
 در ایوان سید نجات زند تخت
 یقینم رابستاری کی گزار و
 و ہفت قدم بستاراج خیالات
 پیے حب زند قلوب آرد ارادت
 ز علم و شعہ خواند دانستہ
 شود اہل ارادت از تصور
 بروں از خلق در عین شہود است
 ز فکر آخرت گردیدہ یک سوئے ۵۰
 ز سر لذات فرودے ندارم
 پروردہ فساد کار دیں را
 چو پروردی عبادت کردنتواں
 ہوا دار بہتان عنبریں موئے
 متابع عقل و دیں از دست فادون
 در اں دام بلا گرد و مقبیل
 فراموشش شود ہول قیامت
 شود آشفتمہ روز روز گارش
 بیجاری دلش را پارہ پارہ
 بسوز و خرم صبرش سکوں را ۸۰

لے ایک نسخہ میں یوں ہے: نگاہ آتش افروز و جنوں بار بسوز و خرم صبرش بہ یکبار

ز نخلستان حیدر آرد فتوحش
 دم سرے بیفروز و چراغش
 نہ دیش ماند و نہ دل نہ تدبیر
 بایں آہنگ تاکے دل خراشیم
 بلطف خویش کردی روشنائش
 بدیں ویرانہ کردی رہنمونش
 شکستی خار محنت زیر پاشش
 پچندیں دیو و دہخا نہ کردی
 دبستان بلا را در کشادی
 بحد متنگاریش تعلیم کردی
 دے طرفہ دیدی درد ماغش
 بشیریں عشودہ دادی شکستش
 دل نا کردہ کالے را رہودی
 بآئینے کہ می ماست دیدی
 رہودی صبرش اول کارش از دست
 مدار بود و نا بودم تو بودی
 بنومی گفتم از تو می شنیدم
 تو بودی راحت جان و دل من
 بہر جا در نعمتائے تو بودم
 غبار شدک چندیں سالہ رفتم
 بساں شجہ صد دانہ بودم
 بہر جا رنگے و حسد سونشانے
 شعولے در دل رستہ نہادی

فسوں از دولت تریاک روحش
 شود افسانہ روح و ماغش
 بنسہائے خوزیر شود چید
 دریں دکان سودا چند ماغش
 غبارے را کہ نہادی اساکش
 بخت از خلوت افگندی بزنش
 فرستادی دریں ظلمت سرایش
 بصد بیگانہ ہم افسانہ کردی
 محبت نامہ در جنبش نہادی
 با ستاد ہوس تسلیم کردی
 نسیم غمزہ سداری بباغش
 حنان محفل بگرفتہ ز دستش
 طریق عشق بازی را نمودی
 خود از ہر سو عبیر افسانہ سیدی
 لباس مختلف پوشیدہ برست
 بحدائق کہ مسجودم تو بودی
 اگر در دیو گرد کہبہ بودم
 تو بودی حلّ چندیں مشکل من
 ہمیں سرگرم سودائے تو بودم
 اگرچہ این سخن مستانہ گفتم
 دور وزے کا ندہیں صبت خانہ بودم
 ولے ہر یک بر آوردہ دکانے
 در توحید برویش کشادی

د وجود رسندہ برے گشت ہواں
 بروں رفتہ ز خود چوں آنہ از پوست
 و گردانی کہ من حق ناشناسم
 مرا بردار خود کن نہ جسمانی
 چو من بے اعتبارے خاک بہتر
 دریں دریا کہ ناپید اکسار است
 ز بویے خواہم از یک لب خوش آہنگ
 غبارے آیدم در ویدہ گستاخ
 و ما غم خود من و شئی می نماید
 دریں فیروزہ کاخ آدمی خوار
 تو بے مسکین نواز بیچ پرور
 چو درگوزاشتخو انم را گزارند
 کہ من رنگ ریاض شک ندانم
 مرا بجا صلیہائے تمام است

بزودر خرمن صد رنگ پوشاں
 بستم از میان دشمن و دوست
 دریں معنی زار باب قیاسم
 "انا الحق" گو و "سبحانی" تو دانی
 ازین غش نقتبہ سستی پاک بہتر
 خیالے گرفتہ زوچہ عار است
 کہ ہم تاجسم بر اندازد ہم اورنگ
 نہ از صحرا خبر یابم نہ از کاخ
 مے گر پر وہ پوشش آید خوش آید
 غریب افتادہ ام بے یار و غم خوا
 بچلاں گاہ ہیجا غم در آور
 پئے گفت و شنودم بر نیارند
 "من" و "ما" در وجود خود نخواہم
 عذاب گوہر تسیدن کدالم است

بحب انم زان شود نکستہ دانی

تو دانی بکن کارے کہ دانی

حکایت

شبنم ستم کہ می نالید پیڑے
 جنوں در کاو کاو سینہ اش بود
 ز دنیا و ز عقبی گوشہ گیسو
 ۱۲۰ ہوائے خلوت ویرینہ اش بود
 جمال خود ہنسانی می نمودش
 و مادہ می نشد و دش بیقراری
 شکاف سینہ می خارید و می گفت
 سرشک از ویدہ می بارید و می گفت

۱۳ اکب شخہ : ربوے خواہم از یک جوش آہنگ

نہانی ہر دے راقیسی و قابلیت
 بخارے می وود نو مبدی انگیز
 ازین شش در کشادہم بر نیاید
 بصحت ناشنو جانے ست در من
 ہمیں در آرزو می کاہد و بس
 زمین بونے بنامند اہل عشر
 یہ نفسی نفسی ام افستہ سروکار
 غبار قصر و باغ از من بر افشاں
 سر بالا و پستی نیست در من
 دلش با دایغ خواہش ہم نشین است
 بخود قطعاً سرانجام ندارد
 پے آں راہ گیرم اندریں باب
 گنم پسند تعلق از ہمہ مست
 متاع فستہ را گردم خریدار
 قلندر وار آہنگے بد آرم
 ازین بازار بردارم سروکار

کہ ہر کس را تمنائے محالیت
 مرا ہم در دباغ آرزو خمینہ
 کہ می دانم مرا دم بر نیاید
 ولیک از قسمت قتایم ذوالمن
 ہمیں نابود خود می خواہد و بس
 چو در حشر از حد بیرون گنم سر
 مباد آں دم شوم از خود گرفتار
 بفضلت چوں بہشت آیم خراں
 دباغ خود پرستی نیست در من
 بلے آں را کہ چشم تیز بین است
 بیرون از دوست آرا می ندارد
 من طفل سخن نادان و در خواب
 زمانے حلقہ این در زخم چست
 شوم ہمراہ مرداں اندریں کار
 باتش در وہم رختے کہ دارم
 برہند از خود و فارغ نہ پندار

ز لوح دل تراشم نقش هستی

زمانے وار ہم زین خود پرستی

علیہ السلام

در نعت حضرت رسالت پناہ

کہ در ہم ریزم این تنجائے ہست
 کمن خاصان احمد را ملے
 سلطان رسالت آورم رو

گرم فیض از لیل بخش دل دست
 ازین اقبال یابم ہستدے
 سبب شک افشاں زمین بوس ثنا گو

چو در لطف ناره روشن گنم راسے
 تماشا را حب گنجشم که می جوش
 بدل گویم سعادت هم نشین است
 جمال خواجہ معراج وجود است
 نسیم راحتش پیک امین است
 چو در ایوان ماز اغم مقام است
 شنایش با ثنا خوانیش مگذار ۱۵۰
 قدش می گوید اسے من خاک پایش
 سہی سرے ز بستان خدا بیست
 سرے کون دارد نور عیش
 کلام زندگی بخشش بشیر است
 ہماں عیسیٰ ازیں دم بہرور بود
 سرفیل است ابجد خوان این رس
 رخس مراست، نور لامکاں را
 کہ ہاں در من چو دیدی بے شک و شب
 درون پردہ من بودم کہ آدم
 جمال یوسف از من آنچہ داشت
 دش سہستہ با خود در ترانہ
 حریف راز دارم دیگرے نیست
 چنین دارم کہ اسرارش کماہی
 عروس خلقش اندر شرح نیست
 سرے حسن و خلوت گاہ عشقم
 صفات دوست را بے نقل و تحویل

دریں لطف ناره جاوید افتم از پائے
 تماشا را دہن گیرم کہ خاموشش
 مقام "قاب قوسین" تو این است
 بقول "درہ الستار" وجود است
 زمین خد متش عرش بریں است
 بہشت و حور و قصر انجا کہ اہم است
 ۱۵۰ تو نادانی زبان خود نگہدار
 کہ بے ہمتا ست سرور لر بایش
 ستون بارگاہ کبریا نیست
 ازیں فانوس شمع آندر نیش
 کہ روح القدس انے بہرہ گیر است
 کہ در انقاس او چندیں اثر بود
 نہادہ گوش در سامان این درس
 صلا و ردادہ بنیائی ہماں را
 خدا ہیں آمدی در پردہ غیب
 ملک را شد بسجود می مکرم
 ۱۶۰ کہ عالم را چہاں زیر و زبداشت
 کہ از تیر عجب دارم نشانہ
 نہال عشق را جز من بے نیست
 خودش می داند و علم الہی
 کہ نور قدس من پردہ نشین است
 زمین جوئید رہ من راہ عشقم
 منم بیک نسخہ و بیک نسخہ تنزیل

خدا جوے کہ در سن آورد و روے
بدول از شکر و فارغ از روایت
چو دیش در قفس گردد نفس گیر
شود وانا بس در نهانی ۱۷۰
جبین فکرش بالفظیوں در
زیک جانب جمال دست یکن
دل از معلوم خود آزاد کردی
دم تبیح و استغفار بسیار
چو در دل نور تحقیق آورد و جوش
ازاں لب سیر استغفار نیست
زبان اشک بر رخسار گلزار
بروں در داده اسرار نهانی
که طغیان را درین کشور گز نیست
پیش از نامرادی آب گیرد
بیک یکے تره اش صد گونه راز است
ہمینم بس کہ سب ستم سلاے
درین حسرت رہ پہبود یا ہم

بوفی منتقم گیرد و تگاپوے
منش در گوش حبال گویم حکایت
من ازوے بر کشم چوں روغن از شیر
بگیرد لوح محفوظ مسافری ۱۷۰
سُخن گویند جا نگاه است در خود
ز یکسو بار استغنا کشیدن
طلب را در محال ارشاد کردن
خبر گوید کہ دارد بندگی کار
حساب بسندگی گردد فراموش
ہم از مستغفر قیں شو کار نیست
حدیث عشق بازی کرده تکرار
شدہ سرگرم ایں گوہر فشانی
درخت عشق را جز فقر بر نیست
بر دست دی رہ تاباں گیرد ۱۸۰
فرو داشت مر کیں منزل راز است
کہ کارم گیرد ازوے انتظامے
روانش راز خود خوشنود یا ہم

یمن کرمتہ یا ذا المکارم
علی خیر الوری صلی وسلم

مخاطبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بیائے آرزوئے سینه چاکاں
دین بستان اگر خاکے شود کم
مرا از من بچ لاکہ برافشاں
کہا می مرغ خواهد داشت ماتم

دیں گلشن اگر برگے نشود زرد

چہ خواہد شد اگر دریا بجوشد

فلک گرتند بادے را گسار د

بیابانے نوح طوفانے برانگیز

اشارت کن موج پر تلاطم

فرو آئے کلیم اللہ ازین کوہ

عصائے اژدہا صورت بختیاں

نمائے خواجہ ابوسعے ہلالی

بگفت اور زبان گوہر افشاں

یکے روئے جہاں افروز بنما

بتے را گر مٹی بازار بشکن

بکن دکان این شیطان مشوش

سرگردن کشی در حجبہ آور

گرفتہ ناکس کثر مرث ز بانم

نقاب کبریا از پیش بردار

دیں دیر کس تہا شکستی

فسون ہر من نابود کردی

بتے دیگر دین رہ خورد گرداں

بے رخت ہرایت بے رواج است

من اکنون خود سپند این ستارم

بے جستم دین نابود گشتن

وے دارم کہ خجے را غلام است

چو در بایں ملاحظت بر زند جوش

کہ خواہد خاک بر سر کرد ازین درد

نقابے بر سر یک قطرہ پوشد

کزین محفل غبارے را بر آرد

بایں خاک ہوس آلودہ بستیز

غبارے شرک از رشتے زمین گم

تحتلی کن بایں مشرعون اندوہ

نمود چند را نابود گرداں

شب خوں بر سر شوریدہ حالی

غبار ہوش از منہ زم برداشاں

حجاب ماہ ور شک روز بنما

خلل در طاق این کسری بیگن

بہم بر زن بساط آب و آتش

ابو جیل ضلالت را بزین سر

محمّد را رسول اللہ دانم

مرا ہم سندرج در امتی دار

دل چن دین صنم خواہاں بختی

ہدایت را سپندے دود کردی

صنم خواہ دیگر را دل برنجہاں

دیں دکان سپندے احتیاج است

نمایک شعلہ در اہبتیا غم

زنو گرمی و از من و دگشتن

باندک جلوہ کارش تمام است

کنم یکبارگی خود را منہا ہوش

چو در عشق تو حب نفریائے باشم
کدام من که پا بر حبائے باشم
حکایت

چو سینه عشق در جنون اثر کرد
که دل از بند خود یکبار برداشت
نقش سرگرم خواهش زنده می بود
علم بیرون زد از سیاهیش آن ورد
فغان برداشت بیداد نظم
همه یک دل بتدبیرش دویدند
نخست از مردی و جوش زبانی
ترجم را شیخ خویش کردند
شب مجنون و بیداریش گفتند
همان کا بیدار و خواری نمودن ۲۲۰
از آن سر بسته غم تعبیر کردند
و لے مجنون در آن مجمع گزرداشت
و گریه از غم خورم نداند
سخن القصه در گرمی در آمد
بمیران مروت رخسار اندند
که مار نیست تقصیر می بیند
کنم اینک رنج لیلی میند

تمنائے در آن دیوانه سر کرد
نه از راحت نه از کاشش خبر داشت
دش از زندگی شرمند می بود
عزیزان را و خویشان را همه کرد
سرایت کرد در ولسا جسم
ز رو تیغ و زباں بیرون کشیدند
من ستادند لختی از معنائے
سر عجز فقیه بری پیش کردند
سر شکب خون و خو خواریش گفتند
همان نزاری و بیزاری نمودند
بصد سنگین ولی تقصیر کردند
در آن صدر پرده خود آهنگ برداشت
حدیث عشق هر بیغم نداند
عزیزان صنم را در خود آمد
به تسلیم و رضا گوهر فشانند
و لیکن تاب می باید کجا تاب
و لے هو شده ز مجنون باید انجیب

خود آن بے چاره سدر باب غزل است
خود افنون خود و خود خواب خوش است

حکایت

برآمد پیشہ از باد دل تنگ
بدامان سلیمانے بزو چنگ
۲۳۰ حضور با و بود و پیشہ بر بود
وزان پیشہ اگر چه ظلم رہ داشت
دو قومے ہو قوت تا خرومند
فرو گفتند زیں سال قصہ چند
بہم در ساختند از فطرت خام
نہ استند محبتوں را کہ مست است
دل ویرانہ اش ورتید عشق است
ز سر تا پا وجودش صید عشق است

عروس عشق ہستی برنتا بد
محبت خود پرستی برنتا بد

رجوع بہ محبت طیبہ

زہیں بوس حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

من از خود سیرم اسے مقصود جانم
بروں آگین غبار از خود فشانم
برم سرمایہ از حشاق عظیمست
بگیرم قوت جاوید از فیست
شکست افتد دریں مہشت مجمل
حواس سرشم گرد و معطل
ازیں مہر کہ بر سر دید بانست
چہ ظلمتھا کہ بر حب نام روانست
بہر جا عشوہ انگیزے گزر کرد
دریں خرمسہ آشوبے اثر کرد
بہرستی دیونا خوشش آہنگ
زمانہ منکر تم آرد منہ اچنگ
بنوجیدم در اندازد کہ بخیمند
دریں صورت بمقصودے در آویز
بہر جا جلوہ گر اصل وجود است
نمودے چند پندارم نبود است
بہر سو جلوہ اصل است پیدا
چہ لیلی و چہ شہین و چہ عذرا
ہماں نور است بے تاویل و تمیز
سخن گوئے زباں بند و دل آویز

لے مصرع وزن سے خارج ہے۔

معاذ اللہ چہینم گر گزاردند

فسون اہرمن از جاں پذیرم

بکف بگرفتہ شمع از رہ رفتم

بیاد دشت بیت بجز ستارست

برہم علم توصید از خمیرم

و لے رسمش بتزیلے نشاید

گر فتم عین توصید است عالم

چو نور ذات بر دل حسمہ آرد

در آل سولہ کہ ذات آراہم گیرد

و لے علیست و لے مندی حال

چہیں دل گر ہو ہم آمد عجب نیست

ازین معنی بہر صورت زند دست

کند بار از درون پرودہ فریاد

ہنوزم نہخت دیوانگی نیست

نمیدانیم چہیے اندرین راہ

بہ نام شرع اگر اندک جمال است

چو قہر حق بہ عینی گوشہ گیر

ترا و قید صورت کاہنجام است

چو در حسمہ وجود از خود در آئی

چو فردا باطن از ظاہر برآید

بر آید آفتاب است از چہب در است

تو اکنون خاطر از ہستی بہ پرواز

عدم شو کنند ال مرآت نور است

در غیم بر و پوشیدہ دارند

مقام و ہم خود را عین گیرم

بسا دانی و کوری در چہ انتم

فطرنا کردہ و حوالے بصارت

در ان کشور بے ر و کشی ضمیرم

بازدک نشہ باکی نشاید

از ان جوش است چہیں قبل وقلم

کجا تفصیل اسماء را گزارد

دل از علم صفتش کام گیرد

سیر آرائی و نیلاد مال

گمان بعد از لے بے سبب نیست

کہ باشد گردم از جام صفت نیست

کہ وقتے عاشق شوریدہ خوش باد

طریق شرع حسد فرزندگی نیست

بروں از شرع و نیکی عاشقا اللہ

در و ہمہ بے قہر و حسب حال است

ادب اینست ہائی مکر و تہذیر

بہ مطلق رو مقبیلہ تمام است

بجولانگاہ دانش را سخن آئی

و یہ مقصود ست از پرور کشاید

ہمہ ویدار گردی بے کم و کاست

ازین آبسند زنگ خود برانداز

جمال دوست را آنجا ظهور است

امانت دار جانان جز عدم نیست ۲۰۰
 عدم در عرصہ لوح و قلم نیست
 ہمیشہ خلوت از کونین دارد
 ازاں سرمایہ نور عین دارد

خطاب بدل از حسرت و باز ماندگی از مطلوب

دلاناچند ازیں افسانہ گفتن
 چو بلبل در قفس رختا ص بودن
 مے نقاشی لوح باد گشتن
 گئے در خود نشو و نشی رہ سپردن
 گئے چنگ حقیقت ساز کردن
 خود اندر کثرت از بس سستائی
 یکے زیں باد سپیائی فردا
 فرور و گر ترا رفتن مراد است
 جہاں فانی است بر فانی منہ دل
 چو بگستی ز خود بند جہاں را
 شدی در پردہ نصیبی و تسلیم
 سبق از عظم الرحمن گرفت
 چو در بحر یقین خود را سپردی
 دست ز اں بے نشان آگاہ گرد
 نہ رہی گز نظر افتد گزندت
 گئے ماند نجومیت داغ بر دل
 گئے فکر تہ تعطیل انگشت گوی
 ز خود گنج دو عالم را نہ رفتن
 ہوا خواہ ہوس راحت ص بودن
 زمانے در ہوا دل شد گشتن
 بہ رسوائی متاع پیش بردن
 ز وحشت قصہ آغاز کردن
 بہ کثرت ہرزہ گرے رستائی
 زمان در بند و راہ سینہ بکشا
 میا سپردن کہ باز ارت کساد است
 ۲۸۰ ازیں شبت تذبذب بند بگل
 گرفتہ پردہ نور لامکاں را
 بروں از فکر و استدلال تعلیم
 ز دست موبہت ایماں گرفت
 زہر صنیع بصانع راہ بردی
 محبت مقتدائے راہ گرد
 شود در تسلسل پائے ہندرت
 شوی گاہ از طبائع پائے در گل
 چو جسمانیہ در وہم آوری روی

زہے نور یقیں داتا ئے کارشش
 دل اندر مخبر صادق نہادون
 ۲۹۰ بر آں صدق مجرّد و ایستادون
 ز تاثیر محبت مست گشتن
 ز طور عقل خود ہیں درگزشتن
 ازیں صدق و محبت تیز رستن
 ہماں بر سادہ لوجیہا مدارشش
 و گمرہ سر بر آوردن ز دریا
 ۳۰۰ با حکام شریعت سر نہادون
 بکلی از مراد خود بریدن
 زنگ خود سراسر و رد بودن
 بطور عقل و ایماں راہ بودن
 قلندر گشتن و نفس پرہیز گشتن
 عجز آساں ہر چوں و چرا دور
 رہے بے راہ رو اینجا ہوید است
 بیا دل رخت ازیں تنخانہ بردار
 سعادوت نیست جز نفی ارادت
 زمانے در تجسس لال بنشیں
 بہ ایمان خبّد و راہ یابی
 کہ ازیں رنج گزشت گردد جوابے
 کہ ازیں رنج گزشت گردد جوابے
 دریں تجسس بدید دائم باش حاضر
 چہ ہر دم می تواند بودت آخر

بشو مستغرق اندر نفی و اثبات

کمن تا خیر فی الستا خیر آفات

داستان

شے خوش دل تراز روز جوانی
 سرم در خواب و دل در کارانی

در آمد یک امیدم و لا و ر ۳۱۰ نیسمے یافتم مقصود پر و ر
 نظر چوں از تجیر باز پر داخت
 گرامی خواجہ احرار را دید
 لب اندر معرفت گوهر نشان داشت
 بگفت آں شاہ خلوت کہ راز
 گئے از حسن صورت سر بر آرد
 کہ از صورت یلح آمد نمودار
 دے آں را کہ در جان ش اثر کرد
 شعار حباں و تار تن بینداخت
 بہ تحقیق آں کہ انسان است نیست
 پیہر چوں ز سرش پرہ برداشت ۳۲۰
 چو در انوار کل شد غوناچیند
 ز خود بگزشت و گوے مردمی برد
 کہ این ظلم ازین بسیار باشد
 تجر تیز و صفت ناگزیر است
 نہایت رفت و آمد بے نہایت
 در آں شب کز نسیم بخت بیدار
 پئے صورت پرستی حسنا ص بودم
 بر آمد سالہا کین خواب دیدم
 دے ز ال بادہ خالی ہست جام
 ہنوزم اندراں بازار راہ است ۳۳۰
 کنوں دست من و دامن خواجہ
 چو در اول ہدایت از تو دیدم
 نیسمے یافتم مقصود پر و ر
 بیلے سعادت دید و شناخت
 چہ خواجہ نخل اسرار را دید
 سخن از بے نشانہا نشان داشت
 کہ دلہا در رہش آمد سر انداز
 بہان عشقاں حائل آرد
 مفتی گرد و از دے گرم بازار
 بروں از جان و تن در خود شعر کرد
 پے مقصود خود از خود پرداخت
 ز چشم غیر نہا نیست اینست
 ظلمی لازم آں نامور ساخت ۳۴۰
 ہم بر زد و کان و ہم و تہی نہ
 امانت با امانت خواہ سپرد
 کہ بندہ بے صفت بیکار باشد
 متقی خود بنا چیزے اسیر است
 چو کبر است این مہر از خیانت
 ز بونے معرفت گشتم خبر دار
 بانک رنگ و بورت ص بودم
 بار شادیکہ می باید رسیدم
 ہنوز آں حب لوہ و از جاں غلام
 ہنوزم دل گرفتار نگاہ است ۳۵۰
 مگر رہ یابم از احسان خواجہ
 نہایت در ہدایت از تو دیدم

گیا ہم پرورش دید از نیمت
توی دل بودم از خلق کریمت
امیدم بود کاین خاشاک نابود
در آن دریلے آتش برکشودود
در آن نابود باید استقامت
وجودِ خواجہ ماند تا قیامت
شود یکبارہ از پندار خود پاک
بروں ماند ہمیں نمے نہ خاشاک
چہ دانستم کہ استنناد لیراست
عنایت این مستدر ہا زود سیراست
مرا یکبارہ اندر راہ راندی
باین خواری کہ می بینی نشاندی
گرفتادم ز راہ استقامت
تو خوش بنشیں در ایوان کرامت
من اینک در ظلمنا سد نہادم
۳۴۰ باستغفار و یارب ایستادم
چہ باشد گر تو ز حشلاق الہی
پسند آری باز ک عذر خواہی
در اقل ہم قبولت بے سبب بود
کیم سامان امید و طلب بود
مرا از خود بنوی خود کشیدی
بنور غیب دیدی آنچه دیدی
ز فیض آن کشش وز لطف آن دید
نشانندی در دلم نخلے زنجبید
جز آن معنی کہ صاحب ستر آنی
مرا خود نیست چنداں سرفرازی
یکے از اوج عزت خود فرو دے
بخاک پایت لے نہ خندہ دار
فروفتادم از بس غریبی است
نمی دانم کہ امیں سو بر آیم
۳۵۰ کجا این بار محنت راکشایم

ازیں عنقائے نہیاں از کہ پرسم

سیمان زباں داناں از کہ پرسم

حکایت

زین را چو در خواب سپہ روز
جمال بوسفی آمد جب گرسوز
نمی دانست کال مہ را چہ نام است
مقام خاطر افش زش کہ نام است

دلے دربت غم کا ہیرو می داشت
 ہمیں درد و ہمیں سوز و ہمیں ریش
 خبر نایافتہ جاں و رقت اضا
 ازاں جبریت سے افسردہ می بود
 چوں در مصرش نشان دادند بر جنت
 دریں سودا کہ افتاد مہد اش
 نہ آں خواہم کہ یوسف را شاید ۳۹۰
 زینجا وار سوزم و رتا سفت
 و لیکن یوسف من پس غیور است
 بریزم نعت بنیائی دریں خاک
 زر عنائی و خود بینی بر آیم
 دمانے در ہوا شوریدہ می داشت
 نہ از معشوقس آگاہی نہ از خویش
 بروں از شش جہت دل و تاشا
 فروافتادہ و چوں مردہ می بود
 دل از حیرانی و جاں از جنوں رست
 نہ یوسف می شناسم نے تقاضا
 نہ آں گو شتم کہ پیغامش گر آید
 مگر در خواب بینم رے یوسف
 قبول چوں منے بسیار دور است
 شوم دربت شکستن چیت چالاک
 بہر خواری کہ باشد در خور آیم
 گدائے رہ نشیں گردم دریں راہ
 کہ یابم یوسف را گاہ بیگاہ

مناجات

خداوند امارا از من بروں بر
 نمود من کہ رو پوشش وجود است
 جواز نور ہدایت نال و پریافت
 فرود آمد بہ تحقیق سعادت
 ازیں مہمان غیبی نور ایمان ۳۷۰
 شہود از ادب عزت پست تر شد
 شکستے باخت در چنبدیں رات
 جو پے در پے شد آں نور شہادت
 در آں فقرم کہ می دانی فزوں بر
 زباں بند و صد گفت و شنود است
 نخست از اسم المومن اثر یافت
 بخلاوت گاہ ایمان و ارادت
 در خشاں شد جو بقیس از سلیمان ۳۷۱
 بسطاطان ارادت تاج سر شد
 طلسم ممکن از انوار واجب
 بیک بار از خود افتاد این عمارت

رمیدند ایں دوسہ مرغ خوش آواز
 کنوں در خود کہ می بینیم و حسیم
 چو کار اینجار سید لے اہل ہر کار
 کنوں وارم بجائے آں عمارت
 ازین برق کہ مرگش باد و در کار
 عروسان گاہ گاہے برق انداز
 بر افکن برق و در جلوہ در آئے ۳۸
 عروسان جہاں را پر وہ بکشاے
 در خواہش ز عیب کی کشودم
 نقابے پر رخ این احسا کش
 دریں معنی دلیری ہا نمودم
 خطے بر وٹے این چون و چرا کش

نہ دم دل بہر نوعی کہ باشم
 بتسیم آرم واللہ اعلم

در بیان نسبت حضرت خواجہ الحسن خرقانی

قدس سرہ العزیز

دے کر چشم کہ بنیدہ مستور
 بردن از خود مہتے برگزید
 کند در سید گویہ نشانے
 دلش آئینہ نور رسالت
 چو زین ویرنا بیرون کشد رخت
 شود سلطان جاں در پردہ او
 چو صادق رود ازین ویرانہ بر تافت ۳۹
 چو طیفور اندراں منزل پرافشاند
 بہاں در نقشبندے بے کم و کاست
 بیفتد از خود و بالیت خود دور
 ز بس کاتار جذب و ست بیند
 ز احسناق نبوت ترجمانے
 شود فرزاد دستور رسالت
 زند در کشور دار ستگان بخت
 ہدایت بخش رو آورده او
 دے طیفور زین سر روشنی بانحت
 دوا سپہ خرقانی از پیش راند
 نسیم تربیت از رفتگان خواست

بظاہر پیرش از میر کلال است
علی الاطلاق رشد از پیش گاہ است
نموداریست نقش آدمی زاد
ولیکن سقّت اللہ گشت جاری

بہ پیر خجروانش اتصال است
علی الحق مرشد مطلق اللہ است
حند آبادی دال آدم آباد
کہ غلوئے کسند این پرده داری

حکایت

زینچا چون بواسطے بیست افزاشت
ز خواب و خورد و فارغ شد و جودش
کہ از کس بشنود نامے و جائے
چو غنجل بیقراری بار و رشده
ز نام و منزلش آگاہ کہ وند
پدر کارش از ہستی برآمد
بمصر آمد و لش از شوق پر جوش
نظر چون عرس زینش رہنموی شد
فریب روزگارش تنگ دل ساخت
فرو بارید بے پاں بگر گے
ز کوہ رنج سیل قد برافراخت
برآمد تیغ برکت یقی بیداد
زینچار اوراں صحرائے خون ریز
جہاں تار یک شد چو تار گیوش
چو ظلمت بست چشم از این آتش
ز تاثیر نگاہ جادوانہ
دش کز تیر تیرہ کال پر آورد
بہ پرواز آمد آن مرغ ہوس گشت

نخست از بے قراری پرده نہاشت
تمنائے جز این در سر نبودش
زند و در جستجویش دست و پائے
نظر عمائے پنهان کار گشت
مرید سیر مرور راہ کہ وند
مرادش را بصد حباں مادر آمد
ہوائے وصل و ہم خواب و ہم آغوش
بلا از یک طرف چنداں برود شد
سلوکش از محبت منفعیل ساخت
ز باغ آرزو نگذاشت برگے
نشان عشرت از عالم برانداخت
بخرمن گاہ شادی دست بکشد
خسے افتاد و در چشم آفت انگیز
بتاریکی درآمد چشم جادوش
نظر افتاد بر خود ناگہانش
دش شد تیر غمت را نشانہ
پائے نظر ارہ چشم دیگر آورد
ز اقلیم شہادت چست بگزشت

بغیب افتاد با یوسف دو چارش

در آن امید روزی چند می بود

سوی غیش و رے بکشاده بودند

خبر می داد چشم غیب بنیش

چو از نور یقین بے هوش می گشت

عروس غیب می گفتش که ای مست

بهاں در گام اول با تو بودم

تو با غم می نشستی غافلانه

چو باز از خود خبر می یافت می سوت

هوس می داشت کین چشم و فاکیش

بله هر ذره مشتاقی جمال است

بنا که جذب عشقش کارگر شد

چو ملک مصر از و شد گرم باز

بصند جان در حسد بیداری درآمد

شد از سرتازه آثار خونش

حجاب چند بیش مقصدش بود

چو گشت آموزگارش مرشد کل

روایه یافت جنس ناردای

سبب می دید چشم خام کارش

خراماں گوی و آئینه بینی

خلل می داد آئین طلب را

جوانی و جمال و بنیش انداخت

هے زان مجله سنگ راه او بود

سروش غیب کرد امید دارش

باں بگو که به که خود سندی بود

در آن در دیده نه سادہ بودند

فزون می کرد هر ساعت ابویش

به یوسف دست در آغوش می گشت

چو حاصل شد ازین سیر تهیدست

بتو هر لحظه خود را می نمودم

تنی از دانش و از من کرانه

در آن در دیده امید می و دخت

بروں از پرده بیند و لبر خویش

هر سر آرزوئے اتصال است

ز کنعان ماه کنعانی بدر شد

ز یخا گشت ازین معنی خبر دار

بلار او در طلب گاری درآمد

بمقصود و گشت در سمنوش

نظر بالجملة در نیک و بدش بود

بدست آورده تحقیق تو کل

تمنا گیر شد دست گدای

بنار و عشوه می پرده اختیارش

خود آرائی و رسم ناز بینی

زیاں می کرد عشق بوالعجب را

سر و پای نهجیل حسب انداخت

حجاب جان یوسف نخواه او بود

نمودندش که سنگ انند اینست نظر بند دل آگاهست اینست
توبت بند سیر و یوسف بند سیار ازین نابخسیت سرواست باز
غرض تعلیم غیبش کرد تا بشید پیایه پایہ تا ایوان تو حید

انچا و نیاز مندی بحضرت خواہا الدین محمد نقشبند و خواہا اعرا

ہنوز ایمان استغنا بند است مگر فکر رسیدن ناپسند است
مگر اے خواجہ اندازی کنندے شوی متباد چون من ناپسندے
بسے ہمیدے بنیاد دارم کہ نے مردم نہ استغنا دارم
شکار لاشم بے اختیارم متاع کت قبول فستندارم
کساد یہائے بازارم یقینست اگر کاریست شد فی اللہ اینست
زمانے حبۃ اللہ برنجیست بایں درخاک و خون افتادہ متینست
قبولم کن کہ اقبالست تمام است در آں قبال کارم را نظامست
قبول تو قبول نقشبند است کہ در وحدت نہ چونی و نہ چند است
روحش و نور بنیائی نگانہ نمی بینم تفاوت در میانہ
وگر باشد تفاوت بس شبیہ است ۲۵۰ کہ دانم الولد سترابیدہ است
ید روشن چراغ از سبب تست تو چشمی و ہماں آئینہ تست
در آں پر شود چشم جادوانہ عروس نقشبندی کر و حسانہ
ہماں یک خواجہ گفتن تمام است عبید اللہ بہا الدین چہ نام است
بہا الدین زبے نقشی بند است عبید اللہ چو گویم نقشبند است
زبانم پر شکر زین نام بادا ولم زین فکر شکر کام بادا
مرا در بندگی چو پائے بند است بغیر از خواجہ گفتن ناپسند است
نہ ہیں در بندگی اے خواجہ کیرہ کہ ان لفظ سید نام ہوا اللہ

دریں دو خواجہ دل بندم یکے شد
 سمرقندم بہا الدین نشین است
 تو می دانی کہ عذری بہترم نیست ۴۶۰
 معاذ اللہ کہ استغنا بجگیدم
 و لیکن ذرہ در ظلمت آباد
 سخن کوئے کرم خود عذر خواہ است
 و گر نجستم دریں رہ یار گرد و
 زباں در گوشہ افتانی در آرد
 بردن از خجالت آنجا راہ یا بم
 ابو الوقت دو عالم قطب ارشاد
 زمینی در جنبہ افکند آشوب
 پے تسکین مشافتان دیدار
 در آن آئینہ می یا بم محقق ۴۷۰
 فنا فی اللہ خواجہ بس بلند است
 کن تاویل خواجہ نقشبند است

خليفة بود حق را در زمانہ

نمودش ہرنے داں در میانہ

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنین گویند و انایان اسرار
 کہ معشوق ازل در ہر شعورے
 سر ہر ذرہ بنیائے جسم است
 مدار بودش از نور شہود است
 شہود دوست پنہاں ہرے راست
 ز اصل و منبع ہر معنی خبردار
 ز غمازان نہاں دار و ظہورے
 دل ہر قطرہ دریائے جمال است
 شہودش مایہ چندان نمودار است
 ہوائے وصل ہر بجای صلے راست

دے انگندہ بر جانش حجابے
 شدہ بنیاد این دیوانہ گشتن
 نہادہ اصل آں بازار و تزدیر ۴۸۰
 سراسر زنگ این مرآة علم است
 ز آسبب خیال و فکر و وسواس
 چو گرد و خستہ مقبول در گاہ
 کسبش دست قطاول بر کشاید
 رہا جین ہوس پڑ مرده گردند
 بچو لا نگاہ این دل مرده چپند
 دریں تجربہ بد بکشاید جبینش
 قوی تر گرد آں حزنے کہ بودش
 در ال غیبت کہ بوی غیب یابد
 ارادت سر ز ندبے خواست ازوے ۴۹۰
 بازوے ارادت برورد جیب
 در آں مستی بہ غیب افتد گزارش
 چو در نور شہود از خود بر آید
 بگرد و حال بار امانت
 در آں مشہد بہ فقتد آرام یابد
 در ال دید جمال بے نہایت
 بہ تسکینش ندارد پیچ کارے
 گر فتارے بہر خاکے و آبے
 پیے ہر رنگ و بو طفل گشتن
 نقوش علمی از ہر سونطہ گیر
 سراپا کشور آفات علم است
 رود برباد حسرت گنج انفاس
 شود در خورد و راز لی مح اللہ
 کتریں ویرانہ اش خواہد رہا بد
 طلبکاراں جین افسردہ گردند
 ہمیں خود ماندہ افسردہ چپند
 بر افروز و درخ علم ایتقینش
 فراموشی بر افتد در وجودش
 نسیم شاہد لاریب یابد
 بر دوق نشست خاست ازوے
 کہ تنگ آرد بہر معشوقہ غیب
 شہود دوست گیرد در کنارش
 سعادت را ورے دیگر کشاید
 بیار و آں امانت بے خیانت
 ز جلاب قناعت کام یابد
 بگردد شورش بے حد و غایت
 در ال آرام بنشیند غبارے

یقین آں دید و آں شورش از ال سوست
 دریں مسکن نمودے از نگاہ پواست

در بیان عقائد دین و شرائط سلوک راه یقین

هلاخوا هستند حذب الهی تمت دار فضل بادشاهی
 نخستین شرط این سود یقینست دوم سرایه این سود وین است
 سوم پاکیزه غسل این زراعت رفیق سنت و راه جماعت
 عزیمت رونق کردار گردان برون ز اسب زنجرت کارگردان
 چهارم خدمت سلطان وینی قبول حنا طر مسند نشینی
 به تقلید سلف تحقیق و یدن قدم از حباوه بدعت کشیدن
 زبستانش گل مقصود چیدن بنزیر سایه اش از خود بمیدن
 نهادن بر خود و یائست خود بار مرادش و اشیدن از جان پرستان
 شود زین چار عنصر جان طالب بنفع روح ربانی مناسب
 ولیکن شرط چارم لازمی نیست بقتلش سد باب محرمی نیست
 بسامرغان که علوی آشیانند اویسی مشرب و عیسی زبانند
 ز حسن طالع داز لطف باطن گرفته گوهر از اصل معادن
 ره سنت به چپ لاک شتابند
 نصیب از خواجه کونین یابند

در بیان استفاده و تربیت معنوی از روح پر فتوح بنوی

شنیدستم که مشتاقان درگاه طلبکاران سترگی نفع الله
 خصوصاً کاشف راز منسانی ابوالفتاح سم چرخ گره گانی
 بخالت در بدایت کارش این بود اینس خاطر افکارش این بود
 که بودش و او جان نام ادیش که باشد شرب از جام ادیش
 او بین آسا از ان حسد عنایت مگر بپواسطه یا بدهد ایت

کیم من کین ہوس گیسو دماغم
 دل از ذکر او بسیم شاد گردد
 دریں رہ قدر خود چندان ندانم
 زبانم زین تلفظ گریب نبیاست ۵۲۰
 دل اندر شدم و جہاں سرگرم این است
 قبویش گریباید در افتادست
 دریں سودا دے دیگر کشایم
 شفیق آرام روان دوستانش
 بہ یو بکر و عمر عثمان و حبیب
 بہ صدق و سوز پور بختیاف
 بہ شام ہجرت و تاریکی غار
 بحورے کز شمشیر و اقربا دید
 بہ دار و گیر بدر و حرب خندق
 بہ آں شب کز سرے آتم مانی
 بہ بیرون رفتن آزاده ازاں وہ
 بدیدہ آنکہ می بایست دیدن
 بفقرے کز خودش درویش می داشت
 بآں دم کا و دور روز شفاعت
 کہ این غافل کشاید چشم ازین خواب
 نہد در قرن اول آشیانہ
 ز آسیب زمانہ فارغ البال
 من ارچہ دوم از بخت سیر دل
 کنارے نیست دریائے قدم را

بیاید نور این سودا چسب دماغم
 دماغم زین ہوا آباد گردد
 کہ در دل غفل این سودا نشانم
 سرم بخواست صید این کلدست ۵۲۰
 کہ جانان رحمت للعالمین است
 ہم استعداد بخش در ہم سعادت
 روم از جانب دیگر در آیم
 مدوخوا ہم ز روح پر روانش
 بہ اہل بیت و اصحاب پیغمبر
 بہ علم و دانش ختم الحسن لافہ
 بہ آں خوش عنکبوتے عنبریں تار
 بہ آشوبے کہ و شیت کر بلا دید
 بہ روز فتح و نور خصخص الحق
 رسیدہ در مہم نام لامکانی ۵۳۰
 بہ سبحان الذی اشری بعبدہ
 بہ بے خود گفتن و بے خود شنیدن
 سرالفقر فخری پیش می داشت
 کند تدبیر مشتبہ بضاغت
 در اں حجر عنایت پرورش باب
 ادیس ثانیثش خواند زمانہ
 بہ بنیم ماضی و مستقبل و حال
 تو حال سمدی داری چہ مشکل
 پید طولی است بازوے کرم را

۵۴۰
مرا گر چه سدا سر کار تمام است
تمام دلی که این سودا تمام است

مناجات

خدا یا این غریب بے نوا را
 هدایت کن ره بے لایب بسویت
 دمی از نیک و بد آسوده بیند
 اگر در نعمت بیستی سکوتم
 بلاگر سازگار آید درین کار
 و گزیری هر دو پیرو شد حلیم
 بده چشمیکه در راه حقیقت
 نخست از محصیت آسوده دارم
 چو دل در رغبت دنیا زنده رانم
 مرا گزار کایم آرزو خواه ۵۵۰
 سبب پیش چشم از بنفش تندی دار
 براں دارم که آزادی گزینم
 شوم از خستلاط خلق دل تنگ
 بیادست تازگی بخشم روان را
 چو در نفی وجود انست گزارم
 دلم فاد رخ ز احوال و مقامات
 پیئے و جهنت و جی لب کشایم
 و گر نفسم مرا دے راکست یاد
 دمی برون ز حول قوه خویش
 بخود در مانده نا آشنایم
 بیک روی رود در جستجویت
 زلمی از بوس فساد غ نشیند
 مکن یک لحظه زان نعمت بروغم
 نهادم دل بلا کو پرده بر دار
 بچرا شد که بس عالی جنابم
 روم به دست ستار طریقت
 ز نور توبه رونق ده بکارم
 به آسانی ز کارم عقد بکشائے
 بکن از زشتی این کارم آگاه ۵۵۱
 سرم روشن ز نور آگهی دار
 به مالا بد خودت نفع نشینم
 روم در دامن عزمت زخم چنگ
 دهم بر باد نسیمال این دآں را
 شود موجود بے من آشکارم
 بدرگاهت برم روی مناهات
 ز بالیست خود از خود بر آیم
 بر آرم در جهادش تیغ بے داد
 شوم در انتظار دولت خویش

سرم مستغرق بحسب هوا بیت ۵۶۰ دلم مشتاق انوار نقایست
 بتقدیر الهی شاد باشم
 تسلیم بنهم نیک و بد را
 چو بیرون شد از این ششدر و جودم
 بمرگ خستباری راه بروم
 مے در یاد گردارم زبان را
 بسرگرمی آن شیریں ترانه
 دامنم پرورد و جیب تیغ
 شوم واقف ز اطوار نگهداشت
 بنفی غنیمت و تشدید حنا طر
 دلم نه از حضور غنیمت آزاد ۵۷۰
 پس آنکه در پله تحقیق آنداخت
 دلم گوید که سودا کے ندارم
 بیرون از خواب رفتار نیست مارا
 گدازیں کار بر چیز و غیب رم
 بهجوم بازگشت از من بر درنگ
 و دریں جبریت که فقرش توان است
 نموده آب حیواں در سیاهی
 سواد و البوجه فستردم ناگزیر است
 مرا زیں فقر بیرون کار تمام است
 ہمیں فقر است نقد ہاں آگاہ ۵۸۰
 اگر در یاد کرد باز گشتی
 ز چندین نفی و اثبات نگهداشت
 دلم مشتاق انوار نقایست
 و زین خربندگی آزاد باشم
 بر اندازم ز خود غیب و خود را
 ہماں انکار من ہرگز نہ بودم
 ز مردن پیشتر خود را سپردم
 رسانم اللہ اللہ گوش حیاں را
 بیایم در سماع عاشقانه
 فتنہ در کشور دانش تزلزل
 برآرم دست در کار نگهداشت
 بر اندازم نمودات مظاہر
 نگہدارندہ خود را کنم یاد
 بہ حسد نامرادی گشتہ خواص
 بحسب خشقت تمنا کے ندارم
 بہ سودایش سروکار نیست مارا
 بہ تحقیق افتد از تقلب کام
 عروس حیرتم در بر کشد تنگ
 ز گنج بے نشانی صد نشان است
 دل آشکستہ را نور الهی
 شکست دل درستی فقیر است
 و دریں فقر شوم راسخ تمام است
 جزا میں پنداشت میدان ندیں آہ ۵۹۰
 بہ یادش داستی ہماں گشتی
 غرض فقر است و باقی جملہ پنداشت

ہماں در انجمن خلوت گزیدن
ہماں اندر وطن در سیر بودن
ہماں بر ہوش در دم ایستادن
ہماں کردن نطنب را بر قدم بند
پیشے فقر است و تحصیل مناجات
مناجاتے بر دل از وہم اغیار
شہو بے حیرت قائم بہ مشہود
در ان خلوت کہ جسم و جان گنجید ۵۹۰
بحسب نظارہ چیزے در میان نہ
نظر ہم نیست اینجا جسب نہ خبر
دریں بستان بود نخل بر دست
ولیکن بجز خون چکر نیست
دو معنی حاصل است از ادگان
یکے در طلب دیگر فسرودن
چہ گفتم حاصلے غیر از عدم نیست
اگر درویش و درویش است نیست
طلب بے چون و مطلب سچو نہ

مجتبٰ حسنہ فارغ ز غوغا

ز کثرت دور و از نسبت میرا
بیان نسبت و تحریریں بر طلب محبوب

طلب تنزیہ بہ مطلب حقیقی

بیارم انجہ لا بہ طریق است
فراغت چوں بسے اعتبار است

بیان قاصر ز محبوب حقیقی

بیانم را چو توفیقش رفیق است
گزشتن از خود اول شرط کار است

همه لذات روحانی حرام است
 حجاب تست در راه خرابات
 دل اندر جستن احوال پست است
 بران شوکز هوس آزاده باشی
 چو زین کوشش بیفتد کوشش کار
 محبت چوں نماید زور بازو
 شود عشق این غبدر را تحبلی
 ۴۱. نه صورت ماند اندر دل نه معنی
 بیند از دخرانی در عمارات
 که از سیلی فراغت داشت بخون
 کند یکباره عاشق را سراموش
 دور وزی در امانت داریش بود
 که در عالم نیاید کس نشانش
 امانت خواه بستاند چنانش

مبارک خلوتی غیره دران نه

زمانی و توئی نام و نشان نه

در تحقیق مشاهد و رویت سخن گفتن

خبر دانه ان اسرار حقیقت
 چنین گویند کافوار تحبلی
 به وجهی در سه قسم آمد مقرر
 یکی در صورت مخلوق ظاهر
 ۴۲. چشم و دل گرفتار حقیقت
 ز صبح کشف تا شام تند آتی
 بهر قسمش جهان نور منور
 ز فوق عرش تا حد غنا
 نه در صحرای غیب نه نشأت
 علی التحقيق زین قسم اتصال است
 در رنگ و چیز و اشکال خالی
 همای در کسوت نور مشالی

تجلی صورت است از ریب و شک و در
 بے مری چه ظلمانی و نور نیست
 کسی زین حبلوه بالا تر نه بیند
 شب معراج چون سلطان گزیده
 محقق این که در تحقیق این راز
 که ذات حق بنایت ناپیدا است
 ظهور ذات حق در قلب انور ۶۳۰
 اگر چه جسم نور دیدن نیازی
 تجلی بے گمان نسبت بذات است
 همه در پرده انوار اسما
 و لے در آخرت سلطان مختار
 فتد در موطن تسلی الشرائر
 بهجت آفتاب و ماه بنود
 مرا بالجملة تحقیق آنچه ناس است
 اگر عارف بهنگام عبادت

تعالی الله زبے نور عسلی نور
 چه حسی چه مستالی جمله صورت است
 بروں زین قسم چشم سر نه بیند
 خلافت آمد که دیده پا نه دیده
 به نادیدن کند قانون خود ساز
 بجز چشم یقین اورا که دیدار است
 بود چون جرم نور در چشمه نور
 وجودش لیک پوشیدن نیازی
 شهودش واپس نور صفات است
 شاهد نیست جز قلب شناسا
 بچشم سرده و حسله ویریں کار
 بروئے روز انوار صفا
 بجز رخساره حباں آگاه بنود
 که دیدار خواص آن جهان است
 به دیدار و به دیدن که داشت

عبارت از شهود صوری است آن

پئے تسکین درد دوری است آن

در بیان تجلی معنوی و فناء در وحشت صرف

چو از صورت بر آید ساکب راه ۶۴۰
 نخست حبلوه معنی را باید
 بسین دوست را در کسوت علم
 فناء در وحدت عرفش و به دست

بجان اشتاق قرب الی رح الله
 در آذواق و معارف بهره یابد
 شود متلک اندر سطوت علم
 کشیده جام وانه ساقی شده مست

فناور وحدت صرفش دهد و دشت کشیده جام و از ساقی شده است
 خوش آں مے کا فگند پرده ز کارم بروں از پرده بنماید نگار م
 دل از جام و صراحی سرگشته نه خود و ز گرمی مجلس گزشته
 بکلا از بجز سروے مجلس آں اے به یکتائی و غیوری زده اے
 زنگ خود پرستی چند رسته
 نقاب افگنده و تنهانشسته

در بیان تجلی ذاتی و فنا و بقا

رونده چون از بی کشور بر آید دش در کسوت دیگر در آید
 فکے لم یزل داده شکست ۴۵۰ بقاے لم یزل بگرفته و ستش
 تجلی خواه سر مست و قوی دل بذات آئیند افستد مقابل
 مقابل لیکن از نسبت مستبد شود نور یقین مست نطاره
 یقینے تاحد حق یقینش دل و چشم و خیال افتد کناره
 یقینے اسم المومن نفت بش زهر و هم و گماں بیرون حسابش
 یقینے اصل دید آں جبانے یقینے تیز گرد لا مکانے
 دریں موطن محال آگهی نیست مشاعر را درین خلوت ہے نیست

کہ بر حان وجودش ہم وجودش
 شہودش را ویسے ہم شہودش

در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صور معنی و علم حضوری

حضور ذات اگر در خلوت جاں بود بے پرده کشف ذاتی است آں
 و اگر علمی حضور علم حضوریست ۴۶۰ و بے پرده کان امر و بیست

وے علمی حصولے شدت مش
تجلی معنوی دانست نامش
اگر در صورتی مرئی کند روئے
تجلی صورتی خویش خواند سخن گوئے
دو جالیکن ظهور این جماعت
یکے در حق و دیگر در مثالست

در بیان تحقیق علم الیقین و یقین حق الیقین و مراتب آن

دلم و دشینہ و رفتن یقین بود
در اطوار ظهورش تیز بین بود
که یارب شاید عین الیقین چیست
در این عین الیقین مقصود بین چیست
چو رفت از خود دل غلو نشینش
که دارد دولت حق الیقینش
چہ معنی دارد از خود در گزشتن
صفات دوست را آئینہ گفتن
بروں از علم بینائی کدام است
و گر علم است - عین حق چہ نام است
صحیح است آنکہ از خوان سعادت
دہند اقل مراد - آنکہ ارادت
یقین گر نفس اذعان قبول است ۶۷۰
شد از نور یقین تحقیق این راز
چو آن نور است نور حق تعالی
نخست آن دل کہ ذوالخلق عظیم است
بہ ہر دل در خود حسن ارادت
تعالی اندر چہ عالی قدرت است این
چو آن نور از کائناتہاے دورے
نظر بر علمش فتد نیکے بد را
چو ادراک مرکب بگسلد تار
چو عجز از درک ادراک است ادراک
از نخب ما عرفنا ہم عرفنا است ۶۸۰
عرفنا بیکہ اسم بے مسمی است
عرفنا بیکہ اسم بے مسمی است

ازین تجرید ایمان است عریاں
 ازین معنی است باحق آرمیدن
 چو از دجھے شک آمد در وجودش
 خلیل از ستر صوری چوں بر افشانند
 محقق راست اندر پرده راز سے
 دریں دم جلوه عین الیقین است
 باصل خود رسید آں نور جاوید
 حضور ذات در مرآت نور است
 چو در علم از ممت م خود پروں بود
 بے ناحی شناسی می شد آخبا ۴۹
 چو توحید آمد استغاط اضافت
 دریں مسمومہ جز حق الیقین چیست
 کہ در حق الیقین از غیر یقینیت
 دریں موطن کہ مطلق کشف نیست
 محقق شد ازین علم مستم
 نہایت درج بودہ در ہدایت
 چہ خوش گفت آں حکم کار آگاہ
 صفاتش در تحقیق عین ذات است
 یقینے کاندیرین تحقیق گفتم
 حضور سادہ اما اصل ایقان ۵۰
 مدار انقیاد و معنہ ایمان
 ز ایمان کرد نابینا کنارہ
 مشاہدہ از ایمان نیست چارہ

در تحقیق تجلیات و در کشف مراتب آل و بیان وحشت صرف

دگر ره در ره دل آئے سخنند ال
یقین کشف صوری از چه بانست
فروزان خاطر فرخنده دیدار
که در هر جا جدا گانه حضوری است
حضور ذاتی از صورت بخوبیند
مقید چوں همه و هم و خیال است
یقین معنوی هم مثل صوری است
اگر خواهی شود کشف این راز
و گر خواهی بگیری در تو این دم
بذکر دوست گویا کن زبان را
نسیم ذکر باد حبدان مذکور
حلاوت ذکر را از پا در آرد
حضور ساده رخشان است اینجا
در آید چوں باستیلا توجّه
دل از خورشید وحدت نور گیرد
دش از نور خود علم و هد و دست
دریں ره هر که انوار خدا یافت
بر دل از صورت و معنی نگار نیست
تماشا کن نگار عالم هند روز ۴۲۰
سعادت بخش ایمان محقق
بآسانی دریں ره میتوان دید
چراغ از نور تحقیقت هند و زان
چرا انوار معنی در خیال است
بخوش آید چو دریائے گسار
ز اقطار یقین هر سو ظهوری است
از ان عین یقین آنجا بگویند
یقین مطلق اندکے و محال است
دریں ره کشف این معنی ضروری است
حجاب هستی از جانت بر انداز
۱۰ بر دل از پرده شود اللہ اعلم
بخش کمال حضوری چشم جاں را
کند گرد خاطر از لطف دور
به حبدان مجرّد حبا گزار
توجّه عین و حبدان است اینجا
شود چوں ذکر ناپسید توجّه
وجودش حبسگی مذکور گیرد
چه گویم اللہ اللہ کان چه فیکو است
په تحقیق انتها در استدایافت
مجرّد از تماشا انتظار نیست
بیاب این انتظار آدمی سوز
اگر علمست در عین است و حق
ز بهر برگشته نجات آنکس که نشید

طریق مستدیر است اینکه گفتم بیکسانی مشیر است اینکه گفتم
 ز خود بیرون مروکز تو جدا نیست خودی بگزار کاین خود آشنای نیست
 شمر دم آنچه می باید شمر دن تو دانی و قبول راه بدون

تمام شد ششوی گنج نغمه نقد و اشعار

(۶۲۵)

متفرق اشعار

از ششوی گنج نغمه کما از و عجم مجبوری در مسوده داخل کرده نه شد بلکه نقل آن از نسخ دیگر کرده شد

بشام هجرت و تاریکی عنار ۵۲۷ بآن خوش عنکبوتی عنبریں کار
 بجزر کن قریش و استر با دید ۵۲۸ آشوبے کہ دشت کر بلا دید
 بدار دیگر بد رسم و خندق ۵۲۹ بروز فتح و نور حصص الحق
 بآن شب کن سرائے آتھانی ۵۳۰ رسیدہ در مستام لامکانی
 بہ بیرون رفتن از آوازہ این دہ ۵۳۱ بہ سبحان الذی اسری لعبدہ
 بدید آنکہ می بالیست دیدن ۵۳۲ بہ پیچود گفتن و بے خود شنیدن
 دران خلوت کہ چشم جاں نگیجد ۵۳۰ بحسن نظارہ جانان نہ گنجہ
 بحسن نظارہ چیزے در میاں نہ ۵۳۱ خود از لطف رگی نام و نشان نہ
 نظر ہم نیست اینجا جز تجسس ۵۳۲ فان الذات ممنوع لتفتکر
 دریں بتان بود غنل برومند ۵۳۳ دل آگاہ و حبان آرزو مند
 ولیکن بر حسن خون جگر نیست ۵۳۴ گلے جز خار حسرت و نظر غیبت
 دو معنی حاصلست آزادگانا ۵۳۵ بدام عاشقی افستادگان را
 یکے درو طلب دیگر فسون ۵۳۶ باستغنائے مطلب راہ بدون

معراج

در بیان تحقیق علم الباقین و عین الباقین و حق الباقین و مراتب آن

دلم و دوشینه و شکریقین بود ۴۶۳ در اطوار ظهورش نشیند بین بود
 که یارب شاهد عین الباقین چیست ۴۶۵ در آں عین الباقین مقصود این چیست
 چو از وجهی شک آمد در وجودش ۴۸۳ مدالے نیست چندان برشودش
 حضوری ساده رخسانست این جا ۴۱۴ توجه عین و بعدان است این جا
 در آید چون در استیلا توجه ۴۱۵ شود چون ذکر ناپیدا توجه
 دل از خود شید وحدت نور گیرد ۴۱۶ وجودش جلگی مذکور گسید
 درش از نور خود علمی دهد دوست ۴۱۷ چگویم اشد اشد روست شکوست
 دریں ره هر که انوار خدا یافت ۴۱۸ به تحقیق انتها در ابتدا یافت
 برون از صورت معنی نگاریست ۴۱۹ مجرد از نشا انتظار نیست

باقی نامه

طبعی که سخنوری گزیند ۱ در پرده صبر کے نشیند
 در گوش دلم فسانه گفت
 یعنی چه مقام حیرت است این
 چون قصه حبام و بادہ آمد
 در دامن ساقی خود آویز
 ساقی قدحی که ہوشیارم
 این کاسہ کہ بر سرمگون است
 در چشم ہمیش بیگن از دست
 مجنون تو یک پیالہ خواہد
 من پیر کہن گدائے حرامم ۱۰
 در پرده صبر کے نشیند
 عنون فسرده را بر آشفت
 ہنگام طلب خموش بنشین
 میدان جنوں کشادہ آمد
 دیوانگی منسا و بر تنبہ
 زبں ہشیاری سے فگارم
 جامیست اگرچہ غرق خون است
 تا خود بمراد دل شود مست
 زان بادۂ دیر سالہ خواہد
 زان جسد عہ کہند وہ بکامم

آں جبرعد چو در سرم زند جوش
عقلم چو صحیفه اش کند سطر
چو جبرعد نهی برهنه ماند
اکنوں پیئے جبرعد گشتابی
ایں مہیکده جملہ جاں پاک است
ساقی ہمہ خون من فشردہ است
بر من دوسہ قطبہ می فرو ریز
روئے کہ شود در اُد فرا ہم
ایں صورت تو عرش آشیان است
نہ بار کفن نہ قیید رفتار ۲۰
ایمان برهنہ بادہ تو
دوزخ صفتی کہ از تو دور است
من گر چہ آشیش دماغم
اے زاهد خام طبع - بے کار

دنیائے کہن شود مندا موش
در جبرعد زوم چو بوسے دے
گر در جسم می رود تواند
نہ جبرعد نہ بوسے جبرعد یا بی
وین بادہ خم نہ ز آب خاک است
آں جاں کہ شفودہ بود مردہ است
امروز فیتلے متے بر انگیز
نہ حشر شناسد و نہ آدم
اسرار عجب در ادنہاں است
اول تشیش مقام دیدار
منہ دوس - دل کشادہ تو
سبحان اللہ عجیب صور است
از نکبت تو شگفتہ باغم
خود را گرو دو جبرعد مسیدار

در پائے طبیعت خرامت

یک قطره زور دے تماست

ساقی بہ دل کشادہ تو
کا امروز جزا این ہو س ندارم
دستے کہ ز بادہ دور باشد
مجنوں کہ ز ہجر بود سرمست
من نیز دے بر آورم سرد ۳۰
معشوقہ بہ چہند نام گویم
در ذکرش اگر چہ برستد ارم

سو گند بہ جام و بادہ تو
کاند رہ بادہ حباں پیارم
در خاک - سید چرا نہ باشد
یلے گفتمے در رفتے از دست
زاں شیفتمے کم نیم وین درد
ساقی و شراب و جام گویم
عمر بیت ز دست رفتہ کارم

آں کا لبسدم کہ جاں ندارم
 می گویم و بے خبر ز گفتار
 از گفت من است و از خیالم
 بانفس وصال او شود جفت
 برخیزم و گوشه نشینم
 از مست چنیں خبر نہ گیرد
 بنہائی کر شدہ تا بمیرم
 و انم کہ لیغبت و است مقصود
 جسز خواری مرگ بندگی نیست
 ز اہر شدہ مست چند نشست
 من جملہ شہم تو آفتابے
 آں پر تو دل سرد ز خواہم
 کز روز شبے چہ ہرہ گیرد
 از عقل کنوں سراغ دارم
 آمد چو صبح رفت مصباح
 گر شب برود برو چہ درکار
 این بار ز سر فادہ اولی
 چوں دوست رسد چہ جائے دشمن
 دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی
 سے آئینہ فتنہ تو گشتم
 تاریش تو لحظہ نشینم
 خودمانی و آں تموج نور
 بودی چو حساب آشکارا

من ذوق سخن چستان ندارم
 دارم بخیال سے سروکار
 من بیدہ در کذا م حال
 وقت است کہ این جہاں دین گفت
 تو سیں کمان چوں نہ بینم
 ہاں شحہ مختبب مسیر
 ساقی من ازین حیات میرم
 از خلقت این دوست نابود
 در زندہ سری شگندگی نیست
 مستی کہ ز پای غم شدہ مست
 ساقی برساں شراب نابے
 در کسوت بادہ روز خواہم
 عقل این سخنم نہ می پذیرد
 من بوسے تو در دماغ دارم
 روحم بہ طغیسل نکبت زاج
 روز است مرا و بخت بیدار
 این فتنہ ز دست دادہ اولی
 چوں ادا بد چہ طاقت من
 اورونق دین و حبان ہستی
 اینک من ازین نرسد گزشتم
 لیکن نہ چن پنچہ روئے بینم
 چشم بد و نیک از میاں دور
 زین پیش بہ خطہ بحث را

آئینہ از جہندی بود
 امروز دریں حسد ابہ بنشین
 اینجا تنم از چه اوقات است
 دارم بہ ہماں زمین سدا کار
 ساتی مے نقش بند پیش آر ۶۰
 ہر چند کمند عنبریں بو
 آہوئے ختن شکار دارد
 عطار کہ نقش بند ثانی است
 آن رشتہ کہ پار سا لقب بود
 آن خواجہ سبندگان آزاد
 من چوں ہوسے چنین نیارم
 در کان نمک سگ ار نشیند
 خوش آنکہ سہ یار چار گردد
 خستہ شدہ ام کہ این نحو قصر
 یک جام ازیں مئے کہ دارد ۷۰
 بنمے کہ دران زلال نوشاں
 شرط طلب است امید بستن
 امید سرے بہ کار دارد
 امروز دریں رباط فنا فی
 شمعے کہ دریں سیاہ خانہ ست
 روزم بہ امید او سفید است
 باشد کہ بروں ز جستجویم

نہ نقش و نہ نقش بند می بود
 این مشت خیال را فرو چین
 جانم بہ ہماں زمین فنا و است
 من نیز بختاریم بہ رفتار
 من صید تو ام کمند پیش آر
 آن نیست کہ آورد بمن او
 بر لاشہ خرے چه کار دارد
 در حلقہ آن کمند فانی است
 در پیش آن کمند آسود
 سرور جنم آن کمند بہناو
 من خود سگ این سیار خارم
 خود را بجند از نمک نہ بیند
 قصر ادب استوار گردد
 آید بہ کمال خود دریں عصر
 از من بہ تمام سر بر آورد
 خوانندم ختم مے فروشاں
 نومید نمی توان نشستن
 عکسے ز جال یار دارد
 دارم بہ امید زندگانی
 امید وصال آن یگانہ نست
 جاں در بد نام ہمیں امید است
 بخشنند و چند آر نہ ویم

۱۰ اشارہ بحضرت مولانا یعقوب چرخي قدس اللہ سرہ

گفتم سُنْخَنے ز کامِ سَدرانی
 در دیده کشتم قبول خود را
 اے حناک مدینه در کجائی ۸۰
 اے مردم چشم دور بیناں
 دریاب غم آشیاں دارد
 سوزنده غم کهن تلف به
 اے نور دل چپار عنصر
 اے در تو تاج آسمانیش
 اے نور تو چوں فلک بویدا
 اے حجله خواب گاه مقصود
 اے از تو زمین بدین حسدانی
 اے آمدہ نور آسمانی
 سبحان اللہ چه نسبت حناک ۹۰
 اوست کمال مصطفیٰ بود
 من حاصل این خطاب گویم
 خاک اند جا عتے که مردند
 از سطوت نور در شکسته
 کردی نہ بہ پشت پایے زیشان
 سر حلقه حناکیاں علی بود
 زان بحر و نہر سب بکشد
 معروف و سری حبیب بغداد
 یک سوے دگر لطیف پاک
 سبطین رسول و زین حبیب ۱۰۰
 اے ارحم الراحمین تو دانی
 خاک و تدم رسول خود را
 در دیده من چپرا نیائی
 وے چشم و چراغ نور بیناں
 بنواز سیاه خانه دارد
 این چتر سیاه را شرف ده
 اے خوش صفت دروں ہمہ دور
 سر چشمہ مرغزار بنیش
 نعم البدل زمین لطیف
 فردوس بہ در گیت جہیں سود
 دیدہ شرف ابو ترابی
 حاصل شدہ سیر لا مکانی
 با سیر لما خلقت الافلاک
 با این گره نشینش کب بود
 مضمون ابو تراب گویم
 ہستی بہ خداے خود سپردند
 و ز آب بقا فرو نشسته
 در دگت پایے خود چه امکان
 سر سلسلہ جہاں علی بود
 یک سو حسن و حبیب و داؤد
 کز وے طرقتی کثیرہ بکشد
 مستور بہ زیر پردہ خاک
 پس بافتند و صادق نکوناد

این سلسلہ از طلای ناب است
 القصد البوتراب این است
 ہر چند غرض درین کرامت
 لیکن سررشته بحب بود
 گر خاک مدینہ می شنودم
 در مدحت حاکمان رازش
 ای خواجہ بارگاہ سده
 وہ وہ چه زبان پاک دارم
 این تنگ بساط در نور دم
 گویم سر و سرور من است این ۱۰

سبحان اللہ بلند ذات است
 خصال حروف عالیا است

سلسلہ پیران طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ز صدیق و سلمان و زفت اسم
 بران معنی کہ آبائے کرامش
 دور سپہ راند صادق سے بسطام
 ہماں عشوہ بہ ملک خرقاں برد
 چو شاہ خرقاں مسند نشیں شد
 یکے طوسی نثار افشاں برآمد
 ز گنجوری بہ سلطانی در آمد
 و بیعت و بندیدوں بود و جمشید
 ز فرزندان آل مصر و لایت
 چو صادق یافت ملک سینہ محمود
 و خیرہ داشت شد نور علی نور
 و یک از چشم ہر بندہ مستور
 لباس شیر وال پوشیدہ طیفور
 بہ طوس افکند بانگ و رشو دور
 در آن گنجینہ شد ناگاہ گنجور
 ز شاہ گورگاں آوردہ منشور
 چراغ قیصر و حناقان و فغفور
 عزیزے در ہمہ دانست مشہور

حجاب آفتاب و غیرت حور
 کہ خضرش در صدف بود استستور
 عروسے را کہ در پردہ است منصور
 زمین بجز و اں آں منبع نور
 نگند از کف قلم مانی و شاپور
 عیار چشم بد افشاندہ از شور
 بہ نسبت جذ بہ را بنشادہ از شور
 زبان بکشاد موسی وار بہ طور
 کہ کم بودیش نقش غیر مخطور
 فرا عین ہوا مکتوف و مقہور

گرامی خواجہ احسار از وی ۲۰ خرابات جہاں شد بیت معمور
 وجود خواجہ و انقاس پاکش نمودارے ز اسرافیل و ناقور

چو عرش فیض و فردوس نقابود

ہم آجب ختم شد ایں سعی مشکور

تاریخ تولد بر خوردار خواجہ عبداللہ و بر خوردار خواجہ محمد عبداللہ

کہ در یک سالہ متولد شدند سلمہا الشرفا لے

درباغ طراوت جوانی
 برگزیدہ بوسے فرزند
 آخرتہ برے امید بستم
 طعم غزل نشاط می گفت
 تاریخ شناس تبینہ ہیں مرد
 زان ہائے دو چشمہ بہارم
 بے برگ گزشت زندگانی
 بودم سروے بہ سایہ خورسند
 افتاد شگوفہ بدستم
 دیدم ناگہ بہار بشتگفت
 بشتگفت بہار در خطے آورد
 بنمود دو در شاہوارم

یعنی که بهماں دو نور با هر
 بالید پس از مرور ایام
 مابین ظهور آن دو گوهر
 آن گشته درین خرابی منزل
 بود آخر عصر کان یگانه
 خورشید گزیده خوابگاهش
 انگشت بلال در دهن بود
 زین سقف در پیچ پا کشادند
 خود نیز به شرق شد گریزان
 زین طرفه نشاط خاطر افروز
 قطب از طرف نفس بر آورد
 اندر ملکوت خلخل افتاد
 گفتند که تنهیت رسانیم
 در خانه کمترین غلام
 این نام نجسته و ملک زاد
 بر درگاه خواجیه ام رساند
 گوید که ز سیر کارم آگاه
 کارش همه گرد من تقبیل
 من بودم و نفستد خانه او
 بیچاره قلندرے تهیدست
 چوں باغ طبعش بر آورد
 چشم ملکی شناخت ز ادش
 القصة وراں گزشتن روز

در یک تاریخ گشته ظاهر
 در بار درخت شد دو بادام
 بگوشته چهار ماه و اکثر
 روز یکم از ربیع اول
 افتاد درین سیاه خانه
 کاینک شب در روشنی ماهش
 کین شعله غریب خورشک بود
 نطق رگیاں در ایستادند
 کاید به پناه صبح خیزان
 شد دامن شب چو بهره اندوز
 کاینک به تومی سپارم این برد
 کاسلام به شکل آدمی زاد
 ایمان محمدیش خوانیم
 شد بنده یکے بزرگ نام
 ان شاء الله شفیع من باد
 گوید ز من آن سخن که داند
 او مفلس و من حنینه شاه
 انش بخیم الم آرمیدن
 سرگرمی آستانه او
 می بود حنینه دار پیوست
 در میوه حمال من اثر کرد
 زان دسے من لقب نهادش
 آبر بزمین چو باد نور روز

- ۳۰ کردند مودنان اسلام
تا فطرت او ثبات یابد
بر خیزد بلا مودن غیب
این خسته بے نیاز مند است
گر یکدم اله از تو گسیدم
یک شعله نور ده به روزم
خود را به تو باز می سپارم
در غم نیم آرم من سیه روز
این غم کده باد برده بهشت
بے دوست بخت دوستداری
با از تو قدم بناز ماندن
بجرا تو وصل جاودانی است
افتد که چنین نه می هر اسم
گر چی علی الصلاة گوئی
در زیر کفن شوم منرا هم
من مرده و دوست در نمازم
افتد به صفت تحبلی
گردند و کون مدح خوانم
این نقش وجود بر تراشم
با اله گوئی تا بجوشم
در راه اله ار شوم نیست
در چشم من آں الف عظیم است
من یکدم سدد تمام دارم
- ۳۱ میگیر اذال بگوشتش اعلام
دین ابوی بر نیاید
در گوش من آرد بانگ لاریب
یک اشک از بست پند است
والله که همان زمان میسرم
تا حنائی ما سوا بسوزم
می میسرم و شعله می گزارم
خود شعله خویشتن بر افروز
این مرگ حبلی ستزده بهتر
خواه آن تو ام بحبال پیاری
از من سبق منداق خواندن
در پیش تو مرگ زندگانی است
کز چی علی الصلاة نه می هر اسم
هم خود به صلاة من پیوستی
ز شک همه زندگان عالم
بجان اله بخود بسنازم
گویم و هو الذی لیصلی
فقد افلح ابی ثامن
میگیر اذال شنوده باشم
اینک چو صدف تمام گوشم
حاجت بساع اکبرم نیست
دانم که صراط مستقیم است
یک رشفه حیات کام دارم
- ۳۲

از رشحه کفایت این کار
 چوں در نگری غرض تمام است
 گزینش رسد به تشنه کاس
 ز غلظت مقام در ویش
 دریائے ازل بے شکوف است
 ای لبس کماله نقابت
 من حنوقه عاتق در یدم
 از قید تفکر م چه حاصل
 من بیچراں ہمسہ گمانم
 ہر چند کہ خلق ناشناس است
 استاد و دانشم کتایم
 طفلم کہ نخوردہ شیر مادر
 بگزشتہ ہنوز پیش سلطان
 گنام و کار حبلہ خام است
 نامے نہ کرو مرا بخوانند
 اینجا سر عقل می خورد سنگ
 تاریخ یکے چو شد نمودار
 افتادہ بہ بحر و بر طلائم
 چوں صبح رسید بہ شب
 چوں ماہ تمام منشرح صدر
 بانور محبت حیدائی
 بانود جہت کمال سرہ
 در عین شب آفتاب برخواست

چوں من بروم چه کم چه بسیار
 سر رشته رشحه ہم بحسام است
 سیرابی دوست ہم ز جامے
 عالی است ز حرف اندک و بیش
 سبحانک بت این چه حرف است
 سر رشته عقل ستو بابت
 ایمان محمدی گزیدم
 آن خواجہ میں ست عقل کامل
 تحقیق رو چنیں کہ دانم
 گویند کہ عاقلست و داناست
 دانی کہ من از کدام با ہم
 افتادہ ہماں بجاک و خوں در
 دارم دیکے تمام افعال
 بسم اللہ نام من کدام است
 نامے کہ مرا ز من رہانند
 ہاں خامد بہ اصل قصہ زن چنگ
 ہنگام تولد و گر آو
 ماہ رجب و لکھ ششم
 چوں روز ز روشنی لبالب
 در ظلمت شب چو ساعت قدر
 در آخر فتنہ و بے ثوائی
 خورشید پیئے تجدد آمد
 تا صبح پسین شباب برخواست

آں شب در معرفت کشوند
 نور شید به اختجاب خود در
 از ششده چپ راغ بسیار
 در دیده شپیراں چو کم زاده
 چو سر کشد آفتاب بر من
 آں تیره به مستلزم من گم
 نور نیز حجاب نور دارد
 گر پرده ز روئے خود کشاید
 یارب که طسم خود کشتائی
 خود را بنطنام خود گزارد
 چندین همه آفتاب رنستند
 این قطره هم از شمار ایشان
 باشد کامم از و بر آید
 بس تشنه و بس خرابم ای دوست
 هر جا که ترشح تو بینم
 اے بحر طلب بکام من شو
 من حجام چیر می کنم گدایم
 اکنون دهنم کشاده بهتر
 ۸۰
 ۹۰

تنشال طلسم خود نمودند
 کردند ستارگان برون سر
 این عرصه تیره شد نمودار
 وحدت پس این دو کثرت افتاد
 افتاده نه تیره و نه روشن
 روشن به حجاب اجتناب کم
 در پرده چنین ظهور داد
 خود نیز با جتبا در آید
 این طفلک را با و نمائی
 چون غزل زوانه سر بر آرد
 در بحر تو چو حجاب رفتند
 در موج خودش کمن پریشان
 چو بینش از تو یادم آید
 در حسرت بکدم آیم ای دوست
 در العطش آیم و تشنه بینم
 امروز یکجای حجام من شو
 مشتاق توام دهن کشایم
 بحر سخن ایستاده بهستم

زین گفت و شنود حاصله نیست

جبران و خموش باید مزیت

قطعه اول

از ساقی نامه دوم از تاریخ نخست

این صوت تو عرش آشیانست ۱۴ اسرار عجب در دهنان است

نہ بار کفن نہ قیاس ر قنار ۲۰ اول شد مش مقام ویدار
 ایمان برہنہ بادہ تو ۲۱ شد دوس دل کشادہ تو
 دوزخ صفتی کہ از تو دور است ۲۲ سبحان اللہ عجیب صور است
 من گرچہ کہ آتشیں دامنم ۲۳ از نکبت تو شگفتہ باغم
 اے زاهد حنا م طبع بیکار ۲۴ خور اگر دو جرعد می دار
 در پائے طبیعت خرامت ۲۵ یک قطرہ ز دروے تمامت

تاریخ تولد بر خوردار خواجہ عبد اللہ و خواجہ محمد عبد اللہ کہ در یک سال منول شدند

در باغ طراوت جوانی ۱ بے برگ گزشت زندگانی
 ہرگز نشیدہ بوئے سنہ زند ۲ بودم سروے بیابان خورسند
 در خانہ کمترین عتلا ۳ شد بندہ یکے بزرگ نامے
 دین نام نجستہ و ملک زاد ۴ انشاء اللہ شفیع من با و
 بر درگاہ خواجہ ام رساند ۵ گوید ز من آں سخن کہ داند
 گوید کہ دست کارم آگاہ ۶ او مفلس و من خندینہ شاہ

تاریخ تولد بر خوردار خواجہ محمد و اسمہ خواجہ محمد عبد اللہ سلمہ

گل شکریہ بواجب دوست داد ۱ شکر ہندی گل ترک زاد
 بلکہ ز کشمیر گل زعفران ۲ شد شکر آلودہ ہندوستان
 شاخ گل از باغ ولایت ستافت ۳ از قند حنہ شکر آب یافت
 شاخ بناتے شد انیس طرف فن ۴ انبتہ اللہ نباتات حق
 بلکہ نہالے است بروں از جہات ۵ آمدہ در عرصہ این شاہ مات
 گرچہ زور رفتہ دیریں نیک ہمد ۶ بارور است از اثر قرب ہمد
 آمدہ پس در نیم این تیسرہ خم ۷ ماہ رجب بود و صبح ششم

کردم سال ولادت رستم
ہاں بشمار انچہ رستم ز دستم

رباعیت مسئلہ الاحکام

۱ سبحان اللہ زہے خدائے متعال
از نور لطافتش ضما ز مشعوں
عالی ز تصور و مستد از خیال
وز سر سرایش جہاں مالا مال

۲ گویند وجود کون کونست حصول
وائد کہ دریں پردہ لسان الغیب است
نورے بجز از کون نکر دست قبول
بر طبق قواعد است و بروقی اصول

۳ بشناس کہ کائنات رو در عدم اند
وہیں کون معنی از خیال و وہم است
بل در عدم ایستادہ ثابت قدم اند
باقی بگی ظهور نور قدم اند

۴ بنگر کردہ دروں بید و نش نور
یا بسندہ انواع ظهورش باطن
در دے ز عجب بگی بصد نوع ظهور
واں ظاہر و پردہ وحدت مستور

۵ تنگوں دو کون را حسلا و ردادہ
حادث شدہ نسبتہ دروں ابیرون
دانی کہ در عدم چساں بخشادہ
در بیرون عکس آں عکس افتادہ

۶ بصورت و حق آئینہ عکس ثابت
ہر صورت در غور شرط و گریست
این است نتیجتے کہ حق را با ما است
این نسبت اسباب ازیں و پید است

آں کسب کہ نزد ما گشته عیاں
حق موجود است و قادر مطلق است

در مذہب اہل حق جز این ہیچہ اں
وین مشیت خیال جملہ ہم است و گما

حادث کہ نباشد بدو آں پابندہ
سبحان اللہ نہی خیال باطل

تاثیر کنند بہ حادث آئندہ
این است و جملہ عیش ز آئندہ

آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است
کسے کہ وجود او بجز وہی نیست

از کن فیکون جز این روش میں عجب است
نسبت یعنی اگر کند کسے بے ادب است

ہر صورت علمیہ کہ ہستش گوئی
معلوم کہ اصل است وجود علم است

ناں ہست کہ بولے اصل ازو میبوی
جہل است اگر جز این روش میبوی

فکن کہ خود ذر حدیش بکشد
ادد ہستی و ہستی اندر دے بود

در بد و نظریہ ہستیش فتوی داد
بے چارہ بہ اشتباہ نامے بہناد

از صفائی مے و لطافت جام
ہمہ جام است و نیست گوئی مے

در ہم آمیخت رنگ جام و مدام
یا مدام است نیست گوئی جام

ایں صورت علمیہ کہ در جلوہ گرست
ادراک مرکب است و مرا خود است

از خال و خطش جمال مقصود برست
در دے ہمہ چشم بودن از بے بصیرت

در علم دو دہ است بے شبہ و ریب

یکے جہ بہ شاہد است یکے جہ بہ غیب

در وجه غیبی نشان است ز غیب

در وجه شاہد ہمہ رنگ است و تینر

۱۵

در ساحت اوارہ نہ این آلودہ آں
تحصیل نمود کیں محال است عیاں

این علم بسیط بے تمیز است و نشان
چوں حاصل تازہ نداد نہ تو اں

۱۶

استہلاکے کہ از تصور پاک است
آینجا چہ محل دانش و ادراک است

از حضرت ذات بہرہ استہلاک است
آں معرفت است نامش ادراک بسیط

۱۷

ہر جا ہستی است دارد آینجا ما و ا
ظاہر شدہ جہت عروس و حشا تنہا

ادراک بسیط موطن محو و فنا
این است تفاوت کہ درین طرح قدس

۱۸

ہر چند کہ ہست ہست و افش خالی
این ہست نتیجہ علوم حالی

ہنگام شعور ازین ہست تمام عالی
در پردہ نور یک ظہور سے دارد

۱۹

ہر لحظہ نیست ز مقام ادراک
تایافت شود نتیجہ استہلاک

لیکن باید کہ نور آں باطن پاک
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند

۲۰

کز کوی حقیقت نشود آوارہ
کون است حصول دردش بیارہ

یارب چہ کلایہ منے بے چارہ
ہستی بہ کمال قرب از دستور است

۲۱

ز نہار طلب مکن کہ مشکل یابی
درفش کر چنین مشو کہ باطل یابی

خواہی کہ جمال غیب در دل یابی
در ذات حق تا فکر آمد باطل

۲۲

خواهی حق را به غیب منظر بینی
می کوش که بے صورت تحقیق را

بنشین که محال است که دیگر بینی
در منظر موهوم مصور بینی

۲۳

حق نقطه جواله جهان دایره دال
آل دایره صورت علوم نقطه است

بے دایره آل نقطه نیامد به میال
دال نقطه درو به جلوه گشته عیال

۲۴

گر نقطه جواله بود ذات نقطه
مگر دو چو جهان که تجله مرآه حق است

دال شکل نمود اعتبارات نقطه
خط نقطه دایره مرآه نقطه

۲۵

هر چند که دایره زوهم است و نمود
گویند که در نظاره کشف و شود

در نقطه عروض دایره شد مشهود
ایمان همه عارض اند معروض وجود

۲۶

گر نقطه بچو لانگه خود آسنه در
در ظاهر علم گر کج و راست شود

بیرون کشد از دایره و از خط سر
در باطن علمش نه بود هیچ اثر

۲۷

بای نمانی غلط که از کم وافی
ظاهر بدنه که بے خیال و وحش

ایں باطن را بروی ز ظاهر دانی
هر چند کنی تحقیقش نتوانی

۲۸

هر جا هستی است از نبأ است جواد
هستی چو بذات خود علیم است و قدیر

گفتم ز صفات خود درو حق بهناد
از هست چگونگی علم و قدرت افتاد

۲۹

در هر شکلی که رنگ هستی پیدا است

رسم است که قادر برید و انا است

در ظاہر علم ازین صفتها یکتا است

لیکن ہر یک پئے تر و گشتہ

۳۰

چون نقطہ کہ دائرہ دارد مشکین
منظر بجز از چنگ در ظاہر زن

حق روح جہاں انفس و آفاق بدن
ظاہر و دروے ہم صفا نقطہ است

۳۱

وال لیس کمنہ در و خیمہ زن است
گلہے فضل است کہ او پس قرن است

ایں ظاہرے مثل بسان بدن است
روح است بہ اعتبار اطلاق وجود

۳۲

آن لیس کمنہ سمیع است و بصیر
آن تجلہ غنی است و ماسوئی تجلہ فقیر

ہم پیرنگ است یار و ہم رنگ پزیر
ایں سمع و بصیر جز این ندارد و گرے

۳۳

از طقی و سمع صاحبیل عجب است
در باطن خود تمام آیات رب است

تنزیہ فقط ز علم سواد است
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است

۳۴

و اکثر تنزلات تو جہیش نیست
سہل است و روز اگرچہ تنہیش نیست

تشبیہ را کہ بے تنزیہش نیست
ایں نکتہ ز قسراں عشر باید

۳۵

وین مشیت خیال نہر سبز بود است
و انگاہ نطفہ کن کہ حق موجود است

چون ظاہر علم پرودہ مقصود است
از نقش و رسمے بنقش گریز

۳۶

شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش
گاساں شودت شکست باز نقوش

ہر حق تو نہر نیست زانہار نقوش
بر خیز و جمال نقشبندے بطلب

۳۷

زال لوح وجود نسخہ برداری
ز منہار کہ دل بہ تر جہاں نہ سپاری

چوں نقش نہادہ رخ نہ بے نقش آری
نور بیرنگ تر جانش گرو

۳۸

بس راز نہفتہ راغش از شود
وانگہ بے انگشاف ہر راز شود

اں بے رنگے چو پر تو انداز شود
ہر جانور یست بر کشد حبلہ بخود

۳۹

گرو دود جہاں ز تر جہاں ملام مال
گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال

گویند کہ چوں رسد تلی بہ کمال
چشم از ہمہ سوسرمدہ مازاغ کشد

۴۰

واجب بہ جلوہ گاہ حیاں نہادہ گام
بر لوح صورت آمدہ مشہود خاص و عام

مکن ز تنگناے عدم ناکشیدہ کام
در جبرنم کہ ایں ہمہ نقش غریب چسیت

۴۱

ایں است مقام کنت متعہ مشنو
بنشین و بہ ہر طرف مشود رنگے دو

اے گشتہ بہر نمود بیہودہ گرو
در تست نمونہ کہ بس بے طرف است

۴۲

حرف انا گوئی را خطے بر سر کش
یعنی کہ نگار نیستی در بر کش

یک لحظہ سے بہ جیب ہستی در کش
گرو در ہی بہ نامرادی خو کن

۴۳

وہیں روشنی از نور تمام فقر است
کاں راہ ز سرحد تمام فقر است

ایں سکتہ کہ من ز دم بنام فقر است
برخیز رہ خواجہ احوار بیکر

۴۴

خامش شدہ خامہ وہیں بستہ دوتا

آمد چو ز باغی بہ چار از عشرات

ماہم سخنے را کہ بہ ترشش گفتیم
کر دیم تمام بر محمد صلوات

۲۵

اندیشہ چو اربعین خود بود بسر
در تفرقه اش چو اہل طاہرہ منکر
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان

۲۶

اے خواجہ درین نامہ بسے سرار است
فہمش ز مقیدہ خود دشوار است
از کون و مکان مقیدانش فرزند
مجموعہ ماسلسلۃ الاحرار است

۲۷

در راہ خدا جملہ ادب باید بود
تا جاں باقی است رطلب باید بود
دریا دریا اگر بہ کامت ریزند
گم باید کرد و خشک لب باید بود

۲۸

بدست من امشب چو بے آستانہ است
غم بہچو ہلال لاغر و کاستہ است
اے صبح بروں میا کہ ترکان مستند
وے شب بنشین کہ فتنہ برخواستہ است

۲۹

صحرا نشین ز سبیل حذر کن کہ آستین
تزمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
آں گلبنم بہ باغ تو کو نزدیک نسیم لطیف
نشگفتہ ام ہنوز کہ پڑے مردہ می روم

فردا

از تو اے میزنگ با چندین صور
ہم شبہ ہم منندہ خیرہ سر

من از محیط محبت نشان بھی دیدیم
کہ استخوان عزیزاں بہ ساحل فنا داست

می گزشتم ز غنم آسوده که ناگزین ۳ عالم آشوب نگاہی سر را هم گرفت

بغیر آنکه به روز سیاه خود گردید و گزیده باقی چه کار می آید

مندرجه ذیل تین رباعیاں اور چار فرد کے متعلق صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کی ہیں یا کسی اور کی ہیں اس سلسلہ میں تحقیق کرنی ضروری ہے۔

۱
آنجا کہ کمال کبریاے تو بود عالم نئے از بحر عطایے تو بود
مارا چه حسد و ثنائے تو بود ہم حمد و ثنائیم نہ سزائے تو بود

۲
من کیستم اندر چه شمارم چه کسم با ہر ہنئے سگانش باشد ہوسم
در قافلہ کہ اوست دائم نہ رسم این بس کہ رسد ز دور با کس ہجرم

۳
جانا بقمار خانہ زندے چند اند با مردم کم عیار کم پیوندند
زندے چند اند کس نہ داند چند اند بر نسیب و نقد ہر دو عالم خمندند

گاہ خورشید گے دریا شوی ۱ گاہ کوہ قاف و گہ عناق شوی

تو نہ آں باشی نہ این رفات خویش ۲ اے بروں از وہم بادیش بیش

ما کہیم اندر ہماں پیچ پیچ ۳ چوں الفت او خود ندارد پیچ پیچ

در یغاکست نہ دستم بھی پنداشتم دلم ۴ ازیں پندار گونا گوی زین انش پشیمانم

22
24

98

11244
14

400
2528

31

1212
14

422

35
10
350

78
94
29
105

320

22

400
384

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library